عمران سیریز

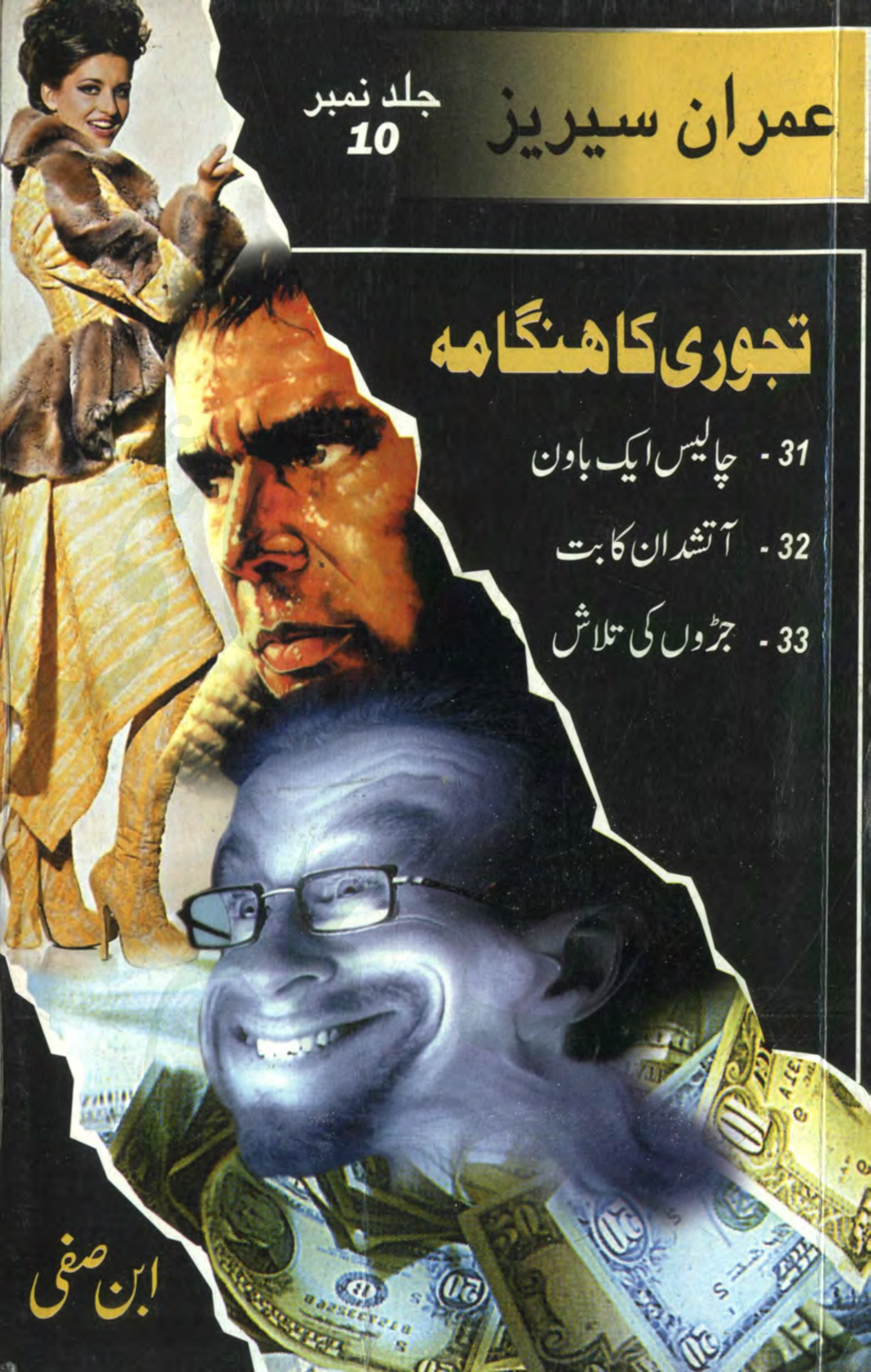
جلد نمبر
10

تجوری کاھنگامہ

31 - چالیس ایک باون

32 - آتشدان کا بت

33 - جڑوں کی تلاش



ابن صفی

پیشرس

عمران سیریز کا اکتیسواں ناول "چالیس ایک باون" حاضر ہے! لیکن یہ کہاں تک کہا جائے کہ آپ اسے بھی عمران کے دوسرے ناولوں سے بالکل مختلف پائیں گے۔ یکسانیت ہو تو آپ پڑھیں ہی کیوں۔ میرے ناولوں کے منتظر کیوں رہیں۔

اس بار عمران صاحب آپ کو ایک ماہر نفسیات کے روپ میں نظر آئیں گے لیکن یہ روپ جیسا ہوگا آپ دیکھ ہی لیں گے۔ لڑکیوں کو دھمکانے کے لئے پتھر تلاش کرتے ہیں! کبھی لوگوں سے پوچھتے ہیں کہ میری دم تو نہیں ہل رہی! فرماتے ہیں کہ میں لاشعور کو "بطل الشعور" کہتا ہوں! بھلا کیوں کہتے ہیں۔ آپ کے فرشتے بھی ان سے اس کی وجہ نہ معلوم کر سکیں گے! بس موج ہے قلندر کی۔

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ عمران فریدی کے مقابلے میں ہلکا معلوم ہوتا ہے! کہتے ہیں مگر اس کے باوجود بھی عمران کو پڑھتے ضرور ہیں! پوچھتا ہوں بھئی کہ اگر عمران بھی فریدی ہی کی طرح سنجیدہ اور ٹھوس ہو جائے تو پھر دونوں کی کہانیوں میں فرق ہی کیا رہ جائے گا۔ اگر عمران سیریز کے ناولوں کا انداز بھی فریدی ہی کے ناولوں کا سا ہونے لگے تو پھر مجھے قلم ہی ہاتھ سے رکھ دینا پڑے گا! یقین جانئے کہ اگر کبھی دونوں سلسلوں میں کسی قسم کی مماثلت ہوئی تو وہ خوبی نہیں بلکہ ایک بہت بڑی کمزوری ہو گی۔

ابن صفی

۱۰/اگست ۱۹۵۸ء

✪

ان دنوں کوئی کام نہیں تھا.... اس لئے عمران صبح سے تان پورا اٹھا لیتا اور پکے گانوں کی مشق شروع ہو جاتی کبھی ایسا معلوم ہوتا جیسے بیک وقت کئی بکرے "ہجر" کی شکایت کر رہے ہوں اور کبھی ایسا معلوم ہوتا جیسے کتوں کے "دارالعوام" میں کسی اختلافی مسئلے پر بحث چھڑ گئی ہو.... سلیمان کانوں میں انگلیاں دیئے بیٹھا رہتا! لیکن کبھی کبھی کانوں سے انگلیاں نکال کر عمران کو اطلاع دینی پڑتی کہ فون پر کوئی رنگ کر رہا ہے۔! اس وقت بھی یہی ہوا تھا.... اور عمران اس طرح آنکھیں نکالے سلیمان کو گھور رہا تھا جیسے پھاڑ ہی کھائے گا!

"أبے اس وقت ہم سنگیت کی چوٹی پر بیٹھے مٹر پلاؤ کھا رہے تھے.... سلیمان کے بچے!" اس نے دفعتاً مغموم لہجے میں کہا۔! "ہمیں ڈر ہے کہ ہم کہیں پاگل نہ ہو جائیں۔!"

"سرکار.... ویرسے گھنٹی بج رہی ہے....!"

"محکمہ ٹیلی فون کو اطلاع دو ہمیں بغیر گھنٹی کا انسٹرومنٹ چاہئے.... ہم اسے کسی طرح برداشت نہیں کر سکتے.... تجھے کیا معلوم کہ ہمارے سینے میں آگ سلگ رہی ہے.... ہمیں اپنے دادا جان کی موت کا انتقام لینا ہے....!"

تان پورا رکھ کر وہ میز کے قریب آیا.... ریسیور اٹھایا.... دوسری طرف کیپٹن فیاض تھا۔ لیکن وہ عمران کی آواز نہیں پہچان سکا تھا۔ کیونکہ وہ "ہلو" کہتے وقت بھی شائد "کھرچ" بھر گیا تھا۔

"کون ہے....؟ دوسری طرف سے آواز آئی....!

"بیجو باورا....!" عمران نے مغموم لہجے میں جواب دیا۔!

"تمہاری آواز کو کیا ہوا ہے....!"

"میں اپنی آواز میں درد پیدا کرنے کی کوشش کر رہا ہوں سوپر فیاض....!"

"یعنی بالکل بیکار ہو آج کل....!"

"کیا مطلب.... نہیں میں ریاض کر رہا ہوں.... تم بہت جلد مجھے ملک کا سب سے بڑا گلوکار فنکار وغیرہ وغیرہ دیکھو گے....! وغیرہ وغیرہ.... مجھے دراصل لتا منگیشکر سے اپنے دادا جان کی موت کا انتقام لینا ہے۔!"

"کیا بکواس چھیڑ دی ہے۔!"

"میں غلط نہیں کہہ رہا سوپر فیاض.... دادا جان مرحوم لتا منگیشکر کے ریکارڈ سُن سُن کر سر دھنا کرتے تھے.... ایک دن لوگوں نے دیکھا کہ وہ صرف گردن دھن رہے ہیں۔! سر غائب تھا.... پوسٹ مارٹم کی رپورٹ نے بتایا کہ سر اس قدر دھنا گیا تھا کہ گھستے گھستے غائب ہو گیا..... اب میں نے لتا سے انتقام لینے کی ٹھان لی ہے۔!"

فیاض فون میں ہنستا رہا اور عمران کہتا رہا.... "مسٹر چرچل سے میں نے مشورہ لیا تھا کہنے لگے جنگ کو جنگ سے ختم کرو.... لوہے کو لوہے سے کاٹو اور اگر کسی گلوکار سے انتقام لینا ہو تو گا گا کر اُسے اتنا بور کرو کہ وہ خود ہی اپنے ہاتھوں سے گلا گھونٹ لے....! مگر انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ اپنی آواز میں درد پیدا کرو.... میں سلیمان کے بچے سے کہتا ہوں کہ اگر وہ زہر کھا کر مر جائے تو نہ صرف میری آواز بلکہ پیٹ میں بھی درد پیدا ہو سکتا ہے کیونکہ کم بخت نے مونگ کی دال کھلا کھلا کر معدے کو اس قابل نہیں رہنے دیا کہ وہ اس کے علاوہ بھی کچھ اور برداشت کر سکے....!"

"یہ بکواس کب بند ہوگی....!" فیاض نے کہا۔

"اب میں تمہیں گوجری ٹوری سناؤں گا اور تم ہرنوں کی طرح چوکڑیاں بھرتے ہوئے یہاں پہنچ جاؤ گے.... پھر میں تمہارے ہاتھوں میں بھی ایک تانپورا تھما دوں گا۔!"

"یار.... مت بور کرو.... میں جانتا ہوں کہ تم نے ابھی حال ہی میں بیجو باورا دیکھی ہے۔!"

"نہ دیکھتا تو اچھا تھا سوپر فیاض...." عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔! "جب گیدڑ کی موت آتی ہے تو وہ کسی سینما ہال کا رخ کرتا ہے۔ یار کیا بتاؤں پچھلی رات خواب دیکھا جیسے ایک طرف میاں تان سین تشریف فرما ہیں اور دوسری طرف شری بیجو باورا.... دونوں بندوقیں ہلا رہے ہیں... نہیں شائد... آں... ہاں... تانپورے ہلا رہے تھے۔ اکبر بادشاہ بھی تشریف رکھتے تھے۔

اچانک انہوں نے فرمایا... یوں نہیں.... ٹھہرو.... پھر تالی بجائی اور ایک آدمی ہاتھوں پر ایک بڑا سا کدو اٹھائے ہوئے حاضر ہوا.... بادشاہ نے اشارہ کیا اور کدو میز پر رکھ دیا گیا۔ پھر جہاں پناہ نے فرمایا... یوں نہیں.... تم دونوں گاؤ.... جس نے اس کدو کو دنبہ بنا دیا وہی سب سے بڑا گائیک قرار پائے گا....! بس سوپر فیاض اس سے آگے خواب دیکھنے کی ہمت نہ پڑ سکی کیونکہ دونوں کے تیوروں سے یہ معلوم ہو رہا تھا کہ دمبہ بنانا تو کیا وہ اُسے ذبح کر کے بھی پھینک دیں گے۔ مگر میں کیا کروں میری سمجھ میں نہیں آتا.... دیپک راگ کے لئے تو کہا جاتا ہے کہ اُسے چڑیاں اڑا لے گئی تھیں۔ یہی حال میگھ ملہار کا بھی ہوا تھا.... اب کیا میں بیٹھ کر تانپورا چباؤں یا کدوں چھیلوں.... میرے لئے کیا بچا ہے.... اکبر بادشاہ کو کیا حق حاصل تھا کہ وہ سارے راگوں کا تیاپانچہ اپنے سامنے ہی کرا جائیں اور ہم لوگوں کے لئے کچھ بھی باقی نہ رہے.... ویسے اگر تم سننا ہی چاہتے ہو تو میں اس وقت تمہیں بی.... پی شاہ کی ٹانی کھلا سکتا ہوں۔!"

"یار اب ختم بھی کرو.... میں جانتا ہوں کہ تم آج کل بہت شدت سے بوریت محسوس کر رہے ہو.... اسی لئے میں نے اس وقت تمہیں فون کیا تھا کہ بوریت رفع کرنے کا ایک بہترین نسخہ ہاتھ آیا ہے۔!"

"اگر تم خود بھی اسی نسخے کا ایک جز نہ ہو تو ضرور بتاؤ....!"

"میرے بغیر کیسے کام چلے گا....!" فیاض بہت خوش معلوم ہو رہا تھا۔!

"خیر....!"

"شکوہ آباد کیسی جگہ ہے....!" فیاض نے پوچھا۔

"شکوہ آباد پہنچنے پر ہی کچھ کہا جا سکتا ہے.... اس وقت بور کرنے کا مطلب بیان کرو....!"

"شکوہ آباد میں میرے بعض دوست کسی پریشانی کا شکار ہو گئے ہیں اور ان سے تعلق رکھنے والی ایک محترمہ مجھے ساتھ لے جانے کے لئے آئی ہیں۔"

"اُن سے انتقام لینے کا بہترین طریقہ یہ ہے سوپر فیاض کہ تم انہیں میرے پاس چھوڑ کر تنہا شکوہ آباد چلے جاؤ....!"

"میں انہیں وہیں لاتا ہوں مگر تم ذرا آدمیت سے پیش آنا!" فیاض نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

لیکن جب فیاض اُن محترمہ کے ساتھ فلیٹ میں داخل ہوا تو عمران دروازہ کی طرف پشت

کئے بیٹھا....!"ہتو چھیڑو نہ کنہائی" کی نہ صرف تکرار کر رہا تھا بلکہ اسی طرح لچکتا بھی جا رہا تھا جیسے حقیقتاً.... کوئی اسے چھیڑ رہا ہو.... داہنا ہاتھ تان پورے پر تھا اور بائیں سے بھاؤ بھی بتاتا جا رہا تھا.... کوئی نہیں کہہ سکتا تھا وہ ایک مشاق گویا نہیں ہے۔ دروازہ چونکہ کھلا ہی تھا اس لئے فیاض نے دستک دینے کی بھی ضرورت نہیں محسوس کی تھی۔ عمران تو اس وقت چونکا تھا جب اس نے آواز کے ساتھ دروازہ بند ہونے کی آواز سنی تھی۔!

وہ تانپورا فرش ہی پر چھوڑ کر اٹھ گیا....!

"اوہ... کپتان صاحب... آیئے آیئے.... تشریف رکھئے.... تشریف.... یعنی کہ....!"

وہ اس عورت کی طرف دیکھنے لگا جو فیاض کے ساتھ تھی.... گو وہ شلوار اور فراک ہی میں تھی لیکن دیسی نہیں معلوم ہوتی تھی.... عمر بیس اور پچیس کے درمیان رہی ہوگی.... اخروٹ کی رنگت کے بال تراشیدہ اور گھونگریالے تھے.... آنکھیں ایسی ہی تھیں کہ انہیں پر کشش کہا جا سکتا تھا.... بحیثیت مجموعی وہ ایک قبول صورت اور پر کشش عورت تھی.... لیکن عمران اس کی قومیت کا اندازہ نہ کر سکا۔!

"آپ ہیں بیگم فہمی....!" فیاض نے انگریزی میں تعارف کرایا۔!

"اور آپ مسٹر علی عمران ابنارمل سائیکولوجی کے ماہر....!"

"بڑی خوشی ہوئی۔!" عمران نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ اس کے چہرے پر حماقت طاری ہوگئی تھی بالکل اسی قسم کی حماقت جیسے چھوٹتے ہی کہہ بیٹھے گا۔"اجی یہ تو ان کی عزت افزائی ہے!ورنہ خاکسار کسی یتیم خانے کے منیجر کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے۔!"

لیکن فیاض نے اطمینان کی سانس لی تھی۔ کیونکہ چہرے پر حماقت طاری ہونے کے باوجود بھی عمران احمقانہ حرکات کے موڈ میں نہیں تھا۔!

"یہ میرے ایک دوست کے چھوٹے بھائی مسٹر فہمی کی بیوی ہیں....!" فیاض نے کہا۔

عمران کچھ نہ بولا!اگر وہ مسٹر فہمی کے بجائے کسی غلط فہمی کی بیوی ہوتی تب بھی اسکا کیا بگڑتا۔!

"مسٹر فہمی کا دماغی توازن بگڑ گیا ہے!" فیاض نے کہا اور خاموش ہو کر پلکیں جھپکانے لگا۔

"میرے دوست مسٹر عدیل چاہتے ہیں کہ میں ایک ماہر امراض دماغ کے ساتھ آج ہی شکوہ آباد کی طرف روانہ ہو جاؤں....!"

عمران سمجھ گیا کہ فیاض اس وقت پوری بات نہیں بتانا چاہتا لیکن ہو سکتا ہے یہ کیس اس کی دلچسپی کا باعث بن ہی سکے.... اس لئے وہ سنجیدگی سے اس کی بات سنتا رہا۔

فیاض کہہ رہا تھا۔"میری نظر صرف تم پر ہی پڑی ہے اور میں تم سے استدعا کرتا ہوں کہ میرے ساتھ چلو.... مسٹر عدیل سے میرے تعلقات بہت پرانے ہیں اور میں مسٹر فہمی کو بھی پسند کرتا ہوں۔ بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ میں پورے خاندان ہی سے مانوس ہوں۔ البتہ مسز فہمی مجھے نہیں جانتیں۔ ان کی شادی دو سال پہلے ہوئی تھی۔!اس وقت سے اب تک شکوہ آباد جانے کا اتفاق نہیں ہوا.... بہر حال میں چاہتا ہوں کہ ان لوگوں کے کسی کام آسکوں....!"

"قدرتی بات ہے کپتان صاحب....!" عمران نے سر ہلا کر کہا۔"میں یقیناً آپ کے ساتھ چلوں گا....!مسٹر فہمی کی عمر کیا ہے۔!"

"یہی کوئی.... تیس.... نہیں غالباً پچیس کے لگ بھگ ہوں گے....!" فیاض نے کہا اور مسز فہمی کی طرف اس انداز سے دیکھا جیسے صحیح عمر معلوم کرنے کی خواہش رکھتا ہو۔!

"آپ کا اندازہ درست ہے....!" عورت نے کہا!اور سر جھکا لیا۔ وہ بہت پریشان نظر آ رہی تھی۔!عمران نے محسوس کیا کہ اس کی آواز میں بھی ہلکی سی لرزش پائی جاتی ہے۔ پتہ نہیں وہ ہمیشہ اسی طرح بولتی تھی یا وقتی طور پر صرف موضوع گفتگو اس کی آواز پر اثر انداز ہوا تھا.... عمران نے اپنے چہرے پر غور و فکر کی ساری علامتیں طاری کیں اور سر ہلاتا ہوا آہستہ سے بولا۔"میرا خیال ہے کہ اس سے پہلے کبھی مسٹر فہمی پر اس قسم کا دورہ نہیں پڑا۔!"

"نہیں بھئی....!" فیاض نے کہا۔!"کبھی نہیں....!"

"ذہنی فتور کی علامات کب ظاہر ہوئی تھیں....!"

"شائد پندرہ دن گزرے....!" فیاض ہی بولتا رہا....!مسز فہمی خاموش تھی۔

"اور اب کیا کیفیت ہے....!"

"بالکل....!" فیاض کچھ سوچتا ہوا بولا۔!"یعنی کہ میرا خیال ہے کہ اب وہ کسی وقت بھی ہوش کی باتیں نہیں کرتے.... کیوں مسز فہمی....!"

"جی نہیں....!" عورت نے مضمحل آواز میں جواب دیا۔!

"انہوں نے ذہنی توازن کھو بیٹھنے سے پہلے چولائی کا ساگ اور بیسنی روٹی تو نہیں کھائی

"تھی....!" عمران نے بڑی سنجیدگی سے پوچھا اور وہ اس طرح چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگی جیسے اس نے لاطینی زبان میں گفتگو شروع کر دی ہو....!

فیاض نے کھنکار کر پہلو بدلا! شائد وہ بھی عمران کے اس بے تکے سوال پر بدک جانے کا ارادہ کر رہا تھا!

"میں نہیں سمجھی....!" مسز فہمی نے فیاض کی طرف دیکھ کر کہا "کن چیزوں کے کھانے کے متعلق پوچھا ہے آپ نے.... میں نے اپنے گھر میں یہ نام کبھی نہیں سنے....!"

"اوہ....!" فیاض نے عمران سے کہا۔! "مسز فہمی ایرانی ہیں۔ دیسی کھانوں کے متعلق ان کی معلومات محدود ہیں۔!"

"اچھا....اچھا....!" عمران سر ہلا کر رہ گیا....!" غالباً اس نے یہ بے تکا سوال اسی لئے کیا تھا کہ مسز فہمی کی قومیت معلوم ہو سکے....!"

"بکواس زیادہ کرتے ہیں یا خاموشی سے کاٹنے دوڑتے ہیں۔!" عمران نے پوچھا۔

مسز فہمی کے چہرے کی رنگت اس طرح بدل گئی جیسے اُسے سوال کرنے کے اس بے دردانہ انداز سے تکلیف پہنچی ہو.... عمران جو غور سے اُس کی طرف دیکھ رہا تھا فوراً ہی مسکرا کر بولا!

"آپ میرے اس سوال سے کوئی بُرا اثر نہ لیجئے گا.... ہم ماہرین نفسیات اکثر ایسے ہی گدھے پن کے سوالات کیا کرتے ہیں.... میں صرف یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ کہیں آپ ہی اس پاگل پن کی وجہ تو نہیں ہیں۔!"

"خدا گواہ ہے کہ آپ کی ایک بات بھی میری سمجھ میں نہیں آئی۔!" مسز فہمی نے غصیلے لہجے میں کہا!

"اب دیکھئے! میں نے بڑے بے تکے انداز میں آپ سے ان کے پاگل پن کی علامات کے بارے میں پوچھا تھا.... اس انداز نے آپ کو تکلیف پہنچائی آپ کے چہرے سے ظاہر ہو گیا اور میں نے اندازہ کر لیا کہ آپ نہ صرف اپنے شوہر کی عزت کرتی ہیں بلکہ آپ کو ان سے محبت بھی ہے لہٰذا میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ آپ ان کے پاگل پن کی وجہ نہیں ہو سکتیں....!"

مسز فہمی نے پھر فیاض کی طرف دیکھا اور فیاض جلدی سے بول پڑا "ٹھیک ہے ٹھیک ہے۔!"

"پاگل پن کی وجہ معلوم کئے بغیر علاج کیسے کروں گا....!" عمران نے کہا! "وجہ خود مریض

سے نہیں معلوم کی جا سکتی.... کیونکہ وہ صحیح الدماغ نہیں ہے.... لے دے کر وہ لوگ رہ جاتے ہیں جن کے درمیان وہ رہتا ہے.... لیکن اگر میں آپ سے براہِ راست یہ سوال کر بیٹھتا کہ آپ کو اپنے شوہر سے محبت ہے یا نہیں تو آپ مجھے بالکل اُلو کا پٹھا سمجھ کر ہنس دیتیں یا شرما کر سر جھکا لیتیں.... میں اس سے بھلا کیا اندازہ کر سکتا....!"

"میں کیا بتا سکتی ہوں....!" مسز فہمی نے فیاض کی طرف دیکھ کر بے بسی سے کہا!

"یہی نہیں مسز فہمی.... ماہر کا طریق کار بالکل الگ ہوتا ہے....!" فیاض نے کہا۔ "میرے دوست مسٹر علی عمران کا طریق کار عجیب و غریب ہے.... بعض اوقات یہ خود ہی آپ کو پاگل نظر آئیں گے اتنے پاگل کہ آپ انہیں پاگل خانے تک بھجوا دینے کے متعلق سوچ بیٹھیں گی۔!"

"اوہ....!" عمران نے پہلی بار اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ دیکھی....!

"ہو سکتا ہے کہ یہ آپ کے گھر والوں کے لئے فہمی صاحب سے بھی زیادہ تکلیف دہ ہو جائیں....!" فیاض نے مسکرا کر کہا!

"آپ جانئے....! بھائی صاحب نے بڑے اعتماد کے ساتھ آپ کے پاس بھیجا تھا۔!" مسز فہمی نے کہا!

"آپ اس کی بالکل فکر نہ کیجئے.... اپنی دانست میں.... میں نے غلط آدمی کا انتخاب نہیں کیا.... پھر یہ گفتگو یہیں ختم ہو گئی تھی۔!"

دوسرے دن وہ شکوہ آباد میں تھے....! فیاض کا دوست عدیل شکوہ آباد کے سربر آوردہ لوگوں میں سے تھا.... فہمی اس کا چھوٹا بھائی تھا.... جو اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھا تھا۔ مرض بھی زیادہ پرانا نہیں تھا۔ پندرہ روز پہلے اچانک اس پر پاگل پن کا دورہ پڑا تھا اور اس کے بعد سے اب تک ایک منٹ کے لئے بھی اس نے صحیح الدماغوں کی سی باتیں نہیں کی تھیں۔!

پورا خاندان ایک ہی عمارت میں رہتا تھا....! عدیل فہمی اور شکیل تین بھائی تھے۔ شکیل سب سے چھوٹا تھا جس کی عمر زیادہ سے زیادہ پچیس سال رہی ہو گی۔! فارغ التحصیل ہو جانے کے بعد سے اب تک بیکار تھا۔!

شکوہ آباد میں عدیل کے دو سینما ہال تھے جن سے معقول آمدنی ہوتی تھی۔ ایک منرل واٹر

فیکٹری بھی تھی... فہمی انجینئر تھا اور ایک بہت بڑی ورکشاپ کا بلاشرکت غیرے مالک تھا۔!"

مگر کیا عمران یہاں اسی لئے لایا گیا تھا کہ اس کے پاگل پن کی وجہ دریافت کرے....؟ اگر اس سوال کا جواب اثبات میں ہو سکتا ہے تو پھر فیاض کی ذہنی حالت پر بھی شبہ کرنا پڑے گا۔!

عمران نے بھی ابھی تک فیاض سے کچھ نہیں پوچھا تھا.... پوچھنے کا موقع ملا ہوتا تو ضرور پوچھتا! فیاض مسز فہمی کے ساتھ اس کے فلیٹ میں پہنچا تھا اور اسے اپنے ساتھ چلنے پر آمادہ کر کے کہا تھا کہ اس کی کار نیچے موجود ہے۔ عمران کو جو سامان ساتھ لے جانا ہو اکٹھا کرا کے نیچے بھجوا دے.... عمران نے اس جلد بازی پر احتجاج بھی نہیں کیا تھا۔!

پھر راستے بھر مسز فہمی بھی ساتھ رہی تھی.... لہٰذا عمران کھل کر گفتگو نہیں کر سکا تھا بلکہ اس نے تو بالکل خاموشی ہی اختیار کر لی تھی.... فیاض بھلا کیوں چھیڑتا وہ تو چاہتا ہی تھا کہ اگر عمران زیادہ بکواس نہ کرے تو بہتر ہے۔!

شکوہ آباد پہنچنے پر بھی عمران کو موقع نہ مل سکا کیونکہ عدیل کیپٹن فیاض کو اپنے ساتھ لے گیا۔

"مم... میں... مریض کو دیکھنا چاہتا ہوں.... مسز وہمی....!" عمران نہ جانے کیوں ہکلایا۔

"وہمی نہیں.... فہمی....!" اس نے تصحیح کی....!

"او... ہاں... معاف کیجئے....! بعض اوقات ایک ہی قسم کے نام اسی طرح ٹکراتے ہیں۔!"

"یا شائد....!" وہ مسکرائی "اس میں بھی کوئی راز ہو....!"

"نہیں.... نہیں....!" عمران جھٹکوں کے ساتھ سر ہلاتا ہوا بولا۔!" میں ناموں کے معاملے میں عموماً چکرا جاتا ہوں۔! مثلاً.... مرفی ہے.... مرفی کا ریڈیو آتا ہے نا! اب یہ مرفی مجھے ... جلیبی یا قلاقند بھی یاد آ سکتا ہے....! اس کی وجہ یہ ہے کہ مرفی کے ہم وزن ہمارے یہاں ایک مٹھائی بھی پائی جاتی ہے جسے برفی کہتے ہیں ویسے کیا مریض کو مٹھائیوں سے بھی رغبت ہے۔"

"نکل آئی نا کام کی بات....!"

"اب نکل ہی آئی تو میں کیا کروں....!" عمران نے یتیموں کی سی شکل بنا کر کہا۔!

"جی نہیں....! انہیں مٹھائیوں سے کبھی رغبت نہیں رہی البتہ سیخ کے کباب بہت پسند کرتے ہیں۔!"

"سیخ کے کباب!" عمران یک بیک اچھل پڑا۔ اسکی آنکھیں متحیرانہ انداز میں پھیل گئی تھیں۔

"کک.... کیوں....!" مسز فہمی خوف زدہ نظر آنے لگی۔!

"سیخ.... سیخ....!" عمران اپنا سر کھجاتا ہوا بولا۔!" یہ سیخ.... سیخ سے آپ کی کیا مراد ہے۔!"

"وہ لوہے کی ہوتی ہے.... جس پر قیمہ چڑھاتے ہیں....!" مسز فہمی نے جواب دیا۔!

"اوہ.... اچھا اوہ.... جو لمبے سے قیمے میں لوہے کی کھونس دی جاتی ہے۔!"

"لمبے سے قیمے....!" پر مسز فہمی کو ہنسی آ گئی.... اور عمران نے ناخوش گوار لہجے میں کہا" جو میں سمجھا تھا اگر وہی بات ہوتی تو آپ کو رونا پڑتا مسز فہمی... ٹرینی ڈاڈ میں ہاتھی کو سیخ کہتے ہیں۔!"

"میرے خدا.... اگر آپ اسی طرح سمجھتے رہے تو ہم سب بھی پاگل ہو جائیں گے۔!"

"پرواہ نہ کیجئے....! پورے شہر کو پاگل ہو جانے دیجئے.... میں علاج کروں گا...." عمران چھاتی ٹھونک کر بولا اتنے میں دو لڑکیاں اور آ گئیں۔ انہوں نے عمران کو نیچے سے اوپر تک گھور کر دیکھا اور ان میں سے ایک نے مسز فہمی سے پوچھا۔" آپ کی تعریف بھابی....!"

"مسٹر علی عمران ایم۔ ایس۔ سی.... پی۔ ایچ۔ ڈی۔ آکسن.... ماہر نفسیات۔ یہ فہمی صاحب کے مرض کی وجہ معلوم کر کے علاج کریں گے۔!"

"آپ....!" دونوں نے ایک بار پھر عمران کو نیچے سے اوپر تک گھورا.... اور عمران کے چہرے پر حماقت کی تہیں گہری ہوتی گئیں... اور اب تو اسی حماقت میں شرمیلے پن کے ایسے انداز نظر آنے لگے تھے... جیسے دوسرے ہی لمحے میں "ہائے اللہ میرا ڈوپٹہ کہہ کر دوہرا ہو جائے گا۔!"

"کپتان صاحب کہاں ہیں....!" اس نے نظریں نیچی کر کے کپکپاتی ہوئی سی آواز میں پوچھا۔

"وہ بھائی صاحب کے ساتھ ہیں....!" مسز فہمی نے کہا۔!" اوہ آپ مریض کو دیکھنا چاہتے تھے شائد....!"

دفعتاً عمران پھر اسمارٹ نظر آنے لگا اور لڑکیوں کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولا۔!" ان سے مریض کا کیا رشتہ ہے۔!"

"کزن ہیں....!"

"دونوں....!"

"جی ہاں۔!"

"یہیں رہتی ہیں....!"

"جی ہاں....!"

"چلئے میں مریض کو دیکھوں گا۔!"

"آپ آلات نہیں لائے کیا....!" ایک لڑکی نے پوچھا۔

"نہیں.... نفسیات میں صرف بانس کا ایک چار فٹ لمبا ٹکڑا چلتا ہے جو ہر جگہ دستیاب ہو سکتا ہے....!"

"میں بھی نفسیات کی متعلم ہوں....! آپ نہ جانے کیسی باتیں کر رہے ہیں۔!"

"کس جماعت میں پڑھتی ہیں آپ....!"

"انٹر میں....!"

"افسوس کہ انٹر میں صرف ابتدائی نفسیات چلتی ہے....! بانس کا ٹکڑا تو بہت بعد کی چیز ہے....! مثلاً آپ نفسیات پر ریسرچ کریں تب ہی....!"

"میرا خیال ہے کہ ہم وقت برباد کر رہے ہیں....!" مسز فہمی نے کہا۔!

"جی ہاں.... چلئے....!" عمران اس کے ساتھ چلنے لگا۔

وہ ایک کمرے کے سامنے رکے جس کا دروازہ باہر سے مقفل تھا....! دروازے کی دونوں جانب بڑی بڑی سلاخ دار کھڑکیاں تھیں....! چونکہ وہ کھلی ہوئی تھیں اس لئے قفل کھولے بغیر بھی مریض کو دیکھا جا سکتا تھا....! فہمی ایک تندرست اور وجیہہ آدمی تھا! بڑھے ہوئے شیو کے باوجود بھی وہ شاندار لگ رہا تھا۔! اُس کا لباس تار تار تھا اور ننگے بازوؤں پر کئی جگہ کھرنڈ جمی ہوئی خراشیں نظر آ رہی تھیں انہیں دیکھ کر اس نے بچوں کی سی قلقاریاں لگائیں اور کھڑکی کے قریب چلا آیا۔!

"میں اب بالکل اچھا ہوں....! مجھے باہر نکال لو....!" اس نے کہا اور عمران کی طرف دیکھ کر پوچھا!" آپ کی تعریف....!"

"آپ عمران صاحب ہیں بھائی صاحب کے ایک دوست کے دوست....!"

"میرا نام عقیل فہمی ہے۔!" اس نے سلاخوں سے باہر ہاتھ نکالتے ہوئے کہا۔ شائد وہ مصافحہ کرنا چاہتا تھا.... عمران نے ہاتھ بڑھا دیا۔! پھر اس نے یہ بھی محسوس کیا کہ فہمی کافی طاقتور بھی ہے.... اگر وہ سنبھل نہ گیا ہوتا تو پنجے کی ہڈیاں ضرور کڑکڑا گئی ہوتیں.... ویسے عمران کی نظریں اس کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔!

دفعتاً فہمی بولا۔" آپ کو دیکھ کر مجھے اپنا خرگوش یاد آتا ہے.... جناب جس کی مادہ کو کتے پکڑ لے گئے تھے۔!"

"اجی.... ذرہ نوازی ہے.... آپ کی....!" عمران شرما کر بولا۔! اور تینوں لڑکیاں بے تحاشہ ہنس پڑیں۔

"اے جاؤ....!" پاگل غرایا...."یہاں شور نہ مچاؤ بندریو.... بھاگو....!"

دونوں لڑکیاں کھسک گئیں لیکن مسز فہمی وہیں کھڑی رہی۔!

"تم بھی جاؤ....!" فہمی نے بیزاری سے کہا"کیا میں کبوتر کا انڈا ہوں....! اس طرح کیوں دیکھ رہی ہو.... اے مسٹر رمضان.... آپ بھی تشریف لے جائیے۔!"

عمران کی طبیعت صاف ہو گئی! وہ عموماً لوگوں کے ناموں کی مرمت کرتا رہتا تھا لیکن آج خود اس کے نام کی اتنی شاندار اوور ہالنگ ہوئی تھی کہ بس مزہ ہی آ گیا...."مسٹر رمضان"۔

"مم.... میں.... کک کہاں جاؤں....!" عمران بوکھلائے ہوئے لہجے میں ہکلایا۔!

"آپ کی دم ہل رہی ہے.... جائیے.... مجھے ہلتی ہوئی دمیں اچھی نہیں لگتیں، دفع ہو جائیے....!" پاگل نے کہا۔

"کیا سچ مچ میری دم ہل رہی ہے....!" عمران نے مڑ کر مسز فہمی سے آہستہ سے پوچھا! اور مسز فہمی جو منہ دبا کر ہنستی ہوئی وہاں سے بھاگی ہے تو پھر اس نے مڑ کر بھی نہیں دیکھا۔!

"جائیے....!" پاگل پھر گرجا۔!

"دم نہیں ہل رہی میں پکڑ کر دیکھ چکا ہوں۔!" عمران نے اُسے اطمینان دلایا۔!

"لاؤ.... میں پکڑ کر دیکھوں....!" پاگل بولا۔!

"میرے باپ بھی نہیں پکڑ سکتے.... میں کسی کو بھی اپنی دم میں ہاتھ نہیں لگانے دیتا۔!"

"میں پھر کہتا ہوں.... ہل رہی ہے....!"

"میں کہتا ہوں نہیں ہل رہی.... تم ارتھ میٹک کے قاعدے سے بھی نہیں ثابت کر سکتے!" عمران گھونسہ دکھا کر بولا۔

"ارتھ میٹک میرے باپ کی جاگیر ہے۔!" پاگل نے چھاتی ٹھونک کر کہا۔!

"اور میں الجبرا کا باپ ہوں....!" عمران للکارا....!

پھر وہاں ایک کی بجائے دو پاگل نظر آنے لگے.... سارے گھر کے لوگ وہیں اکٹھے ہو گئے اور فیاض عمران کا بازو پکڑ کر اُسے وہاں سے ہٹانے کی کوشش کرنے لگا۔

"امے تم بڑے انجینئر کی دم بنے پھرتے ہو....!" عمران پلٹ کر کھڑکی کی طرف گھونسہ ہلاتا ہوا چیخا....!"الجبرا جیومیٹری اور ارتھ میٹک جس چیز میں جی چاہے مقابلہ کرلو....! تم سے کمزور پڑتا ہوں کیا....!"

"یار.... عمران.... خدا کے لئے.... خدا کے لئے....!" فیاض آہستہ آہستہ کہہ رہا تھا عدیل سنجیدہ تھا.... لیکن عورتیں حلق پھاڑ پھاڑ کر ہنس رہی تھیں۔ فہمی کی بیوی بھی ہنس رہی تھی۔ حالانکہ وہ اردو بہت کم سمجھ سکتی تھی لیکن کم از کم عمران پاگل تو معلوم ہی ہو رہا تھا۔!

بدقت تمام فیاض اُسے کھینچ کھانچ کر ایک کمرے میں لے آیا.... وہ مسز فہمی سے برابر جا رہا تھا "دیکھ لیا آپ نے.... میں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ آپ لوگ اس دشواری میں ب[تلا] ہو سکتے ہیں! میرے دوست کا طریق علاج سب سے الگ ہے یہ سب کچھ غالباً مرض کی وجہ معلو[م] کرنے کے لئے کر رہے ہیں۔"

پھر جیسے ہی عدیل کمرے میں داخل ہوا مسز فہمی باہر چلی گئی۔!

عدیل عمران کو عجیب نظروں سے دیکھ رہا تھا۔!

"یہ ماہر نفسیات ہیں.... اس میں شبہ نہیں....!" فیاض بولا۔!"اور یہ مرض کی وجہ ضر[ور] معلوم کرلیں گے لیکن آپ لوگوں کو اس کے لئے دو پاگلوں کا وجود برداشت کرنا پڑے گا۔!"

"مگر ایسا طریقہ نہ میں نے کہیں دیکھا اور نہ کہیں سنا....!" عدیل کے لہجے میں حیرت تھی

"میں نقال نہیں اور تکنیکیز ہوں سمجھے جناب....!" عمران بُرا مان کر بولا!"آپ کے یہ کتنے ماہر نفسیات ہیں جن کا طریق کار آپ نے ملاحظہ فرمایا ہے۔"

"بھئی میں اس کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا....!" عدیل نے بے بسی سے کہا!

عمران بُرا سا منہ بنائے ہوئے دوسری طرف دیکھ رہا تھا۔

"تم بالکل فکر نہ کرو.... عدیل سب ٹھیک ہو جائے گا....!" فیاض نے کہا۔ اور پھر عد[یل] بھی چلا گیا.... اب وہ دونوں کمرے میں تنہا تھے۔!

"تمہیں تو بس موقع ملنا چاہئے....!" فیاض اپنی بائیں آنکھ دبا کر مسکرایا۔!

"یار فیاض میں اپنا سر کہاں پھوڑلوں جتنا تم نے کہا تھا میں نے اس سے زیادہ تو نہیں کیا۔!"

"ٹھیک ہے.... مگر کم کرو....!"

"میں نہیں پوچھوں گا کہ تم مجھے یہاں کیوں لائے ہو اگر صرف اس پاگل کا علاج کرانا تھا تو....!"

"سنو.... سنو....! ایک منٹ خاموش رہو.... مسٹر عدیل نہیں چاہتے کہ یہ بات عورتوں کے کانوں میں پڑے لہٰذا تمہیں ان کے سامنے یہی ظاہر کرنا ہوگا کہ صرف فہمی کے نفسیاتی علاج کے لئے لائے گئے ہو۔!"

"آج.... اچھا اور عدیل کو بھی یہی سمجھنا چاہئے.... کیوں....!" عمران نے آنکھیں نکال کر پوچھا۔!

"سمجھدار آدمی ہو....!"

"اصلیت.... سوپر فیاض! نہیں تو پھر تمہیں بھی میرے ساتھ ہی پاگل خانے کا سفر اختیار کرنا پڑے گا۔!"

"فہمی کے پاگل پن میں تو کوئی شبہ ہی نہیں ہے....! لیکن اس کے ساتھ ہی کچھ اور باتیں بھی ہیں جو تمہاری دلچسپی کا باعث بن سکتی ہیں۔ اصل حالات کا علم مجھے یہیں ہوا ہے ورنہ مسز فہمی نے مجھ سے اتنا ہی بتایا تھا جتنے کا انہیں علم تھا! عدیل کے اور بھی اعزہ اور احباب دارالحکومت میں موجود ہیں لیکن اس نے صرف مجھے ترجیح دی تھی۔ مسز فہمی سے صرف اتنا ہی کہلوا بھیجا تھا کہ میں کسی ذہنی امراض کے ماہر کو لے کر شکوہ آباد پہنچ جاؤں.... لہٰذا مجھے سوچنا پڑا کہ اس پیغام کے میرے پاس آنے کا کیا مطلب ہو سکتا ہے.... یقیناً کوئی خاص بات ہوگی لہٰذا میں تمہیں گھسیٹ لایا۔ یہ تو مسز فہمی سے معلوم ہی ہو چکا تھا کہ فہمی پر اس سے پہلے کبھی اس قسم کا دورہ نہیں پڑا۔!"

"مگر وہ خاص بات کیا ہے.... اُگلو جلدی سے....!" عمران میز پر ہاتھ مار کو بولا۔

"وہی بتانے جا رہا ہوں جلدی نہ کرو....!"

"پندرہ دن پہلے کی بات ہے کہ فہمی نے اپنی ورکشاپ سے واپس آکر اوٹ پٹانگ باتیں شروع کردی تھیں! لوگ مذاق سمجھے کیونکر وہ ایسا ہی ہنسنے ہنسانے والا آدمی تھا.... چونکہ وہ صرف باتیں ہی کرتا تھا۔ اس لئے یہ معاملہ مذاق ہی پر ٹلتا رہا.... وہ روزانہ گھر سے نکلتا اور کسی نہ کسی وقت واپس آجاتا لیکن اب گھر والے اس کے اس مذاق سے اکتا گئے تھے۔! اچانک وہ ایک دن

غائب ہو گیا.... اور پھر تین دن بعد وہ ایک سڑک پر بیہوش پڑا پایا گیا! اس کے سارے جسم پر ایسے نشانات تھے جیسے اُسے چابکوں سے پیٹا گیا ہو.... عدیل اُسے گھر اٹھوا لایا! لیکن جب ہوش میں آنے کے باوجود بھی فہمی پاگل پن ہی کی باتیں کرتا رہا تو انہیں یقین آگیا کہ وہ اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھا ہے! بس پھر اس کے بعد سے اُسے گھر سے نہیں نکلنے دیا گیا.... یہ آج تک نہ معلوم ہو سکا کہ وہ کہاں غائب ہو گیا تھا.... اور کن لوگوں نے اسے مارا پیٹا تھا۔!"

"تاہم تو یہ بات عورتوں سے چھپائی گئی تھی مگر کون سی بات عورتوں سے چھپائی گئی ہو گی سوپر فیاض! وہ تین دن تک گھر سے غائب رہا تھا اور پھر انہوں نے اسکے جسم پر نشانات بھی دیکھے ہوں گے۔"

"اتنا تو سبھی جانتے ہیں.... لیکن یہ بات کوئی بھی نہیں جانتا کہ ایک رات کچھ لوگ عمارت میں داخل ہوئے تھے اور انہوں نے کوشش کی تھی کہ فہمی کو اٹھالے جائیں! اُس رات عورتیں ایک تقریب میں شرکت کے لئے گئی تھیں اور انہیں رات بھر وہیں رہنا تھا.... گھر میں صرف عدیل تھا! رات کو کسی وقت اس کی آنکھ کھل گئی.... ملازمین سرونٹ کوارٹرز میں سوئے ہوئے تھے.... اچانک کچھ آہٹیں ملیں اور عدیل اپنی خواب گاہ سے نکل آیا۔ فہمی کی خواب گاہ کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور چار نقاب پوش اُسے پلنگ سے اٹھانے کی کوشش کر رہے تھے.... عدیل نے "چور چور" چیخنا شروع کر دیا اور وہ بڑی بدحواسی میں باہر نکل بھاگے.... فہمی بے ہوش پڑا تھا شاید انہوں نے اُسے بیہوش کرنے کے لئے کوئی دوا استعمال کی تھی!"

"عدیل نے مقامی پولیس کو اس کی اطلاع دی تھی یا نہیں۔!"

"نہیں....!"

"کیوں....؟"

"وہ نہیں چاہتا کہ یہ بات پھیلے....!"

"کیوں اس کی وجہ....!"

"کچھ نہیں محض بدنامی کے خیال سے چاروں طرف چہ میگوئیاں ہونے لگیں گی اور پھر پتہ نہیں یہ معاملہ کس قسم کے حالات پر ختم ہو۔ فہمی کی ذہنی حالت ٹھیک ہی نہیں ہے کہ وہی اس پر روشنی ڈال سکے۔!"

"کیا اس نے یہ بھی نہیں بتایا کہ کچھ لوگ اسے پکڑ لے گئے تھے اور مارا پیٹا تھا۔"

"بھئی وہ ہوش کی باتیں ہی نہیں کرتا نہ اس سے یہ معلوم کیا جا سکا ہے کہ وہ تین دن کہاں غائب رہا تھا اور نہ اس نے یہی بتایا ہے کہ اس پر کیا گذری تھی۔!"

"عدیل کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے۔!"

"میں نہیں سمجھا۔!"

"میں پوچھ رہا ہوں کہ تم اُس پر اعتماد کر سکتے ہو یا نہیں۔!"

"کیوں نہیں....! وہ ایک باعزت آدمی ہے.... میں اُسے بہت دنوں سے جانتا ہوں۔!"

"دونوں بھائیوں کے تعلقات کیسے تھے....!"

"ایسے کہ وہ ہمیشہ ساتھ ہی رہے ہیں....!" فیاض نے اکتا کر کہا! "بھئی تم یہ نہ سوچو کہ ہم یہاں اسی لئے طلب کئے گئے ہیں کہ ہمیں بیوقوف بنایا جائے! شائد اس وقت خان دلاور کا کیس تمہارے ذہن میں ہے۔!"

"وہ تو ہر وقت رہتا ہے سوپر فیاض.... خیر مارو گولی! تمہارا کیا خیال ہے....!"

"میں تمہیں اس لئے نہیں لایا کہ تم میرا خیال پوچھو....!" فیاض مسکرا کر بولا۔

عمران اس کے قریب آکر آہستہ سے بولا۔ "ایرانی عورتیں واقعی بڑی حسین ہوتی ہیں۔"

"کیا بکواس ہے....!"

"اگر حقیقت کو بکواس کہتے ہیں تو تمہارا وجود بھی بکواس ہے.... پتہ لگاؤ کہ فہمی کی شادی کن حالات میں کہاں ہوئی تھی۔!"

"اب تم اُس کی بیوی کو لے دوڑے....!"

"یار سوپر فیاض....! مجھے واپس جانے دو....! مجھے میرا تانپورا واپس بلا رہا ہے اور اسے نہ بھولو کہ مجھے لتا منگیشکر سے انتقام لینا ہے۔!"

"فضول باتیں نہ کرو.... میں اسکی بیوی کے متعلق معلومات حاصل کر کے تمہیں بتاؤں گا!"

چھ بجے شام عمران اور فیاض تفریح کے لئے باہر نکلے اس وقت تک عمران کو کچھ بھی نہیں معلوم ہو سکا تھا اس کے باوجود بھی وہ فہمی کی ورکشاپ دیکھنا چاہتا تھا۔!

"اس کی بیوی کے بارے میں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں معلوم ہو سکا کہ وہ دو سال پہلے

ایران میں تھی....!" فیاض نے کہا۔ "وہیں شادی ہوئی تھی اور پھر وہ اُسے یہاں لایا تھا۔!"

"مجھے توقع ہے کہ تم نے اس کے قریبی دوستوں کے پتے تو حاصل ہی کر لئے ہوں گے۔!"

"ابھی نہیں... بھئی یہ کیس سو فیصدی تمہیں ہی سنبھالنا ہے... میں تو کھسک جاؤں گا۔ مجھے اور بھی کام دیکھنے ہیں۔ پرائیویٹ طور پر میں کسی کیس میں ہاتھ نہیں لگا سکتا...!"

"اور تم مجھے ان تین خونخوار عورتوں میں تنہا چھوڑ جاؤ گے.... کیوں؟" عمران نے درد بھری آواز میں کہا! "وہ مجھ پر اس بُری طرح ہنستی ہیں کہ وہیں شہید ہو جانے کو دل چاہتا ہے! مگر ٹھہرو! تم چلے جاؤ گے تو میں کام کیسے کروں گا کیونکہ میری حیثیت تو ایک سائیکیٹرسٹ کی ہے!"

"میں نے یہ مرحلہ بھی طے کر لیا ہے....! عدیل کو بتا دیا ہے کہ تم ہی تفتیش بھی کرو گے لیکن عدیل کے علاوہ خاندان کے دوسرے افراد پر یہی ظاہر کرتے رہو گے کہ تم صرف اس کے ذہنی معالج ہو۔!"

وہ ورکشاپ میں پہنچ گئے.... شائد فہمی اسے ازراہِ خاکساری ورکشاپ کہتا تھا ورنہ وہ تو اچھی خاصی آئرن فیکٹری تھی۔ عدیل نے یہاں کے منیجر کے نام فیاض کو ایک تعارفی خط دیا تھا....! جس میں تحریر تھا کہ اس کے دواعزہ فیکٹری دیکھنا چاہتے ہیں۔!"

ورکشاپ کا منیجر ایک پستہ قد اور بھاری جسم کا آدمی تھا... گردن معدوم تھی.... ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے چوڑے چکلے شانوں پر صرف سر رکھ دیا گیا ہو.... پیشانی تنگ تھی اور بھنویں شائد ہر وقت سکڑی رہتی تھیں.... کنپٹیوں پر پائی جانے والی باریک باریک شکنیں تو یہی ظاہر کرتی تھیں کہ وہ بھنویں سکوڑ کر دیکھنے کا عادی ہے۔!

منیجر نے خندہ پیشانی سے ان کا استقبال کیا اور سب سے پہلے مسٹر فہمی کی خیریت پوچھی۔

"وہی حال ہے....!" فیاض نے مغموم لہجے میں کہا۔

"یہ اس سال کا سب سے بڑا حادثہ ہے.... جناب....! اور اتنا ہی غیر متوقع جیسے اچانک کسی پر بجلی گر پڑے۔!"

"مقدرات....!" فیاض نے ٹھنڈی سانس لی....!

منیجر انہیں فیکٹری کے مختلف شعبے دکھانے لگا۔ عمران بالکل خاموش تھا اور اس کے چہرے پر حماقت طاری تھی....! منیجر ایک آدھ بار بھی اُس سے مخاطب نہیں ہوا تھا....! صرف فیاض

سے اس کی گفتگو جاری تھی.... عمران نے مارک کیا کہ وہ بہت زیادہ باتونی آدمی ہے اور براہِ راست اپنی تعریف کرنے کی بجائے اس سلسلے میں گھماؤ پھراؤ اختیار کرتا ہے.... لیکن چالاک آدمی ہے! سننے والوں کو اس خیال میں مبتلا نہیں ہونے دیتا کہ وہ اپنی بڑائی بیان کر رہا ہے.... گھوم پھر کر وہ پھر آفس میں آ بیٹھے یہاں میز پر کافی کی ٹرے موجود تھی۔!

"ارے آپ نے اس کی تکلیف کیوں اٹھائی...." فیاض نے کہا۔!

"کوئی بات نہیں جناب.... سب آپ ہی کا ہے.... کیا بتاؤں میں فہمی صاحب کی علالت کی وجہ سے کتنی دشواریاں محسوس کر رہا ہوں! وہ ایک ماہر انجینئر بھی ہیں اور ایک اعلیٰ درجہ کے بزنس مین بھی! بس یہ سمجھ لیجئے کہ ہم تو صرف حکم کے بندے تھے.... اُن کی عدم موجودگی میں جن دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا ہے بیان سے باہر ہے.... تشریف رکھئے جناب....!"

پھر اس نے ناک پر رومال رکھ کر دو چھینکیں لیں اور اس کی آنکھیں نم ہو گئیں۔

"موسم تبدیل ہو رہا ہے۔!" وہ نتھنے پھڑکاتا ہوا مسکرایا۔ شاید ابھی تیسری چھینک کی بھی گنجائش نکل سکتی تھی! اسلئے اس نے دوبارہ ناک پر رومال رکھا مگر پھر صرف "شوں شوں" کر کے رہ گیا۔

"میں عموماً نزلے کا شکار رہتا ہوں۔!" اس نے بیٹھ کر کافی کی ٹرے سرکاتے ہوئے کہا! پھر تیسری پیالی میں کافی انڈیلتا ہوا تھوڑی دیر بعد بولا! "میرا خیال ہے کہ کافی سے تو نزلے کی تحریک رک جانی چاہئے۔!"

"نہیں رکتی....!" عمران بے بسی سے سر ہلا کر بولا۔

لیکن منیجر نے اس کی طرف دھیان دیئے بغیر کافی کی پیالی فیاض کی طرف سرکائی....! پھر عمران کو پیش کی اور خود بھی پیالی پر جھک پڑا۔

ایک منٹ تک خاموشی رہی....! دفعتاً منیجر بولا!" میں نہیں سمجھ سکتا کہ ان کا باقاعدہ طور پر علاج کیوں نہیں کیا جا رہا۔!"

"علاج تو ہو رہا ہے شائد....!" فیاض نے یونہی رواروی کے سے انداز میں کہا۔

"میں نے مشورہ دیا تھا کہ انہیں کچھ دن مینٹل ہاسپٹل میں رکھا جائے میں ذمہ بھی لے سکتا ہوں کہ انہیں وہاں کوئی تکلیف نہیں ہوگی اتنا ہی آرام ملے گا جتنا کسی پرائیویٹ وارڈ میں مل سکتا ہے۔!"

فیاض نے کچھ کہنے کے لئے ہونٹ ہلائے ہی تھے کہ فون کی گھنٹی بجی اور منیجر نے مسمسی سی

صورت بنا کر ریسیور اٹھا لیا۔!

"ہیلو.... جی ہاں.... یاور ہی بول رہا ہوں.... او.... میں آپ کو کس طرح یقین دلاؤں جناب فہمی صاحب بیمار ہیں! اور میں نہیں جانتا کہ انہوں نے آپ کی تجوری کہاں رکھی ہے.... جی نہیں قطعی نہیں وہ اس قسم کا کام نجی طور پر لیتے ہیں اور اس کا اندراج کاغذات میں نہیں ہوتا اور ہمارے یہاں اس قسم کا کام ہوتا بھی نہیں....! فہمی صاحب نے محض تعلقات کی بناء پر آپ کی تجوری لے لی ہوگی۔ وہ خود ہی اس کا کام کرتے ہیں۔ ہمارے یہاں ویسا کام کرنے والا کاریگر بھی نہیں ہے۔ یقین کیجئے.... اوہ پولیس.... آپ ہر وقت پولیس کو اطلاع دے سکتے ہیں محترم.... قطعی طور پر اگر پولیس اُسے یہاں سے برآمد کر کے لے جائے تو زیادہ اچھا ہوگا۔ میں اپنی ذمہ داری پر کچھ نہیں کر سکتا.... چلئے یہی سمجھ لیجئے کہ مجھے اس تجوری کا علم ہے لیکن میں بے ضابطہ طور پر کوئی کام نہیں کر سکتا.... جی نہیں مجھ پر قطعی ذمہ داری نہیں عائد ہوتی کہ میں اُسے واپس کروں کیونکہ اس کا اندراج فیکٹری کے کاغذات میں نہیں ہے.... اف فوہ! میں کس طرح کہوں کہ پولیس کی مدد طلب کیجئے۔"

اس نے ایک جھٹکے کے ساتھ ریسیور رکھ کر آہستہ سے کہا "الو کا پٹھا" اور پھر فیاض کی طرف دیکھ کر مسکرایا۔ لیکن اس مسکراہٹ میں جھلاہٹ کی جھلکیاں اب بھی موجود تھیں۔

"جیسا کہ میں نے ابھی کہا تھا کہ میں بڑی مشکلات میں پھنس گیا ہوں۔!" اس نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا! "ان میں سے ایک مشکل یہ بھی ہے! فہمی صاحب اکثر اپنے جان پہچان والوں کا کام یونہی سمیٹ لیا کرتے تھے ظاہر ہے کہ عام طور پر جو کام یہاں نہیں ہوتا اس کا ریکارڈ رکھنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ یہ سارے کام نجی طور پر ہوتے ہیں! مثال کے لئے یہی معاملہ لے لیجئے۔ طارق صاحب فہمی صاحب کے دوست ہیں! وہ اپنی تجوری کے قفل میں کسی قسم کی تبدیلی کرانا چاہتے تھے۔ فہمی صاحب نے تجوری اٹھوالی! اس قسم کے کام وہ خود ہی کرتے ہیں کیونکہ انہیں اس میں دخل ہے۔ ہمارے پاس کوئی کاریگر ایسا نہیں ہے جو تجوریوں یا قفل سے متعلق معلومات رکھتا ہو۔ اب طارق صاحب سر ہو رہے ہیں کہ تجوری انہیں واپس کر دی جائے....! لیکن آپ ہی فرمایئے میں اس قسم کا کوئی اقدام کیسے کر سکتا ہوں۔ جب کہ کاغذات پر اس کا اندراج نہیں تھا! اس طرح تو یہاں سینکڑوں چیزیں موجود ہیں جن کے سینکڑوں دعویدار ہو سکتے ہیں.... پھر کیا

میں انہیں وہ چیزیں دوں گا.... قطعی نہیں جناب.... یہ میری ذمہ داری ہے کہ میں فہمی صاحب کی اجازت کے بغیر کسی چیز میں کسی کو ہاتھ بھی نہ لگانے دوں....! یا پھر ان کے بڑے بھائی عدیل صاحب مجھ سے اس کے لئے کہیں۔!"

"آپ نے طارق صاحب کو یہی مشورہ دیا ہوتا کہ وہ عدیل صاحب کی تحریر لائیں۔!"

"توبہ کیجئے....!" منیجر بُرا سامنہ بنا کر بولا "طارق صاحب ضدی آدمی ہیں۔ وہ مجھے ہی بور کرتے رہیں گے۔ اپنی بات سے ہٹنے پر ممکن ہے کہ ان کی شان کو بٹہ لگ جائے۔ بھئی آپ ہوں گے فہمی صاحب کے دوست! میں ان کا ملازم ہوں لیکن آپ کا غلام تو نہیں ہو سکتا....! بس دیکھ لیجئے یہ ذہنیت ہے ہماری.... بھلا دنیا کی دوسری قومیں ہمیں کیوں نہ کچل کر رکھ دیں لعنت ہے۔!"

"واقعی.... یہ بات تو ہے....!" عمران نے سر ہلا کر کہا۔

"دیکھئے.... منیجر صاحب....!" فیاض بولا۔ "یہ واقعی بہت بُری بات ہے کہ ایسے موقع پر لوگ آپ کے لئے دشواریاں پیدا کر رہے ہیں۔ عدیل صاحب سے کہوں گا کہ اس کے لئے کوئی انتظام کریں....! آپ ان طارق صاحب کا پتہ مجھے دیجئے....!"

"یہاں کے بہت مشہور ڈاکٹر ہیں....!" منیجر نے بیزاری سے کہا "ان کا پتہ سبھی جانتے ہیں! بس عدیل صاحب کے بعد کسی اور کو بھی تو ذمہ دار ہونا چاہئے۔! عدیل صاحب سے کئی بار کہہ چکا ہوں کہ فیکٹری کو بھی دیکھئے.... لیکن یہی جواب ملتا ہے فہمی کو بھی تم پر اعتماد تھا مجھے بھی ہے۔!"

"طارق صاحب تجوری کے قفل میں کس قسم کی تبدیلی کرنا چاہتے تھے۔!" فیاض نے پوچھا۔

"مجھے علم نہیں ہے فہمی صاحب نے مجھے اس کے بارے میں کچھ بھی نہیں بتایا تھا....! بلکہ میں تو یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ تجوری کس کی ہے....! خود طارق صاحب ہی نے قفل میں تبدیلی کے متعلق بھی بتایا اور تجوری کی پہچان بھی بتائی تھی۔!"

"بڑا صدمہ ہے جناب....!" عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔! "فہمی صاحب بڑے اچھے آدمی تھے....! پچھلے سال انہوں نے میری بڑی مدد کی تھی۔ اگر ڈیڑھ ہزار روپے فوراً نہ بھیج دیئے ہوتے تو میری لہسن کی آڑھت بالکل تباہ ہو جاتی۔!"

"آپ لہسن کی آڑھت کرتے ہیں۔!" منیجر نے حیرت سے کہا۔

"ہاں مگر آج کل کام خراب چل رہا ہے.... میں فہمی بھائی کے پاس دراصل اسی لئے آیا تھا

کہ وہ مجھے بھی کوئی کام بتائیں اب میں لہسن کا کاروبار نہیں کرنا چاہتا....!"

"اچھا منیجر صاحب....!اس تکلیف کے لئے بہت بہت شکریہ....!" فیاض اٹھتا ہوا بولا۔

"اور میں تو ابھی آپ سے ملتا ہی رہوں گا....!" عمران نے خوش ہو کر کہا۔

"مجھے بہت خوشی ہو گی جناب....! میں چاہتا ہوں کہ فہمی صاحب کے کوئی عزیز فیکٹری میں ہر وقت موجود رہا کریں۔!" منیجر نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔

وہ انہیں کمپاؤنڈ کے پھاٹک تک چھوڑنے بھی آیا تھا! فیاض نے اپنی کار کمپاؤنڈ کے باہر ہی کھڑی کی تھی۔!

"آپ کہاں چلیں گے سوپر فیاض....!" عمران نے پوچھا پھر یک بیک چونک کر بولا "فیکٹری کے اوقات کیا ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ہم وہاں ساڑھے چھ بجے پہنچے تھے۔!"

"فیکٹری دو شفٹوں میں چلتی ہے۔!" فیاض نے جواب دیا....!

"اوہو.... تو کیا یہ منیجر دونوں شفٹوں میں رہتا ہے....!"

"وہ فیکٹری ہی کے ایک حصے میں رہتا ہے اس کے ساتھ فیملی نہیں ہے۔!اس لئے دونوں ہی شفٹوں کی دیکھ بھال کر سکتا ہے....!عدیل کا خیال ہے کہ وہ بہت محنتی اور ایماندار آدمی ہے۔!"

عمران کچھ نہ بولا....! پھر تھوڑی دیر بعد اس نے کہا "طارق سے میں تنہا ملوں گا.... تم گھر واپس جا سکتے ہو....!"

"کیوں....؟"

"میرا خیال ہے کہ میں شکوہ آباد کے کسی ڈاکٹر طارق کے متعلق پہلے ہی کچھ سن چکا ہوں!" عمران نے کہا! تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا "شاید وہ زہروں کا ماہر ہے۔!"

"ہاں.... اور یہاں کی پولیس اُسے اچھی نظروں سے نہیں دیکھتی....!" فیاض بولا۔

"کیوں....؟"

"اس کے بعض مریضوں کی اموات ہی شبہے کا باعث ہیں! مثلاً یہاں کا ایک بڑا آدمی معمولی نزلے کا شکار ہو کر اس کے پاس گیا تھا۔! نزلہ بڑھتا رہا! وہ علاج بھی کرتا رہا۔! درمیان میں اس نے معالج بھی بدلے لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا پھر اسی نزلے نے اس کی جان لے لی۔! ایسے ہی دو ایک کیس اور بھی ہیں۔!"

"بب.... بس تو پھر میں ہی دیکھوں گا اس سے تم دور ہی رہو....! ہاں تم واپس کب جا رہے ہو۔!"

"دو ایک دن تو رہوں گا۔!"

"ضرور رہو....! لیکن اب مجھے یہاں اتار دو....!"

فیاض نے کار روک دی.... اور عمران سڑک کے کنارے اترتا ہوا بولا۔ "میں کسی وقت واپس آجاؤں گا۔!"

"کار آگے بڑھ گئی....! عمران کچھ دور چل کر ایک ریستوران میں آیا....! اور دروازے ہی پر رک کر ادھر دیکھنے لگا بالکل ایسے ہی انداز میں جیسے کسی کی تلاش ہو....! حقیقتاً وہ یہ دیکھ رہا تھا کہ یہاں فون ہے یا نہیں.... کاؤنٹر ہی پر فون نظر آیا اور وہ سیدھا کاؤنٹر کلرک کے پاس چلا گیا۔!

"کیا آپ مجھے ٹیلی فون ڈائریکٹری عنایت کریں گے....!" اس نے کلرک سے کہا۔

"جرور جرور....!" کلرک نے سر ہلا کر کہا۔ "پُن کال کے چار آنے لگیں گا۔"

"میں چھ آنے دوں گا....! پیارے تم اُس کی پرواہ نہ کرو....!"

کلرک نے ڈائریکٹری اس کی طرف کھسکا دی! عمران نے اُس میں ڈاکٹر طارق کے نمبر تلاش کئے گھر اور مطب کے الگ الگ نمبر تھے.... سب سے پہلے اس نے مطب کے نمبر ڈائیل کئے وہاں سے معلوم ہوا کہ وہ شام کو گھر ہی پر مریضوں کو دیکھتا ہے۔!"

گھر پر بھی کال شائد کسی ملازم نے ریسیو کی تھی....! تھوڑی دیر بعد عمران کو غراہٹ سنائی دی "کون ہے....!"

"ڈاکٹر علی عمران....!"

"نام میرے لئے نیا ہے....!"

"میں عقیل فہمی کا معالج اور رشتہ دار ہوں....! مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ ان کے قریبی دوستوں میں سے ہیں۔ لہٰذا میں اُن کے متعلق آپ سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔!"

"میں بیس منٹ سے زیادہ وقت نہیں دے سکوں گا۔ آپ آٹھ بج کر دس منٹ پر یہاں پہنچ سکتے ہیں۔!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"بیس منٹ....!" عمران نے مایوسانہ لہجے میں کہا! "خیر.... یہ بھی بہت ہیں۔ شکریہ ڈاکٹر

میں آٹھ بج کر ساڑھے نو منٹ پر آپ کے دروازے پر ہوں گا۔!"

عمران نے سلسلہ منقطع کر کے کاؤنٹر پر ایک روپیہ کا نوٹ رکھ دیا کلرک نے اسے اٹھا کر واپس کرنی چاہی.... لیکن عمران نے کہا وہ اُسے اس کے حساب میں جمع کر لے وہ کل پھر دو کال کرے گا....!"

آٹھ بج کر دس منٹ پر عمران ڈاکٹر طارق کی اسٹڈی میں بیٹھا اس کے ڈیل ڈول کا جائزہ لے رہا تھا۔ ڈاکٹر طارق ڈاکٹر سے زیادہ ایک فری اسٹائل کشتی لڑنے والا پہلوان معلوم ہوتا تھا دراز قد.... بھاری جسم.... مونچھیں گھنی اور چڑھی ہوئی۔ آنکھیں بھی شائد ہمیشہ ہی سرخ رہتی تھیں۔! آواز گرج دار تھی۔ گفتگو کرتے وقت اس طرح ہاتھوں کو جنبش دیتا تھا جیسے اکھاڑے میں حریف کو داؤ دینے کی کوشش کر رہا ہو۔

"ہام....! کیا آپ صرف میری خیریت دریافت کرنے آئے تھے....!" ڈاکٹر غرایا۔

"اوہو.... ٹھیک دیکھئے میں دراصل سائیکیٹرسٹ ہوں! اور مجھے فہمی کے مرض کی وجہ معلوم کرنی ہے.... اس لئے میں ان کے دوستوں سے مل رہا ہوں۔!"

"مرض کی وجہ آپ مجھ سے معلوم کریں گے....!" ڈاکٹر غرایا!

"آپ سمجھے نہیں....! مطلب یہ کہ میں ان کے عادات واطوار اور مزاج کے متعلق معلوم کرنا چاہتا ہوں۔!"

"یہ آپ ان کے گھر والوں ہی سے معلوم کر سکتے تھے۔!"

"کبھی نہیں ڈاکٹر....!" عمران سر ہلا کر بولا "گھر والوں کو چونکہ مریض سے جذباتی لگاؤ ہوتا ہے اس لئے ان سے صحیح معلومات نہیں حاصل ہو سکتیں جس طرح وہ کسی مرنے والے کی شان میں قصیدے پڑھتے ہیں اُسی طرح پاگل ہو جانے والوں کے بارے میں بھی ان کی رائے ہمیشہ ناقابلِ اعتماد ہوتی ہے.... کیوں کیا میں غلط کہہ رہا ہوں۔!"

"فہمی میرے اتنے قریبی دوست نہیں تھے کہ میں آپ کو ان کے متعلق کچھ بتا سکوں....! آپ کسی ایسے دوست کو تلاش کیجئے جو زیادہ تر اپنا وقت انہیں کے ساتھ گذارتا رہا ہو۔!"

"نہیں ملتا.... ڈاکٹر.... ایک بھی نہیں ملتا.... اگر کوئی ملتا بھی ہے تو.... یہی کہتا ہے جو آپ کہہ رہے ہیں.... میں نے سوچا تھا کہ شائد ان کے منیجر مسٹر یاور سے کچھ معلوم ہو سکے!

انہوں نے بھی یہی کہا کہ گھر والوں سے معلوم کرو....!"

"پتہ نہیں....!" ڈاکٹر نے شانوں کو جنبش دی....!" میں کیا کہہ سکتا ہوں اور کچھ....!"

"کیا آپ نے فہمی صاحب کو نہیں دیکھا....!"

"اگر مجھ سے استدعا کی جاتی تو ضرور دیکھتا۔ میں خواہ مخواہ لوگوں کے معاملات میں دخل نہیں دیتا پھرتا... وقت کہاں سے لاؤں.... اور کچھ....!"

ڈاکٹر طارق نے گھڑی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا! "بڑی مصیبت ہے! ان کی بیگم صاحبہ یہ بھی نہیں بتا سکیں کہ انہیں کبھی فرنجک تو نہیں ہوئی تھی۔!"

"یہ ان کی بیگم صاحبہ کا فعل ہے.... اور کچھ....!"

"اور کچھ بھی نہیں ڈاکٹر....!" عمران نے طویل سانس لی!" میرا خیال ہے کہ میں کامیاب نہ ہو سکوں گا.... کیا وقت ہوا ہے....!"

"آٹھ بج کر پچیس منٹ....!"

"اوہ... تو ابھی پانچ منٹ اور باقی ہیں، اوہو.... ڈاکٹر کیا بتاؤں کتنی خوشی ہوئی ہے آپ سے مل کر... میرا خیال ہے کہ میرے علاوہ بھی کچھ اور لوگ اسکا علاج کرنیکی کوشش کر رہے ہیں۔"

"کیا مطلب!" ڈاکٹر کی بھنویں سکڑ گئیں وہ تیکھی نظروں سے عمران کی طرف دیکھ رہا تھا۔!

"میں نے فہمی صاحب کے جسم پر نیلے نشانات دیکھے....! جیسے کسی نے کوڑے سے مرمت کی ہو... لیکن ان کے گھر والوں کا کہنا ہے کہ ان کے ساتھ اس قسم کا کوئی بُرا برتاؤ نہیں کیا گیا تھا.... وہ تین دن تک گھر سے غائب رہنے کے بعد ایک سڑک پر بیہوش پڑے پائے گئے تھے!"

"خوب....!"

عمران نے پہلی بار ڈاکٹر کی مونچھوں کی چھاؤں میں مسکراہٹ کی اٹکھیلیاں دیکھیں اور پھر وہ یک بیک سنجیدہ ہو کر بولا! "لیکن کیا آپ کی دانست میں یہی مناسب علاج ہے کیونکہ ابھی آپ نے فرمایا تھا کہ میرے علاوہ کچھ اور لوگ بھی اس کا علاج کر رہے ہیں۔!"

"یقیناً.... اگر یہ شبہ ہو کہ پاگل پن محض ڈھونگ ہے تو اس کے علاوہ اور کوئی علاج نہیں....!" عمران اپنی بائیں آنکھ دبا کر مسکرایا!

"تو آپ کا خیال یہی ہے کہ فہمی کا پاگل پن محض ڈھونگ ہے....!"

"میں تو ابھی کوئی خیال قائم نہیں کر سکا....!" عمران نے مایوسانہ لہجے میں کہا! "لیکن
لوگوں نے یہ طریقہ اختیار کیا تھا وہ غالباً یہی نظریہ رکھتے ہیں۔!"

"بیس منٹ پورے ہو گئے....!" ڈاکٹر طارق اٹھتا ہوا بولا! اس کی نظر کلائی کی گھڑی پر تھ
عمران نے بھی اٹھ کر مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھا دیا!

"مصافحہ کرنے میں کچھ سیکنڈ زائد لگ جائیں گے۔!" ڈاکٹر نے کہا اور بائیں جانب وا
دروازے کی طرف مڑ گیا!

عمران نے پلکیں جھپکائیں.... تین بار بایاں گال کھجایا اور ایک ٹھنڈی سانس لے کر خود
باہر جانے کے لئے دروازے کی طرف مڑ گیا۔ ڈاکٹر یہ دیکھنے کے لئے بھی نہیں مڑا تھا کہ عمرا
کھڑا ہے یا چلا گیا!

دوسری صبح عمران پھر ڈاکٹر کے نمبر ڈائیل کر رہا تھا! لیکن ایسا کرنے سے پہلے اس
کمرے کا دروازہ بہت احتیاط سے بند کیا تھا!

جیسے ہی دوسری طرف سے آواز آئی عمران ماؤتھ پیس میں کھانسنے لگا اور کھانسیوں
دوران ہی میں بولا "میں عدیل ہوں ڈاکٹر۔!" اور پھر کھانسنے لگا!

"ذرا ٹھہریئے.... یہ کم بخت کھانسی دم لینے نہیں دیتی....! ہاں بھئی.... وہ یاور....
رہا تھا۔ تجوری کا کیا قصہ ہے۔!"

"کچھ بھی نہیں مسٹر عدیل! یاور کہتا ہے کہ فہمی ہی تجوری دے سکیں گے۔!"

"آپ منگوا لیجئے....! میں اُسے فون کر رہا ہوں....!"

"نہیں.... میں فہمی کے صحت یاب ہونے کا انتظار کروں گا.... اور کچھ....!"

"اچھی بات ہے....!" عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا اور دروازہ کھول کر باہر نکلا تو وہ دونو
لڑکیاں موجود تھیں جنہوں نے پچھلے دن اس کا مضحکہ اڑانے کی کوشش کی تھی!

یہ دونوں فہمی کی خالہ زاد بہنیں تھیں۔! ایک کا نام عشرت تھا اور دوسری کا ثمینہ....!

"اوہ.... ڈاکٹر صاحب....!" عشرت آنکھیں نکال کر بولی۔ "اب شائد آپ کو سارے
کا علاج کرنا پڑے گا۔!"

"پرواہ نہیں....! میں سارے شہر کا علاج کروں گا.... کپتان صاحب کہاں ہیں۔!" عمران
احمقانہ انداز میں کہا۔

"پتہ نہیں....! ہم نے نہیں دیکھا....! مگر ڈاکٹر صاحب کیا آپ نے بھائی جی کے مرض کا
ب معلوم کر لیا۔!"

"بائی جی....!" عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا! "بائی جی.... مگر میں نے تو کسی صاحب کو
ا تھا....!"

"بائی جی نہیں، بھائی جی.... ہم فہمی صاحب کو بھائی جی کہتے ہیں۔!"

"جی ہاں....! میں نے مرض کا سبب معلوم کر لیا ہے! شائد آپ دونوں میں سے کوئی
حبہ نفسیات کی طالبہ بھی ہیں۔!"

"جی ہاں.... میں ہوں....!" ثمینہ نے کہا!

"لاشعور کے متعلق آپ نے پڑھا ہی ہوگا.... پڑھا ہے نا.... بات دراصل یہ ہے کہ فہمی
حب کا لاشعور کسی غلط فہمی میں مبتلا ہو گیا ہے۔!"

"لاشعور اور غلط فہمی....! بات سمجھ میں نہیں آئی۔!"

"نہیں آئے گی....! یہ آپ کو انٹر کے بعد کی کلاسوں میں پڑھایا جائے گا کہ لاشعور کیسے غلط
میں مبتلا ہو جاتا ہے۔!"

"بتایئے نا....! میں ابھی سمجھنا چاہتی ہوں....!" ثمینہ نے کہا!

"چپاؤں....!" عمران نے ایسے انداز میں ہاتھ آگے بڑھایا جیسے اس کا منہ نوچ لے گا!

ثمینہ اس بُری طرح اچھل کر پیچھے ہٹی کہ اس کا سر دالان کے ستون سے ٹکرا گیا! عشرت بھی
ا گئی۔! لیکن عمران بے حس و حرکت کھڑا رہا پھر مسکرا کر بولا! "کیا آپ مجھے بندر سمجھتی ہیں۔!"

ثمینہ نے نفی میں سر ہلا دیا!

"پھر اس طرح کیوں پیچھے ہٹیں تھیں....!"

"قدرتی بات ہے.... آپ نے اچانک....!"

"یہی لاشعور کی غلط فہمی ہے....! اس طرح اچھل کر پیچھے ہٹنے میں آپ کے ارادے کو
ل نہیں تھا! اس لئے یہ لاشعور کی غلط فہمی ہوئی۔!"

"یہ رفلکس ایکشن تھا جناب....!" ثمینہ نے اکڑ کر کہا۔

"تو کیا رفلکس ایکشن کی تحریک میرے دادا کی قبر سے ہوتی ہے۔!" عمران لڑاکی بوڑھیہ کی طرح ہاتھ نچا کر بولا! دونوں بے ساختہ ہنس پڑیں۔!

"آپ دونوں بھی بہت جلد پاگل ہو جائیں گی۔ میں آپ کی آنکھوں میں پڑھ رہا ہوں۔!"

"اچھا فرائیڈ کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے....!" ثمینہ نے ہنسی میں بریک لگانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا!

"میں اُسے فراڈ سمجھتا ہوں....! میں ثابت کر سکتا ہوں کہ لاشعور کوئی چیز ہی نہیں۔ میں اس کے سلسلے میں اپنی ذاتی تھیوری رکھتا ہوں! فرائیڈ جسے لاشعور کہتا ہے اُسے میں بطل الشعور کہتا ہوں.... میں نفسیات پر اتھارٹی ہوں....! کیا سمجھتی ہیں آپ۔!"

"بھلا بطل الشعور کے کیا معنے ہوئے۔!"

"کچھ دیر بعد آپ تربوز کے بھی معنی پوچھیں گی....! لیکن میں کوئی ٹیلر ماسٹر نہیں ہوں تربوز کے معنی بتانے بیٹھ جاؤں گا....!"

"بھلا تربوز اور ٹیلر ماسٹر کا کیا تعلق....!"

"میں آپ کے مرض کا سبب معلوم کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔!" عمران مسکرایا۔

"کیا مطلب....!"

"مطلب یہ کہ آپ دونوں مسز فہمی سے جلتی ہیں۔!" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔!

"کیوں بے تکی باتیں کر رہے ہیں۔!" عشرت یک بیک جھلا گئی۔!

"آپ اُن سے بُری طرح خار کھاتی ہیں....! کیونکہ وہ ایران سے لائی گئی تھیں آپ خاندان کی نہیں ہیں اور میرا دعویٰ ہے کہ آپ لوگ عنقریب انہیں بھی اُلو کا گوشت کھلا کر پاگل کر دیں گی۔!"

"اے زبان سنبھالئے....!"

"نہیں سنبھالتا....!" عمران پاگلوں کے سے انداز میں جھک کر ادھر اُدھر پتھر تلاش کرنے لگا اور وہ دونوں بھاگ کھڑی ہوئیں۔!

تھوڑی دیر بعد فیاض ملا جو عمران کو کھا جانے ہی کے موڈ میں نظر آ رہا تھا۔!

"یار یہ کیا حماقتیں پھیلائی ہیں تم نے....!" اس نے کہا۔!

"کیوں.... اب کیا ہو گیا۔!" عمران اپنی پیشانی پر ہاتھ مار کر بولا۔

"عشرت اور ثمینہ نے شکایت کی ہے کہ تم ان پر پتھر لے کر دوڑے تھے۔!"

"کیوں نہ دوڑتا....!" عمران آنکھیں نکال کر بولا۔ "کیا میرے ماں باپ نے مجھے اسی لئے پیدا کیا تھا کہ دنیا جہان کی لڑکیاں مجھے چھیڑتی پھریں۔ بجلی گرے ان پر....!"

"اے ہوش میں آؤ....!" فیاض اس کا شانہ جھنجھوڑ کر بولا۔ "تم نے ان پر الزام لگایا ہے کہ وہ مسز فہمی کی دشمن ہیں اور اسے بھی اُلو کا گوشت کھلا کر پاگل بنا دینا چاہتی ہیں۔!"

"میں نے آلو گوشت کہا تھا۔!" عمران غصیلے لہجے میں بولا۔! "وہ جھوٹی ہیں۔!"

"آخر ان حرکتوں سے کیا فائدہ....! تم کیا کرنا چاہتے ہو۔!"

"اپنا مستقبل برباد کرنا چاہتا ہوں....! تم کب دفع ہو رہے ہو یہاں سے۔!"

"دماغ تو نہیں خراب ہو گیا۔!"

"سوپر فیاض.... مجھے دو آدمیوں کی ضرورت ہے۔!"

"یہاں کی پولیس تم سے ہر وقت تعاون کرے گی....! کیونکہ تم سینٹرل آفس کے ایجنٹ کی حیثیت سے کام کر رہے ہو....! میں نے مقامی حکام کو اس کی اطلاع دے دی ہے۔!"

"گڈ....!" عمران خوش ہو کر بولا۔! "تم کب اپنا منہ کالا کر رہے ہو۔!"

"کیوں آخر تم مجھے بھگا دینے پر کیوں تل گئے ہو۔!"

"مجھے ڈر ہے کہ کہیں فہمی کی بیوی فارسی بھول کر لاطینی نہ بولنے لگے۔!"

"تمہیں شرم آنی چاہئے....! تم کئی بار میری نیت پر شبہ کر چکے ہو۔!"

"خدا غارت کرے تمہیں اگر میں نے تمہاری نیت پر شبہ کیا ہو! میں تو صرف یہ کہہ رہا تھا کہ فہمی کی بیوی کو اگر کسی قسم کی غلط فہمی ہو گئی تو لوگ تمہیں فہیم اللہ اور مجھے فہیم الدین کہیں گے۔!"

"یار ختم بھی کرو یہ بکواس.... تم پچھلی شام.... ڈاکٹر طارق سے ملے تھے۔!"

"ہاں ملا تھا....! اور ہم دیر تک ٹماٹر کی چٹنی کے فوائد پر غور کرتے رہے تھے۔ مگر سوپر فیاض یہ نہ معلوم ہو سکا کہ ڈاکٹر اور فہمی کے تعلقات کس قسم کے تھے۔!"

"کیوں....؟"

"ظاہر ہے کہ ہم محض کسی جان پہچان والے کا کام اس طرح نہیں لے سکتے یہ نجی قسم کے کام بہت ہی خاص تعلقات کی بناء پر ہوا کرتے ہیں....! مثلاً فہمی کے کارخانے میں تجوریوں کی مرمت نہیں ہوتی....! اس کے باوجود بھی فہمی نے ڈاکٹر کی تجوری لے لی تھی اور وہ خود ہی اس کی مرمت کرتا....!"

"تم کہنا کیا چاہتے ہو....!"

"ڈاکٹر کے رویہ سے نہیں ظاہر ہوتا کہ اُسے فہمی کے پاگل ہو جانے پر ذرہ برابر بھی افسوس ہو۔!"

"عمران صاحب یہ اُسکا مخصوص انداز ہے! شائد وہ اپنے باپ سے بھی اسی طرح پیش آتا ہو!"

"دوسری بات....! میں نے ابھی ابھی اُس سے فون پر گفتگو کر کے تجوری کو اٹھوا لینے کا مشورہ دیا تھا۔!"

"تم نے مشورہ دیا تھا....!" فیاض نے حیرت سے کہا!

"عدیل بن کر....!"

"پھر کیا ہوا....!"

"اس نے بڑی لاپروائی سے کہا کہ فہمی کو اچھا ہو جانے دو....! تجوری اٹھوانے کی جلدی نہیں ہے! لیکن یاور کی باتوں سے ظاہر ہو رہا تھا جیسے وہ تجوری اٹھوا ہی لینے پر تُلا بیٹھا ہو۔!"

فیاض تھوڑی دیر کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔ "ڈاکٹر طارق طے شدہ قسم کا خطرناک آدمی ہے....! شکوہ آباد کی پولیس کو اس کے خلاف ذرہ برابر بھی ثبوت مل گیا تو وہ پھانسی کے تختے پر نظر آئے گا.... مگر یہ آدمی یاور.... یہ میری سمجھ میں نہیں آسکا....!"

"تمہاری سمجھ میں بیگم فہمی کے علاوہ اور کسی کو آنا بھی نہ چاہئے....! مگر اُس کی انگریزی اچھی نہیں ہے۔ اس لئے فارسی میں ہی گفتگو کیا کرو....! یہ فارسی زبان مجھے ایسی لگتی ہے جیسے کسی کو مار مار کر کچے شلجم چبانے پر مجبور کیا جا رہا ہو....!"

"کام کی بات کرو....! عمران تم نے اب تک کیا کیا۔!"

"اکھاڑے میں للکاروں گا طارق کو.... میں بھی فری اسٹائل کا ماہر ہوں....! ویسے کل شام کو تم کس وقت گھر پہنچ گئے تھے۔!"

"شائد آٹھ بجے....!"

"مسز فہمی موجود تھی اُس وقت....!"

"یار تم کیوں پیچھے پڑ گئے ہو اُس کے....!"

"اس بات کا جواب بہت ضروری ہے....!"

"میرا خیال ہے کہ وہ گھر پر موجود نہیں تھی....!"

"رہتے ہو نا آخر اس کے چکر میں۔!" عمران بائیں آنکھ مار کر مسکرایا!

"کام کی بات کرو....! ورنہ میں تمہارا گلا گھونٹ دوں گا۔!" فیاض دانت پیس کر بولا۔

"آج اُس پر نظر رکھنا....!"

"میں آج چار بجے واپس چلا جاؤں گا....! تم خود ہی دیکھنا....!"

"اچھی بات ہے سوپر فیاض....!" عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔

"ٹھہرو....! کیا تم نے پچھلی رات اُسے کسی قابلِ اعتراض جگہ دیکھا تھا۔!"

"میں نے اُسے ڈاکٹر طارق کی کمپاؤنڈ میں دیکھا تھا....! لیکن وہ مجھے نہیں دیکھ سکی تھی! میں واپس آرہا تھا لیکن پھر مجھے وہاں اس وقت تک رکنا پڑا تھا۔ جب تک کہ وہ واپس نہیں آگئی تھی! پھر میں اس کا تعاقب کرتا ہوا فہمی کی ورکشاپ تک گیا تھا۔!"

"وہ وہاں گئی تھی....!" فیاض نے متحیرانہ لہجے میں کہا!

"گئی تھی اور تقریباً پندرہ منٹ تک وہاں ٹھہری تھی پھر یاور اُسے پھاٹک تک چھوڑنے آیا تھا۔!"

"اوہو.... بھئی کس چکر میں پڑ گئے تم....! وقت نہ برباد کرو....! ہو سکتا ہے وہ تجوری والا قضیہ ختم کرنا چاہتی ہو۔!"

"اُسے کیا سروکار ان قضیوں سے....!"

"ہو سکتا ہے....!" فیاض کچھ کہتے کہتے خاموش ہو گیا....!

"کیوں....؟"

"میں یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا....!" فیاض نے اس کی طرف دیکھے بغیر کہا۔ "لیکن میرا خیال ہے کہ وہ اردو اچھی طرح بول اور سمجھ سکتی ہے۔!"

"ہام لیکن....! ظاہر یہی کرتی ہے کہ وہ صرف انگریزی ہی میں اپنا مافی الضمیر واضح کر سکتی ہے! اردو بولنے کی کوشش کرتی ہے تو اُسے فارسی اور انگریزی کی بھی ریڑھ مارنی پڑتی ہے....

گڈ! یہ اچھی بات ہے کہ تم نے عورتوں کے حسن سے اتنا متاثر ہونا چھوڑ دیا ہے کہ ان کے متعلق کوئی صحیح رائے نہ قائم کر سکو....!"

"فہمی کے پاگل پن کے متعلق کیا رائے رکھتے ہو....!" فیاض نے پوچھا۔!

"فی الحال میں اُسے پاگل ہی سمجھنے پر مصر ہوں۔!"

"حقیقتاً نہیں سمجھتے....!" فیاض اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"میں ابھی تک اس کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کر سکا....!"

"ہش....!" فیاض نے خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور عمران نے کنکھیوں سے دائیں جانب دیکھ کر ٹھنڈی سانس لی۔ قدموں کی آوازیں اس نے بھی سن لی تھیں... آنے والی مسز فہمی تھی۔

"وہ اس وقت بہت شور مچا رہے ہیں ڈاکٹر....!" مسز فہمی نے کہا۔

"شور مچانے دیجئے۔" عمران نے گردن جھٹک کر کہا۔!"میں تو کہتا ہوں کہ اگر وہ دیوار سے سر ٹکرانا شروع کر دیں تو یہ اور بھی مفید ہوگا۔!"

اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں اور پھر اُس نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا!"آپ کی باتیں میری سمجھ میں نہیں آتیں۔!"

"میں ایک پاگل کا معالج ہوں محترمہ ہوش مندوں کی سمجھ میں میری باتیں نہیں آئیں گی!"

"آپ کا طریق علاج دنیا سے نرالا ہے.... میں اس پر اعتماد نہیں کر سکتی....!"

"مجھے ڈاکٹر پر اعتماد ہے.... محترمہ....!" کیپٹن فیاض نے خشک لہجے میں کہا۔!

"بکواس ہے....!" وہ حلق پھاڑ کر چیخی....!"میں اعتماد نہیں کر سکتی اب اس معاملے کو آگے بڑھاؤں گی....!"

"مثلاً....!"

"دیکھ لوگے.... میں اچھی طرح سمجھتی ہوں....! کچھ لوگ فہمی کی جان لینا چاہتے ہیں۔!"

"میں پھر مثلاً ہی کہوں گا....!" فیاض مسکرایا۔

"اب میں ڈپٹی کمشنر ہی سے اس مسئلے پر گفتگو کروں گی....!"

"اُس غریب کو تو معاف ہی رکھئے محترمہ....!" عمران نے کہا۔"اگر مجھے اس کا بھی علاج کرانا پڑا تو اسے پورے ضلع کی بدنصیبی کہیں گے۔!"

"میرے خدا....!" وہ اپنی پیشانی رگڑتی ہوئی بولی۔!"میرا خیال ہے کہ ان چھتوں کے نیچے کسی کا بھی دماغ صحیح نہیں رہ گیا۔!"

ڈاکٹر طارق اُسے قہر آلود نظروں سے دیکھ رہا تھا....! لیکن یاور کے انداز سے ایسی لاپرواہی ظاہر ہو رہی تھی جیسے وہ کسی کٹکھنے کتے کو زنجیروں سے جکڑ کر مطمئن ہو گیا ہو۔!

"یہ میرا کرم ہے کہ تم اس چھت کے نیچے سانس لے رہے ہو۔!" ڈاکٹر غرایا۔

"کرم نہیں بلکہ ایک کمزوری کہو ڈاکٹر....!" یاور مسکرایا۔

"کمزوری....! یہ تمہاری بھول ہے.... اب تم کھل کر سامنے آئے ہو! اب تمہیں معلوم ہوگا کہ ڈاکٹر طارق....!"

"میں جانتا ہوں ڈاکٹر....!" یاور نے اُسے جملہ نہیں پورا کرنے دیا۔"تم بہت چالاک ہو! پولیس شبہ کرنے کے باوجود بھی آج تک تم پر ہاتھ نہیں ڈال سکی۔!"

"پھر تمہیں اس پہاڑ سے ٹکرانے کی ہمت کیسے ہوئی.... کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ لومڑیوں کی سی مکاری ڈاکٹر طارق کو ذہنی ہیجان میں مبتلا کر سکے گی۔!"

"نہیں تم ذہنی ہیجان میں نہیں مبتلا ہو سکتے! لیکن میں تمہارے لئے ڈائنا مائیٹ ضرور رکھتا ہوں ڈاکٹر.... تم عنقریب دیکھو گے....!"

"ہاہا....!" ڈاکٹر کی ہنسی بھیانک تھی اس نے چند لمحے اُسے گھورتے رہنے کے بعد کہا۔

"ڈائنا مائیٹ.... تم.... تم جیسے نہ جانے کتنے حقیر کیڑے دن رات ڈاکٹر طارق کی موت کی دعائیں مانگا کرتے ہیں....! تم زیادہ سے زیادہ کسی لومڑی کا رول ادا کر سکتے ہو.... اور بس! وہ لومڑی ہی کا رول تھا کہ تم کیپٹن فیاض کی موجودگی میں تجوری کا تذکرہ لے بیٹھے تھے....! مجھے سب کچھ معلوم ہے....! تمہارے کسی ماتحت نے تمہیں فیکٹری ہی کے کسی حصے سے رنگ کر کے کوئی اطلاع دی تھی اور پھر سلسلہ منقطع کر دیا تھا....! لیکن تم نے میرا نام لے کر تجوری کی بکواس شروع کر دی! فیاض پر ظاہر کر دیا کہ دوسری طرف سے بول رہا ہوں اور تم مجھ سے الجھ رہے ہو۔!"

"تم نے کوشش کی تھی کہ کیپٹن فیاض کی توجہ میری طرف بھی مبذول ہو جائے۔ کیونکہ پولیس پہلے ہی سے میرے متعلق اچھے خیالات نہیں رکھتی!.... میں زہروں کا ماہر ہوں! لہٰذا فہمی

کو پاگل بنا دینا میرے بائیں ہاتھ کا کام ہوگا!"

"کیا یہ غلط ہے ڈاکٹر....!" یاور کے لہجے میں نشتر کی سی چبھن تھی!

"ہپ! کوشش کرو صحیح ثابت کرنے کی!" ڈاکٹر نے میز کی طرف اشارہ کر کے کہا!" وہ فون ہے اگر پولیس اسٹیشن کے نمبر یاد نہ ہوں تو میں بتاؤں!"

"سنو ڈاکٹر....! میرا نام بھی یاور ہے....! میں اتنا گدھا نہیں ہوں کہ تمہارے متعلق واضح ثبوت بہم پہنچائے بغیر کوئی کارروائی کر بیٹھوں....!"

"ابھی کچھ اور بھی کہنا ہے....!"

"خواہ مخواہ بات بڑھ گئی ڈاکٹر....!" یاور اچانک مسکرایا۔ "میں تو اس لئے آیا تھا کہ تم سے مسٹر فہمی کے متعلق گفتگو کروں....! ویسے میں اس کی داد دیئے بغیر نہ رہ سکوں گا کہ تمہارے آدمی ہماری فیکٹری میں بھی موجود ہیں....! ورنہ ٹیلی فون والی بات تم تک کیسے پہنچتی....!"

طارق ٹہلتا ہوا دیوار کے قریب آیا.... وہ اس دوران میں ٹہلتا ہی رہا تھا....! یاور ایک صوفے میں دھنسا ہوا تھا۔!

ڈاکٹر جہاں رکا تھا دیوار پر ایک بڑے سوئچ بورڈ پر نصف درجن گھنٹیوں کے پش نظر آ رہے تھے! اُس نے ایک کے بٹن پر انگلی رکھ دی۔!

دوسرے ہی لمحے میں بائیں جانب کا دروازہ کھلا اور ایک لحیم شحیم اور سیاہ فام آدمی کمرے میں داخل ہوا۔ اُس کے جسم پر صرف ایک لنگوٹی سی تھی اور جسم کی بناوٹ کہہ رہی تھی کہ ڈاکٹر ہی کی طرح وہ بھی کوئی پیشہ ور مکا باز ہے!

"جوزف....!" ڈاکٹر نے اس کی طرف دیکھے بغیر کہا!" صاحب کو اٹھا کر باہر رکھ دو۔!"

یاور اچھل کر کھڑا ہو گیا! اور جھلائے ہوئے لہجے میں بولا۔ "میں جا رہا ہوں....! لیکن اسے یاد رکھنا کہ اس کا نتیجہ اچھا نہیں ہوگا۔!"

"تم نہیں جا سکتے....!" سیاہ فام جوزف مکا ہلا کر دہاڑا.... "باس کا حکم ہے کہ میں تمہیں اٹھا کر باہر رکھ دوں....!" وہ دونوں ہاتھ پھیلا کر اس کی طرف بڑھا۔

"پیچھے ہٹو۔!" یاور کی جیب سے ریوالور نکل آیا۔!

ڈاکٹر مسکرا رہا تھا۔! البتہ جوزف احمقانہ انداز میں منہ پھاڑ کر پیچھے ہٹ آیا۔ اور پھر اسی انداز

میں ڈاکٹر کی طرف دیکھنے لگا۔!

یاور دروازہ کھول کر باہر جا چکا تھا۔! دفعتاً جوزف دیوار سے سر ٹکرا کر دھاڑا۔ "اب میں کیا کروں.... میرا خون جوش کھا رہا ہے۔ کیسے ٹھنڈا ہوگا.... باس.... باس.... اب تم ہی سنبھل جاؤ۔"

"آؤ....!" ڈاکٹر نے کوٹ اتار کر ایک طرف ڈالتے ہوئے کہا۔!

سیاہ فام جوزف اس وقت بالکل گوریلا معلوم ہو رہا تھا۔ اس نے مکا تان کر ڈاکٹر پر چھلانگ لگائی۔! لیکن ڈاکٹر نے اس کا یہ حملہ بیکار کر دیا اور جب اس کا ہاتھ جوزف کی ٹھوڑی پر پڑا تو جوزف لڑکھڑاتا ہوا کئی قدم پیچھے چلا گیا۔! پھر ڈاکٹر نے اسے سنبھلنے کا موقع نہیں دیا۔ اس کے ہاتھ کھا کھا کر جوزف بُری طرح چیخ رہا تھا۔!

"ٹھنڈا.... باس.... ٹھنڈا ہو گیا....!" وہ ہانپتا ہوا کہنے لگا! "ٹھنڈا بس باس.... بس باس....!" ڈاکٹر کا آخری ہاتھ ایسا ہی تھا کہ جوزف منہ کے بل زمین پر چلا آیا۔!

ڈاکٹر گنتی گننے لگا! جب وہ دس تک گن جانے کے باوجود بھی نہ اٹھا تو ڈاکٹر اس کے بائیں پہلو پر ہلکی سی ٹھوکر رسید کر کے بولا۔!"ناکڈ آؤٹ....!"

"ٹھن.... ٹھن.... ٹھن.... ٹھنڈا.... ہو.... گیا.... باس....!" وہ کپکپاتی ہوئی آواز میں کہتا اور گھٹنوں کے بل چلتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔!

عمران نے محسوس کیا کہ عدیل کی کوٹھی کی نگرانی کی جاتی ہے۔! دو آدمی قریب قریب ہر وقت کہیں نہ کہیں آس پاس ضرور موجود ہوتے تھے۔! لیکن وہ محکمہ سراغ رسانی کے ان آدمیوں میں سے نہیں ہو سکتے تھے جن کے لئے عمران نے فیاض سے کہا تھا۔ ظاہر ہے کہ وہ اسی وقت ادھر کارُخ کرتے جب انہیں عمران کی طرف سے اس قسم کی کوئی ہدایت ملتی۔!

کیپٹن فیاض دارالحکومت واپس جا چکا تھا۔! عمران کے لئے ضروری ہو گیا تھا کہ وہ ان دونوں آدمیوں کے متعلق معلومات حاصل کرلے جو کم از کم چار چار گھنٹے بعد بدلتے رہتے تھے اور کوئی وقت ایسا نہیں گزرتا تھا جب دو آدمی کوٹھی کی نگرانی کے لئے باہر موجود نہ ہوں! اس نے فون پر مقامی سی آئی ڈی آفس کے انچارج سے رابطہ قائم کیا!

"ایجنٹ فرام سینٹرل..!" عمران نے ماؤتھ پیس میں کہا۔!"کیپٹن فیاض کے حوالے سے۔!"

"جی ہاں....!فرمایئے....!"

"کوٹھی کے باہر دو آدمی موجود ہیں.... ہر وقت دو ہی موجود رہتے ہیں....! ویسے صورتیں بدلتی رہتی ہیں!میں ان کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں....!"

"اگر صورتیں بدلتی رہتی ہیں تو....!"

"آپ سمجھے نہیں....!ہاں میں یہ جانتا ہوں کہ مختلف اوقات میں مختلف لوگ کوٹھی کی نگرانی کرتے ہیں۔ مجھے خصوصیت سے کسی ایک آدمی کے بارے میں کچھ نہیں معلوم کرنا، دیکھنا یہ ہے کہ وہ کہاں سے آتے ہیں....!اس کے لئے کم از کم تین مختلف ڈیوٹیوں کے آدمیوں کو چیک کرنا پڑے گا۔!"

"جی ہاں....!میں سمجھ گیا....!بہتر ہے آپ کو اطلاع دی جائے گی.... لیکن چونکہ تین مختلف ڈیوٹیوں کے آدمیوں کو چیک کرنا ہے اس لئے وقت کا تعین نہیں کیا جاسکتا....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔!

"میں خود ہی رنگ کر کے پوچھتا رہوں گا۔!" عمران نے کہا۔ "آپ نہ رنگ کیجئے گا۔!"

"بہت بہتر....!"

عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔!

مسز فہمی پچھلی جھڑپ کے بعد سے اب تک اس کے قریب نہیں آئی تھی....!اور وہ دونوں لڑکیاں عشرت اور ثمینہ تو اسے دور ہی سے دیکھ کر کترا جایا کرتی تھیں....!

عمران پاگل کے کمرے کے قریب پہنچ کر رک گیا.... دونوں کھڑکیاں کھلی ہوئی تھیں اور اندر سے گنگنانے کی آواز آرہی تھی....!عمران نے کھڑکی کی سلاخیں تھام کر سلام داغنے کے بعد کہا!"مجھے توقع ہے کہ آپ بعافیت ہوں گے۔!"

فہمی خاموش تھا ....!تھوڑی دیر تک بے حس و حرکت لیٹا رہا پھر آہستہ سے اٹھا اور کھڑکی کے قریب آکر کھڑا ہو گیا۔!

"میں پاگل نہیں ہوں....!" اس نے مسمسی صورت بنا کر کہا۔!

"پاگل تو میں ہوں....!" عمران آنکھیں نکال کر بولا۔!

"تم کون ہو....!میں نے تمہیں پہلے کبھی یہاں نہیں دیکھا....!" فہمی نے کہا۔

عمران مسکرایا اور بڑے مکارانہ انداز میں اپنی بائیں آنکھ دبا کر آہستہ سے بولا!"میں تمہیں یہاں سے لے جاؤں گا!اور پھر تمہاری مرمت ہو گی۔!"

"سچ مچ....!" فہمی ہنس پڑا اور پھر سنجیدگی سے بولا!"ہاں مرمت ضروری ہے۔! میرے سارے بریک خراب ہو گئے ہیں....!پسٹن خراب ہیں، جلد کاربن اکٹھی ہو جاتی ہے اُن میں۔!"

"اب کے بڑا مضبوط چابک لایا گیا ہے....!" عمران آہستہ سے بولا اور پھر اس انداز میں ادھر اُدھر دیکھنے لگا جیسے ان کی گفتگو سن لیئے جانے کا خدشہ ہو۔!

"میری ممتاز محل کہاں ہے....!" فہمی نے بڑے دردناک آواز میں پوچھا۔

"آج کل تاج محل بنوانے کے ٹھیکے لیتی پھر رہی ہے۔!اسے بھول جاؤ۔ وہ بھی اب عشق سے زیادہ بزنس کرتی ہے۔!"

"تم جھوٹے ہو....!" فہمی سلاخوں پر مکا مارتا ہوا دھاڑا....!

"تم جھوٹے کے پیش کار ہو.... نائب تحصیل دار ہو.... سربراہ کار ہو.... وغیرہ وغیرہ!"

عمران بھی سلاخوں پر مکہ مار کر چیخا۔ پھر چیخم دھاڑ بڑھنے لگی اور جس وقت گھر کے دوسرے افراد وہاں پہنچے ہیں تو عمران پر بھی اچھی طرح پاگل پن کا دورہ پڑ چکا تھا۔!

وہ اچھل اچھل کر کتوں کی طرح بھونک رہا تھا اور دوسری طرف سے فہمی نے بھی کتوں ہی کی طرح غرانا شروع کر دیا تھا۔!

"اے جناب.... اے.... جناب....!" عدیل نے عمران کا بازو پکڑتے ہوئے کہا! عمران اس کے ساتھ کھنچتا چلا گیا.... ویسے اب وہ مسز فہمی کی چنگھاڑیں بھی سن رہا تھا۔ شائد وہ بھی اس کے پیچھے ہی آرہی تھی۔!

"کیا ہو رہا ہے.... یہ کیا دیوانگی ہے....!میں سب سمجھتی ہوں....!تم سب مل کر اسے مار ڈالنا چاہتے ہو....!مجھے بھی پاگل بنا دو گے۔ یہ کوئی طریقہ علاج ہے۔!"

عدیل عمران کو ایک کمرے میں لایا....!عمران اب خاموش تھا اور اس کے چہرے پر پھر وہی حماقت طاری ہو گئی تھی۔!

"آپ یہ کیا کرتے پھر رہے ہیں جناب....!" عدیل نے غصیلے لہجہ میں کہا۔ "کل آپ نے لڑکیوں پر پتھر اٹھایا تھا۔!"

"طریقہ علاج....!" عمران نے اکڑ کر انگریزی میں جواب دیا....! اور پھر دفعتاً اس نے مسز فہمی کی آواز سنی۔

"یا تو یہ آدمی بھی پاگل ہے یا پھر یہ سازش....!"

"سازش کا نام مت لو....!" عدیل اس پر الٹ پڑا.... "کیا تم مجھے فقیر سمجھتی ہو کہ میں تمہارے دولت مند شوہر کے خلاف سازش کروں گا۔!"

"پھر مجھے سمجھایا جائے کہ یہ کیسا طریقہ علاج ہے....!"

"اسے سمجھنے کے لئے بہت بڑا دماغ چاہئے....!" عمران نے دونوں ہاتھ پھیلاتے ہوئے کہا۔!" بہت بڑا دماغ.... مثلاً ہاتھی کا دماغ....!"

"ختم کیجئے.... میں نہیں سمجھتا تھا کہ کیپٹن فیاض مجھ سے اس نازک موقع پر بھی مذاق کریں گے۔!" عدیل ہاتھ اٹھا کر بولا۔

"میں نے کیپٹن فیاض کی خوشامد تو نہیں کی تھی وہ میرے لئے کوئی مریض پیدا کریں۔!" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔!" پوچھئے ان محترمہ سے کہ میں اپنے فلیٹ میں بیٹھا ستار بجا رہا تھا اور ان لوگوں نے مجھے سانس لینے کا بھی موقع نہیں دیا تھا۔!"

"لیکن میں اب آپ سے معافی چاہتا ہوں.... جناب....! براہِ کرم آپ....!"

"میں خود ہی چلا جاؤں گا....!" عمران مکا ہلا کر دہاڑا.... "میری بڑی توہین ہو رہی ہے۔ میں مرض اور مریض دونوں پر لعنت بھیجتا ہوں.... ہاں....! میرا سامان....!"

اور پھر عمران سچ مچ وہاں سے رخصت ہو گیا۔ اس کے ایک ہاتھ میں مختصر سا ہولڈ ال تھا اور دوسرے میں سوٹ کیس....! پھاٹک سے باہر نکل کر اس نے سوٹ کیس اور ہولڈ ال زمین پر رکھ دیئے اور عمارت کی طرف ہاتھ اٹھا اٹھا کر چیخنے لگا۔!

"میں ہرجانے کا دعویٰ کروں گا تمہارے خلاف.... تم نے مفت میں میرا وقت برباد کرایا۔! تم سب جھوٹے اور دغا باز ہو۔!"

ڈاکٹر طارق نے کمرے کی آخری کھڑکی بھی بند کر دی اور اس طرح ٹہلنے لگا جیسے وہ کسی کا منتظر ہو مگر ساری کھڑکیاں اور دروازے تو بند تھے....! یہی نہیں بلکہ ان پر پردے تک کھینچ

دیئے گئے تھے....! دفعتاً فون کی گھنٹی بجی اور ڈاکٹر نے ریسیور اٹھا لیا۔

"ہیلو.... یس....! آ جاؤ....!" ڈاکٹر نے آہستہ سے کہا اور ریسیور پھر کریڈل پر ڈال دیا....! تھوڑی دیر بعد مشرق کی جانب والی دیوار میں ایک دروازہ نما خلا پیدا ہو گئی۔ اس تبدیلی کے سلسلے میں ہلکی سی بھی آواز نہیں ہوئی تھی۔!

اسی خلا میں سے تین آدمی اندر آئے اور چپ چاپ ایک طرف کھڑے ہو گئے ان کا لباس تیل سے چکنا تھا اور ایسا معلوم ہو رہا ہے جیسے وہ برسوں سے نہائے تک نہ ہوں گے۔!

ڈاکٹر نے ان کی طرف تیکھی نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔!" کیا بات ہے....!" ایک آدمی دو قدم آگے بڑھ آیا.... پہلے اس نے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیری۔ ایک بار مڑ کر اپنے دونوں ساتھیوں کی طرف دیکھا اور پھر ڈاکٹر کی طرف دیکھے بغیر بولا "ہم آسمان دیکھنا چاہتے ہیں، ڈاکٹر!"

"ہام.... اور تم دونوں....!" ڈاکٹر کی آنکھیں کچھ اور زیادہ سرخ نظر آنے لگیں....! وہ دونوں صرف ہونٹوں پر زبان پھیر کر رہ گئے مگر اس آدمی نے کہا۔!

"ہم تینوں....!"

"تمہارے نمبر....!"

"بائیس.... تیرہ.... گیارہ....!"

"بائیس....!" ڈاکٹر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا "دو سال سے پہلے نہیں....! تیرہ.... ایک سال سات ماہ.... گیارہ.... ایک سال سات ماہ....! میں پانچ سال سے کم کا معاہدہ نہیں کرتا۔!"

"خدا بہتر جانتا ہے کہ پانچ سال کے بعد نکلنے والے بھی کہاں پہنچتے ہوں گے....!"

"نمبر بائیس....!" ڈاکٹر کا لہجہ خوں خوار تھا۔!

"یس ڈاکٹر....!"

"معاہدہ.... معاہدہ ہے.... کیا میں تمہیں بلانے گیا تھا! تم ہی آئے تھے، گڑگڑاتے ہوئے۔!"

"میں نہیں جانتا تھا کہ مجھے صندوق میں پانچ سال گزارنے پڑیں گے۔!"

"تمہیں کیا تکلیف ہے۔!"

"میں کھلی ہوا میں سانس لینا چاہتا ہوں۔!"

"لیکن کھلی ہوا میں پہنچ کر تم سانس نہیں لے سکو گے....! تمہارے کئی ساتھی تم سے زیادہ

عقل مند ہیں جنہوں نے ساری زندگی اسی صندوق میں بسر کر دینے کا ارادہ کیا ہے....! وہ جانتے ہیں کہ ڈاکٹر کی کہانی صندوق سے باہر نہیں جا سکتی....! تم لوگ دراصل احسان فراموش ہو۔ تم تینوں....! تمہارے لواحقین عیش کر رہے ہیں۔!

"لیکن ہم مردوں سے بدتر ہیں۔!" نمبر بائیس نے کہا۔!

"قربانی دیئے بغیر تم اپنے لواحقین کو خوش نہیں رکھ سکتے۔! ڈاکٹر بولا۔ "تمہیں خوشی ہونی چاہئے کہ وہ محض تمہاری بدولت ہم چشموں میں سر بلند ہیں۔!"

"ہم باہر جائیں گے....!" نمبر بائیس ہسٹریائی انداز میں چیخا....!

"اچھی بات ہے جاؤ....!" ڈاکٹر ٹہلتا ہوا سوئچ بورڈ کی طرف آیا اور ایک پش بٹن پر انگلی رکھ دی....! بائیں جانب کا دروازہ کھلا اور سیاہ فام دیو ہیکل جوزف کمرے میں داخل ہوا۔

"یس باس....!" وہ اپنے ہاتھ پھیلا کر تھوڑا سا جھکا۔!

"مشین نمبر بائیس کو چلانا ہے....!" ڈاکٹر نے نمبر بائیس کی طرف اشارہ کیا! جوزف کے دانت نکل پڑے، بالکل ایسا ہی معلوم ہوا جیسے غیر متوقع طور پر کوئی خوش خبری ملی ہو....! دوسرے ہی لمحے میں وہ نمبر بائیس پر جھپٹ پڑا.... بقیہ دونوں آدمی کھڑے تھر تھر کانپ رہے تھے! نمبر بائیس کی چیخیں ٹھک ٹھک کی آوازوں کے ساتھ کمرے میں گونجنے لگیں....! جوزف بندروں کی سی پھرتی کے ساتھ اس پر گھونسے برسا رہا تھا۔ اگر وہ گر جاتا تو خود ہی جھک کر اسے اٹھاتا اور ایک گھونسہ رسید کر دیتا۔!

ذرا ہی سی دیر میں نمبر بائیس بے حس و حرکت فرش پر پڑا ہوا نظر آیا اس کی ناک اور منہ سے خون بہہ رہا تھا۔!

جوزف گھٹنوں پر ہاتھ ٹیک کر جھکا اور گنتی گننے لگا....! "ون، ٹو، تھری، فور، فائیو، سکس، سیون، ایٹ، نائین، ٹین....!" اور پھر ایک ٹھوکر رسید کر کے بولا "ناکڈ آؤٹ....!"

"دوسری مشین باس....!" اس نے سیدھے کھڑے ہو کر پوچھا!

"نہیں.... نہیں....!" دونوں بیک وقت چیخے۔

"جاؤ....!" ڈاکٹر خلا کی طرف ہاتھ اٹھا کر دہاڑا۔

وہ دونوں الٹے پاؤں کھسکنے لگے۔

"اسے بھی لے جاؤ....!" اس نے بے ہوش آدمی کی طرف اشارہ کیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ پھر اس کمرے میں تنہا تھا۔ اب کھڑکیاں اور دروازے بھی کھل گئے تھے۔!

اس نے سوئچ بورڈ پر پھر کسی گھنٹی کا بٹن دبایا اور تھوڑی دیر بعد ایک لڑکی کمرے میں داخل ی جو نرس کے لباس میں تھی اور خاصی دل کش لگ رہی تھی جسم متناسب اور صحت مند تھا۔!

"کیا خبر ہے....!" ڈاکٹر نے اس کی طرف دیکھے بغیر کہا۔

"احمق ڈاکٹر.... عدیل کی کوٹھی سے نکال دیا گیا.... اب وہ ہوٹل رونیک میں ٹھہرا ہوا ہے.... شاید وہ عدیل کے خلاف ہرجانے کا دعویٰ دائر کر دے گا۔!"

ڈاکٹر ایک کرسی پر بیٹھ گیا اور تھوڑی دیر تک سر جھکائے کچھ سوچتا رہا۔ پھر بولا۔!" بیٹھ ....اسے مرکزی محکمہ سراغ رسانی کا سپرنٹنڈنٹ کیپٹن فیاض اپنے ساتھ لایا تھا۔! اس لئے ہیں معلوم کرنا ہے کہ وہ حقیقتاً کون ہے.... وہ مجھ سے بھی مل چکا ہے۔ لیکن میں اسے کسی قسم بھی معالج سمجھنے پر تیار نہیں ہوں۔!"

"صورت ہی سے گاؤدی معلوم ہوتا ہے....!" لڑکی بولی۔

"تم اس کے برابر رونیک میں کمرہ حاصل کرنے کی کوشش کرو....! تمہیں بذاتِ خود اس نظر رکھنی ہے۔!"

"میں جانتی تھی کہ آپ اس کے برابر ہی کمرے کی ضرورت محسوس کریں گے....! لہٰذا ں نے پہلے ہی مخصوص کرا لیا ہے۔!"

"بس جاؤ....!" ڈاکٹر نے خشک لہجے میں کہا۔

نہ جانے کیوں لڑکی کا چہرہ بگڑ گیا....! شائد اُسے توقع تھی کہ ڈاکٹر اس کی اس دور اندیشی کو راہے گا۔!

عمران نے ہوٹل رونیک پہنچ کر وہاں سامان تو رکھ دیا تھا لیکن پھر رات گئے تک اس کی واپسی ہیں ہو سکی تھی۔!

اس نے مقامی سی آئی ڈی آفس کے انچارج کو پھر فون کیا....! لیکن اس سے تسلی بخش پورٹ نہیں مل سکی....! آخر کار اُسے فیصلہ کرنا ہی پڑا کہ وہ اپنے آدمیوں کو وہاں طلب

کرے....! بلیک زیرو.... چوہان اور سارجنٹ نعمانی اس کام کے لئے منتخب کیئے گئے....! اس
بلیک زیرو کو بذریعہ تار ہدایات بھیج دیں....! بلیک زیرو کو محض اس لئے طلب کیا تھا کہ وہ
آباد میں ایکس ٹو کا رول ادا کرے....! عمران بقیہ دو ماتحتوں پر بھی یہی ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ وہ
بھی ان ہی کی طرح ایکس ٹو کی طرف سے یہاں طلب کیا گیا ہے۔! چونکہ ان دنوں پھر جولیانا
واٹر کو عمران میں ایکس ٹو کی جھلکیاں نظر آنے لگی تھیں اس لئے وہ بہت زیادہ محتاط ہو گیا تھا۔!

تقریباً گیارہ بجے وہ ہوٹل رونیک واپس آیا....! اور کمرہ بند کر کے سونے کی تیاری کر ہی تھا کہ کسی نے دروازے پر دستک دی۔!

”خواب آنے لگے۔!“ وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا! ”جاؤ بھئی ابھی میں سویا نہیں ہوں۔!

”ارے.... اُف فوہ....!“ باہر سے ایک نسوانی آواز آئی۔ ”شاید یہ اپنا کمرہ نہیں ہے۔

پھر قدموں کی چاپ سنائی دی اور سناٹا چھا گیا....! عمران اس طرح اپنا داہنا کان جھاڑ رہا تھا ج اس پر چیونٹیاں رینگ رہی ہوں۔!

ہو سکتا ہے کہ وہ دوسری صبح کمرے سے باہر بے حد خوش گوار رہی ہو۔ لیکن کمرے تو....! عمران بستر کی بجائے فرش پر چت پڑا ہوا تھا اور اس کے سوٹ کیس کی ساری چیزیں ا کے گرد بکھری ہوئی تھیں....! وہ ابھی ابھی جاگا تھا اور اس کی آنکھیں تیزی سے گردش کرنے تھیں اس نے ہاتھ اٹھا کر اپنی نبض دیکھی اور خوش ہو کر بڑبڑایا۔ ”نہیں نہیں....! زندہ ہوں....!“ پھر اٹھ بیٹھا.... سوٹ کیس خالی پڑا تھا۔

اس نے غور کیا تو کوئی چیز بھی غائب نہیں معلوم ہوئی تھی....! لہٰذا اب اس کے علاوہ کیا سوچا جا سکتا تھا کہ یہ ابتری کسی چیز کی تلاش میں پھیلائی گئی تھی! لیکن کیا کوئی ایسی چیز ہاتھ لگ سکی ہو گی! عمران کے پاس کوئی چیز تھی ہی نہیں....! جس سے اس کی شخصیت پر روشنی پڑ سکتی۔

اس نے ایک طویل انگڑائی لی اور فرش سے اٹھ گیا.... طبیعت بڑی مضمحل تھی جس کی و بھی عمران سے پوشیدہ نہیں تھی.... شاید اُسے کلوروفام یا ایسی ہی کسی دوسری چیز کے ذر بیہوش کر دیا گیا تھا ورنہ مسہری سے فرش تک سفر کرتے وقت اس کی نیند ضرور ختم ہو گئی ہوتی۔

اچانک وہ فون کی طرف متوجہ ہوا اور ریسیور اٹھا کر ماؤتھ پیس میں دہاڑنے لگا۔!

”ہلو.... ہلو....! کیوں نہ چیخوں....! تمہارا یہ ہوٹل چوروں اور لفنگوں کا اکھاڑا ہے۔ کو

لی رات میرے کمرے میں گھسا تھا.... سارا سامان الٹ پلٹ کر رکھ دیا۔! ارے تو کیا میں غلط رہا ہوں.... آؤ آؤ.... دیکھو گے کیا....؟ ضرور آؤ....!“

عمران ریسیور رکھ کر ہوٹل کے کسی ذمہ دار آدمی کا انتظار کرنے لگا۔! تھوڑی دیر بعد ٹنٹ منیجر کمرے میں آیا۔ سامان بدستور بکھرا پڑا تھا۔!

”نقدی بھی گئی ہے.... جناب....!“ اس نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

”اب میں اتنا گدھا بھی نہیں ہوں کہ نقدی ادھر اُدھر رکھتا پھروں....!“ عمران نے کہا اور پنگ پاجامہ کے نیفے سے سوسو کے کئی نوٹوں کا رول نکال کر اُسے دکھاتا ہوا بولا۔! ”جان سے ہ عزیز چیزیں میں ہمیشہ نیفے ہی میں رکھتا ہوں۔!“

”پھر کیا چیز چوری ہو گئی ہے۔!“

”میرا خیال ہے کہ کچھ بھی نہیں۔!“ عمران نے مایوسانہ انداز میں کہا۔ پھر یک بیک چونک کر ا۔ ”ارے ہاں رات میں مسہری پر سویا تھا اور صبح آنکھ کھلی تو فرش پر تھا۔!“

اسسٹنٹ منیجر معنی خیز انداز میں سر ہلا کر مسکرایا اور تھوڑے توقف کے ساتھ بولا۔ ”جناب لی رات آپ بہت زیادہ پی گئے تھے.... میں نے دیکھا تھا....! نشے کی حالت میں آپ نے ری چیزیں نکال کر بکھیر دی تھیں اور خود فرش پر پڑ رہے تھے۔!“

عمران کسی سوچ میں پڑ گیا پھر تھوڑی دیر بعد اس نے کہا۔! ”ہاں.... یہ میری بہت بُری ت ہے کہ پیتا ہوں تو پیتا ہی چلا جاتا ہوں۔!“

”لہٰذا آپ کو خواہ مخواہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے.... کیا اب میں جا سکتا ہوں۔!“

”ضرور جائیے....!“ عمران کے لہجہ میں غصے کی جھلک پائی جاتی تھی۔!

کچھ دیر بعد عمران خود بھی باہر نکلا اور کمرے کو مقفل کر کے زینوں کی طرف مڑا ہی تھا کہ اسے ٹکرا گیا۔!

”اندھے ہو کیا دیکھ کر نہیں چلتے....!“ اس کے کانوں میں سیٹیاں بجیں اور اس نے سر اٹھا احمقانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں۔!

لڑکی بڑی طرح دار تھی لیکن اس وقت تو گرج دار بھی ثابت ہوئی تھی۔ عمران نے کچھ کہنے لئے ہونٹ کھولے اور پھر بند کر لئے۔!

"دیکھ کر چلا کرو....!" لڑکی نے ناخوش گوار لہجے میں کہا۔!

عمران نے بڑے سعادت مندانہ انداز میں سر کی جنبش سے اسے یقین دلایا کہ آئندہ ای
ہو گا۔! لڑکی آگے بڑھ گئی عمران نے مڑ کر دیکھا وہ اس کے برابر ہی والے کمرے کا قفل کھول
تھی۔ عمران زینوں کی طرف چل پڑا۔

ناشتہ اسے ڈائننگ ہال ہی میں کرنا تھا....! ناشتہ کر کے وہ وہیں بیٹھا رہ گیا۔ اسے توقع تھ
اس کے ماتحت رات ہی کے کسی حصے میں شکوہ آباد پہنچ گئے ہوں گے....!

خیال غلط نہیں نکلا.... تھوڑی ہی دیر بعد بلیک زیرو ڈائننگ ہال میں نظر آیا۔ وہ عمران سے
ہی رہا ایک گوشے میں ایک میز سنبھالی اور پندرہ منٹ میں ناشتہ ختم ہو گیا اور بل ادا کر کے وہ اٹھ گ

کچھ دیر بعد عمران ہوٹل کے باہر سڑک پر اس کے پیچھے چل رہا تھا۔ لیکن بلیک زیر
ایک بار بھی مڑ کر پیچھے نہیں دیکھا۔!

پھر بلیک زیرو ایک ایسی دوکان میں داخل ہوا جس کے کاؤنٹر پر بہت بھیڑ تھی۔ عمران
وہاں پہنچا اور اس کے قریب ہی کھڑے ہو کر سیلز مین سے چیونگم کا پیکٹ طلب کیا....! بلیک
نے بھی کچھ خریدا تھا اور دوکان سے نیچے آ گیا تھا۔ اس بار عمران نے مڑ کر یہ بھی نہیں دیک
اب وہ کدھر جا رہا ہے۔!

تھوڑی دیر بعد پھر ہوٹل رونیک میں داخل ہوا.... دس پندرہ منٹ کاؤنٹر کلرک سے
لڑاتا رہا اور پھر اپنے کمرے میں چلا آیا۔!

بلیک زیرو کی رپورٹ اس کے کوٹ کی دائیں جیب میں موجود تھی، جو جنرل مرچ
دوکان پر چیونگم خریدتے وقت بلیک زیرو نے اس کی جیب میں ڈال دی تھی۔!

رپورٹ سے اسے ان تینوں کی جائے قیام کے متعلق معلوم ہو گیا اور فی الحال عمرا
سے زیادہ نہیں جانتا تھا۔ بلیک زیرو نے اپنے کسی دوست کے گھر قیام کیا تھا جہاں فون بھی
چوہان اور نعمانی ان ہوٹلوں میں ٹھہرے تھے جہاں کیلئے انہیں بلیک زیرو کیطرف سے ہدایت ملی

عمران آرام کرسی میں نیم دراز چیونگم کچل رہا تھا....! اس کے ذہن میں بیک وق
خیالات ایک دوسرے سے سر ٹکرا رہے تھے۔! اور ہر خیال کی پشت پر ایک شخصیت تھی....
فہمی اس کی بیوی....! فیکٹری کا منیجر یاور اور ڈاکٹر طارق....!

فہمی یا اس کی بیوی کے متعلق تو اس نے بعد میں سوچا تھا....! مشتبہ لوگوں میں سب سے پہلے یاور کی شخصیت سامنے آئی تھی اور اسے اسی وقت اس پر شبہ ہوا تھا جب اس نے فیکٹری میں طارق کی کال ریسیو کر کے کسی تجوری کا قضیہ چھیڑا تھا.... شبہے کی وجہ وہ کال ہی بنی تھی کیونکہ عمران نے اس بکواس سے پہلے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز صاف سنی تھی۔ وہ بھی اسی میز پر تھا اور ٹیلی فون کے قریب ہی بیٹھا ہوا تھا....! سلسلہ منقطع ہو جانے کے بعد ہی یاور نے تجوری کے متعلق گفتگو کی تھی....! اس کا انداز بھی نیچرل نہیں تھا....! ایسا ہرگز نہیں معلوم ہو رہا تھا کہ وہ جو کچھ بھی کہہ رہا ہے دوسری طرف سے کہی جانے والی کسی بات کا جواب ہو گا۔!

بہر حال تجوری کا قضیہ کیوں چھیڑا گیا تھا اگر حقیقتاً وہاں کوئی ایسی متنازعہ تجوری موجود تھی! تو ڈاکٹر نے اسے فہمی کی صحت یابی سے پہلے واپس لینے سے انکار کیوں کر دیا تھا....! وہ لوگ کون تھے جنہوں نے فہمی کے جسم پر نیل ڈالے تھے....؟ اور اس کا مقصد کیا تھا....؟

دفعتاً دروازے پر کسی نے دستک دی اور عمران اس طرح چونک پڑا کہ اس کے حلق سے ہلکی سی آواز بھی نکل گئی.... اس نے اٹھ کر دروازہ کھولا....! وہی لڑکی باہر موجود تھی جس نے کچھ دیر پہلے اُسے دیکھ کر چلنے کی تلقین کی تھی۔!

"فف.... فف.... فرمایئے۔!" عمران آنکھیں پھاڑ کر ہکلایا۔!

"میں معافی چاہتی ہوں....! کچھ دیر پہلے مجھے غصہ آ گیا تھا.... بعد میں بڑا افسوس ہوا کہ میں نے آپ سے بُرے لہجے میں کیوں گفتگو کی تھی۔"

"ارے نہیں.... واہ! آپ کا لہجہ تو بڑا شاندار تھا.... یعنی کہ ونڈر فل.... یعنی کہ مجھے بالکل ایسا ہی لگا تھا جیسے ممی مجھے جھاڑ رہی ہوں....!" عمران نے خوش ہو کر کہا۔! "آیئے.... آیئے.... تشریف لایئے....!"

"ارے نہیں....! آپ کا وقت برباد ہو گا۔!"

"میں نہیں سمجھ سکتا کہ وقت برباد ہوتا ہے....!"

لڑکی حیرت سے اس کی طرف دیکھنے لگی....! عمران کے چہرے پر نظر آنے والی حماقت کچھ اور گہری ہو گئی تھی۔

"آج کل میرے ستارے ہی خراب ہیں۔!" عمران نے کہا۔! "اس شہر میں میری عزت دو

کوڑی کی ہو گئی ہے، لیکن میں یہاں کچھ دن ٹھہرنا چاہتا ہوں....! تشریف رکھئے....!"

وہ ایک کرسی پر بیٹھتی ہوئی بولی۔!" مجھے بے حد افسوس ہے اپنے رویے پر میں بھی اس شہر میں اجنبی ہوں... مجبوراً مجھے اس ہوٹل میں قیام کرنا پڑا ہے۔ ورنہ میں تو اپنے ایک بیمار دوست کو دیکھنے کے لئے داراب نگر سے یہاں آئی تھی اور مجھے اس دوست کے گھر ہی قیام کرنا چاہئے تھا۔!"

"پھر آپ ہوٹل میں کیوں ٹھہری ہیں....!"

"دوست کے گھر والوں کا رویہ مجھے پسند نہیں آیا تھا....! وہ مجھے نہ جانے کیا سمجھے تھے....! خصوصیت سے دوست کی بیوی جو ایک غیر ملکی عورت ہے اور اس بے چارے کا تو دماغ ہی خراب ہو گیا ہے ورنہ وہ اپنے گھر والوں کو بتلاتا کہ ہمارے تعلقات پُر خلوص دوستی سے آگے کبھی نہیں بڑھے تھے۔!"

عمران اپنا بایاں گال کھجانے لگا....! ایک لمحے کے لئے اس کے چہرے کی رنگت بدلی تھی! اور پھر اپنی اصلی حالت پر آگئی تھی۔ اس نے آہستہ سے کہا!" ایک پاگل ہی آدمی میری مصیبت کا باعث بھی بنا ہے۔!"

"وہ کیسے....!" لڑکی نے پوچھا۔!

عمران نے فہمی کا تذکرہ کیا....! اور لڑکی متحیرانہ انداز میں بولی۔ "بڑی عجیب بات ہے....! ہم دونوں بیک وقت ایک ہی آدمی کے سلسلے میں پریشانیاں اٹھا رہے ہیں۔! جی ہاں فہمی میرا دوست ہے۔! مگر آپ ذہنی امراض کے معالج ہیں۔!" لڑکی کے لہجے میں پہلے سے بھی زیادہ حیرت تھی....!

"جی ہاں بدقسمتی سے میں ابنارمل سائیکولوجی کا ماہر ہوں....! اور نفسیاتی طریقوں سے دیوانگی کا علاج کرتا ہوں مگر آج تک خود میری دیوانگی کا علاج نہیں ہو سکا....!"

"آپ کی دیوانگی....!"

"جی ہاں میں اسے دیوانگی ہی سمجھتا ہوں کہ کوئی آدمی پولیس آفیسروں سے دوستی کرنے کا شائق ہو....! ایک پولیس آفیسر کی دوستی ہی نے مجھے رسوا کیا ہے....! وہ مجھے فہمی کے علاج کے لئے دارالحکومت سے لایا تھا....! پھر یہاں چھوڑ کر چلا گیا اور اب میں دھکے کھاتا پھر رہا ہوں.... اب سوچا ہے کہ عدیل کے خلاف ازالہ حیثیت عرفی اور ہرجانے کا دعویٰ دائر کر دوں....!"

"مجھے بڑی حیرت ہے کہ اُن لوگوں نے آپ کے ساتھ کیوں ایسا سلوک کیا....!"

"میں سب سمجھتا ہوں....!" عمران میز پر گھونسہ مار کر دہاڑا...."انہیں لوگوں نے اُسے گل بنایا ہے اور اب یہ چاہتے ہیں کہ وہ اسی حالت میں مرجائے بیگم فہمی کا بھی یہی خیال ہے۔!"

"میں اُس عورت کے متعلق بھی کوئی اچھی رائے نہیں رکھتی!" لڑکی نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔

"ہاں.... نکچڑھی ہے....! اگر اُسی نے میری مدد کی ہوتی تو میں فہمی کے پاگل پن کی وجہ ضرور معلوم کر لیتا۔!"

"مگر آپ وجہ معلوم کر کے کیا کرتے۔!"

"اوہ.... نفسیاتی طریقہ علاج ایسا ہی ہوتا ہے....! جب تک ہم مرض کی وجہ نہ معلوم کرلیں علاج ناممکن ہے۔ وہ کوئی ذہنی گرہ ہی ہوتی ہے جس کی وجہ سے مرض کا ظہور ہوتا ہے اگر وہ گرہ کھل جائے تو مرض بھی غائب ہو سکتا ہے۔!"

"اچھا....! اگر اُس پر کوئی زہر آزمایا گیا ہو تو....!" لڑکی نے کہا!" بہتیرے زہر بھی تو ایسے ہوتے ہیں جن سے دماغ خراب کیا جا سکتا ہے....!"

"اگر یہ کسی زہر ہی کا معاملہ ہے تو میرے فرشتے بھی علاج نہ کر سکیں گے....!" عمران نے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

"میرا خیال تھا ڈاکٹر صاحب....! ضروری نہیں کہ یہی اصلیت بھی ہو....! ویسے فہمی اپنی ایرانی بیوی کی طرف سے مطمئن نہیں تھا۔!"

"اوہو.... میرا بھی یہی خیال ہے....! مگر کیا اُسے اس کے چال چلن پر شبہ تھا....!"

"جی ہاں.... چھ ماہ پہلے کی بات ہے اُس نے مجھ سے تذکرہ کیا تھا کہ وہ اُسے اچھے کردار کی عورت نہیں سمجھتا.... اگر آپ ذہنی گرہ کی بات کرتے ہیں تو اس پاگل پن کی وجہ اس کی بیوی بھی ہو سکتی ہے۔!"

"جہنم میں جائیں سب....! مجھے تو ان کے خلاف کیس دائر کرنا ہے....!" عمران نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔

"شکوہ آباد بڑی پر فضا جگہ ہے....!" لڑکی نے موضوع بدل دیا....!" اب آئی ہوں تو دو چار دن ٹھہروں گی۔!"

عمران کچھ نہ بولا....! اور تھوڑی دیر بعد لڑکی چلی گئی۔! وہ اس لڑکی کے متعلق تیزی سے سوچ رہا تھا۔!

تھوڑی دیر بعد کمرے سے نکل آیا اُسے فیاض کو ٹرنک کال کرنی تھی۔ اُسے بتانا تھا کہ وہ عدیل کی کوٹھی سے چلا آیا ہے اور اس نے ضرورتاً وہاں سے بے عزت ہو کر نکلنے کا ڈرامہ اسٹیج کیا تھا....! یہ حقیقت بھی تھی ورنہ وہ ایسی حرکتیں ہی نہ کرتا جن کی بناء پر اس طرح اُسے کوٹھی چھوڑنی پڑی تھی.... اب اُسے فکر تھی کہ فہمی کسی طرح پھر کوٹھی سے باہر نکل کر شہر کی سڑکوں پر آئے....! اور یہ چیز فیاض کی مدد کے بغیر ناممکن تھی۔! لیکن فیاض کی پوزیشن وہاں کیا رہ گئی تھی ظاہر ہے کہ عدیل عمران کے معاملے میں فیاض سے خفا ہو گیا تھا۔ وہ پھر ڈائینگ ہال میں آیا۔ اُس نے ابھی تک آج کا اخبار نہیں دیکھا تھا۔ اس لئے وہ کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا جہاں شکوہ آباد سے نکلنے والے کئی روزنامے موجود تھے۔

مگر اس نے اخبار اس لئے نہیں اٹھایا تھا کہ اس کی کھوپڑی ہوا میں اڑ جائے....! کھوپڑی ہوا میں اڑا دینے والی خبر پہلے ہی صفحہ پر موجود تھی....! اور یہ خبر بھی فہمی خاندان کے متعلق تھی۔ پچھلی رات تقریباً آٹھ بجے یاور اور عدیل فہمی کو نعیم آباد لے جا رہے تھے۔ سفر کار کے ذریعہ ہوا تھا۔ یہاں فہمی کے پاگل پن کے متعلق تفصیل تھی پھر لکھا گیا تھا کہ اُسے نعیم آباد کے پاگل خانے میں داخل کرانے کے لئے لے جایا جا رہا تھا اچانک شہر کے باہر کار روک لی گئی اور دس نقاب پوش فہمی کو زبردستی اٹھالے گئے یاور اور عدیل کے سینوں پر ریوالور رکھ دیئے گئے تھے.... خبر میں یہ بھی تھا کہ عدیل نے پولیس کو ایک حیرت انگیز بیان دیا ہے جس کے مطابق کوئی نامعلوم آدمی پاگل فہمی میں بہت زیادہ دلچسپی لے رہا ہے پھر وہ قصہ بھی تھا جو اس سے پہلے ہی عمران کے علم میں آچکا تھا....! یعنی فہمی ایک بار تین دن کے لئے گھر سے غائب ہو گیا تھا اور پھر چوتھے دن شہر کی ایک سڑک پر بیہوش پڑا پایا گیا تھا۔!

عمران نے ایک طویل سانس لی اور اخبار کو موڑ کر کاؤنٹر پر ڈال دیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ شائد اب فہمی کی واپسی نہ ہو سکے....!

اُسی شام کو عمران کی پڑوسی لڑکی پھر آٹکرائی اور اُس نے اُسے بتایا کہ وہ بھی فہمی کے متعلق

اخبار میں دیکھ چکی ہے۔!

"مجھے اُس سے کوئی دلچسپی نہیں رہ گئی....!" عمران نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔ "اس شہر میں ایک بھی ڈھنگ کا آدمی نہ مل سکا۔ آج وکیلوں نے دماغ کی چولیں ہلا کر رکھ دیں۔!"

"اوہ.... تو کیا آپ نے کیس دائر کر دیا....!"

"کاش دائر ہو گیا ہوتا....!" عمران مٹھیاں بھینچ کر غصیلے لہجے میں بولا۔!

"کیوں کیا ہوا....!"

"وکلاء کہتے ہیں کہ ازالہ حیثیت عرفی کے دعویٰ کے لئے دو گواہ ضروری ہیں جن کی موجودگی میں عدیل نے توہین کی ہو اور ہرجانے کے لئے کسی تحریری معاہدے کی ضرورت ہے، جو میرے اور عدیل کے درمیان علاج کے سلسلے میں ہوا ہو۔!"

"ہاں عدالت تو یقینی طور پر ثبوت مانگے گی....!" لڑکی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔! "مگر یہاں ایک وکیل ہے میری جان پہچان کا جو گواہ بھی مہیا کر دے گا....! کیوں نا اُس سے بھی مل لیا جائے کم از کم ازالہ حیثیت عرفی کا کیس تو چل ہی جائے گا۔!"

"وکیل کہاں ملے گا.... میں ضرور چلوں گا۔ کیا آپ میرے لئے یہ تکلیف گوارا کریں گی۔!"

"آٹھ بجے....!" لڑکی کلائی کی گھڑی دیکھتی ہوئی بولی "میں اُس کی عادت سے واقف ہوں وہ آٹھ بجے سے پہلے گھر نہیں پہنچتا....! مگر میں نہیں جانتی کہ آپ کا نام کیا ہے....!"

"علی عمران....! اکثر بے تکلف احباب ڈاکٹر ڈھمپ بھی کہتے ہیں۔!"

"میں صوفیہ ہوں....!" لڑکی مسکرائی....! "مگر اتفاق سے میری کوئی عرفیت نہیں ہے۔!"

عمران پلکیں جھپکائے بغیر اُسے دیکھ رہا تھا۔ اُس کی نظریں ایسی ہی تھیں کہ لڑکی بوکھلا گئی اور ہکلا کر بولی۔ "یہ آپ اس طرح.... کک.... کیا دیکھ رہے ہیں....!"

"میں آپ کی آنکھوں میں دیوانگی کی جھلک دیکھ رہا ہوں.... محترمہ....!" عمران میز پر ہاتھ مار کر بولا! لڑکی ہنس پڑی اور پھر عمران نے مایوسانہ انداز میں سر ہلا کر کہا! "مگر آپ چار سال سے پہلے پاگل نہیں ہو سکیں گی....!"

"آپ ذہنی معالج ٹھہرے آپ کو تو ہر آدمی میں دیوانگی کی جھلکیاں نظر آتی ہوں گی۔!"

"آپ غلط نہیں کہہ رہیں....! اس وقت ساری دنیا دیوانگی کے سمندر کے ساحل پر کھڑی

ہے!بس ایک ہی قدم اُسے دیوانگی کے سمندر میں غرق کردینے کے لئے کافی ہوگا۔!"

"اچھی بات ہے تو پھر آٹھ بجے....!" لڑکی نے کہااور اپنے کمرے کی طرف مڑگئی۔!

عمران پھر اس کے متعلق سوچنے لگا تھا۔!اس کا ملنا اتفاقیہ بھی ہوسکتا تھااور یہ بھی ممکن تھاکہ کسی نے اُسے اُس کے پیچھے لگایا ہو۔وکیل کا گھر اُس کے لئے جہنم بھی بن سکتا تھااور یہ بھی ہوسکتا تھاکہ کوئی وکیل ہی اس کے حلق سے اتنا قانون اتارتا کہ وہ بور ہو کر وہیں ختم ہوجاتا۔!"

فی الحال اُس کے ذہن میں کوئی پلان نہیں تھا.....!اس لئے اس نے سوچا کہ اس لڑکی ہی کو اعتماد میں لے کر فہمی کے متعلق کچھ معلومات حاصل کی جائیں۔!فہمی کے غائب ہوجانے کے بعد وہ لوگ بھی یقینی طور پر غائب ہوگئے ہوں گے۔ جو عدیل کی کوٹھی کی نگرانی کرتے رہتے تھے....!لے دے کر یاور سامنے رہ گیا تھا.... لیکن یاور کے ساتھ ہی ڈاکٹر طارق کا وجود بھی اُس کے ذہن میں اُبھر آتا تھا....!اُن دونوں کے درمیان کوئی چیز ضرور تھی....!اس کی چھٹی حس.... مجبور کررہی تھی کہ وہ اُن دونوں کے درمیان رشتہ تلاش کرے۔!یاور تجوری کا قضیہ کیوں نکال بیٹھا تھااور دوسری طرف ڈاکٹر طارق نے اس متنازعہ تجوری کی طرف سے بے توجہی کیوں ظاہر کی تھی۔!وہ سوچتا رہا....!

ٹھیک آٹھ بجے لڑکی نے دروازے پر دستک دی۔ عمران تیار ہی تھا۔ وہ ہوٹل سے باہر آئے ایک ٹیکسی کی اور لڑکی نے پتہ نہیں کس اسٹریٹ کا پتہ ڈرائیور کو بتایا۔ عمران نہیں سن سکا تھا لیکن اس نے اُسے یہ نہیں پوچھا کہ وہ اُسے کہاں لے جانا چاہتی ہے۔!

ٹیکسی تقریباً پچیس منٹ تک چلتی رہی!ایک جگہ رک گئی..وہ شہر ہی کے کسی حصے میں تھے۔

"اُتر آیئے.... ہم ٹامی گنج میں ہیں۔!" لڑکی نے ٹیکسی سے اترتے ہوئے کہا!"گلی میں ٹیکسی نہیں جاسکے گی راستہ خراب ہے۔!"

عمران نے کرایہ ادا کیا اور لڑکی قریب ہی کی ایک گلی میں مڑگئی....!کچھ دور چلنے کے بعد وہ پھر رک گئے....!

"اوہ.... میرے خدا....!" لڑکی نے ایک عمارت کی طرف اشارہ کرکے کہا۔!"یہاں تو کسی دوسرے کا بورڈ نظر آرہا ہے چھ ماہ پہلے تو انور صاحب یہیں رہتے تھے۔!"

"چھ ماہ میں تو خطِ استوا خطِ سرطان کو کراس کرسکتا ہے....!" عمران تشویش کن لہجے میں بولا۔"کبوتری کبوتر کو انڈے دینے پر مجبور کرسکتی ہے.....!سورج شمال کی بجائے جنوب سے طلوع ہوسکتا ہے..... بہت کچھ ہوسکتا ہے چھ ماہ میں۔"

"اب معلوم کرنا چاہئے کہ وہ کہاں گئے....!"

"خدا کرے بھٹنڈا یا سمہ سٹہ کے علاوہ کہیں بھی چلے گئے ہوں۔!"

"آپ کیا اوٹ پٹانگ باتیں کررہے ہیں۔!" لڑکی جھنجھلا گئی۔!

"میں پاگل ہونے والا ہوں....! اگر یہ وکلاء ملتے ہیں تب بھی دماغ خراب ہوتا ہے نہیں ملتے تب بھی خراب ہی ہوتا ہے جیسے کسی شاعر صاحب نے فرمایا ہے۔!

تم سے ملنا خوشی کی بات سہی
تم سے مل کر اداس رہتا ہوں

"میں پتہ لگاتی ہوں....!" لڑکی آگے بڑھ گئی....! عمران وہیں کھڑا پلکیں جھپکاتا رہا۔ یہ ایک کافی کشادہ گلی تھی جہاں دورویہ عمارتیں تھیں لیکن سڑک ایسی خراب تھی کہ ٹیکسی ڈرائیور وہاں ٹیکسی لانے پر کسی طرح بھی آمادہ نہ ہوتا۔ لڑکی جلد ہی واپس آگئی۔ اُس نے تھوڑے ہی فاصلہ پر ایک دوکاندار سے گفتگو کی تھی۔!

"وہ تو گئے یہاں سے انہوں نے اپنا ذاتی بنگلہ بنوالیا ہے۔!" لڑکی نے کہا۔!

"اللہ مبارک کرے....!"

"چلئے میں نے پتہ معلوم کرلیا ہے۔!"

گلی کے سامنے ہی انہیں ایک ٹیکسی کھڑی ہوئی مل گئی اور سفر پھر شروع ہوگیا....!عمران کے چہرے پر حماقتوں کا وہی عالم تھا....!لیکن کیا وہ حقیقتاً اتنا ہی احمق تھا کہ ایک ایسی لڑکی اُسے نچاتی پھرتی جسے آج سے پہلے اس نے دیکھا بھی نہیں تھا....؟کیا وہ غافل تھا....؟

لڑکی کوئی بھی رہی ہو.....!اس بھاگ دوڑ کا کچھ بھی مقصد رہا ہو لیکن عمران کے ذہن میں تو صرف ایک ہی چیز تھی۔ ایک ہی خواہش.... کاش وہ مجرموں ہی کے ہتھے چڑھ جاتا۔ اس طرح اندھیرے میں ہاتھ پیر مارتے رہنا مناسب نہیں تھا۔!

اُسے ہمیشہ وقت ہی پر سوجھتی تھی....!اس سے پہلے بھی کبھی کسی کیس میں اُس نے کسی خاص پلان کے تحت کام نہیں کیا تھا۔ اُس کے پلان تو عین اس وقت بنتے تھے جب زندگی اور

موت کے درمیان بال برابر بھی فاصلہ نہیں رہ جاتا تھا....!

وہ اس وقت بھی مطمئن تھا اور چیونگم کا ایک پیس اُسکے منہ میں ادھر اُدھر پھسلتا پھر رہا تھا۔

بہر حال وہ دیدہ دانستہ کسی جال میں پھنسنے جا رہا تھا۔!

کار شہر سے باہر نکل آئی لیکن عمران نے اُس سے یہ نہیں پوچھا کہ وکیل نے کس ویرانے میں بنگلہ بنوایا ہے....! لڑکی خود ہی بولی۔!" یہ سکون پسندی بھی ایک طرح کا خبط ہی ہے۔! انور صاحب اسی خبط میں ساری دنیا سے کٹ کر رہ گئے ہیں ویرانے میں بنگلہ تعمیر کرایا جائے۔!"

"مجھے خود بھی ویرانے میں بنگلہ تعمیر کرانے کا بے حد شوق ہے۔!" عمران بولا۔!" واہ سبحان اللہ وہیں تو الوؤں کی سی دلکش آوازیں سنی جا سکتی ہیں۔! میں کہتا ہوں کہ اگر آپ چالیس دن تک متواتر الو کی آواز سن لیں تو زندگی بھر ہسٹریا سے محفوظ رہ سکتی ہیں۔!"

"کیوں کیا یہ بھی کوئی نفسیاتی نکتہ ہے....!"

"قطعی.... لاشعور اور اُلو میں ایک ٹیلی پیتھک قسم کا ربط پایا جاتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو لوگوں کو پاگل بنانے کے لئے اُلو کا گوشت کیوں کھلایا جاتا....!"

"آپ کی باتیں میری سمجھ میں نہیں آتیں.... بائیں موڑ لو....!" لڑکی نے عمران کی بات کا جواب دیتے ہوئے ڈرائیور کو ہدایت دی۔!

ٹیکسی پختہ سڑک سے ایک کچے راستے پر مڑ گئی تھی۔! راستہ خراب نہیں تھا....! دونوں جانب سرکنڈوں کی جھاڑیوں سے ڈھکے ہوئے چھوٹے چھوٹے ٹیلے تھے۔

کچھ دور چل کر ٹیکسی رک گئی۔ وہ ایک چھوٹی سی عمارت کے سامنے رکی تھی جس کے گرد شائد آموں کا ایک بہت بڑا باغ پھیلا ہوا تھا۔!

"کیا شاندار جگہ منتخب کی ہے.... انور نے....!" لڑکی ٹیکسی سے اترتی ہوئی بولی....! پھر ڈرائیور سے کہا "ہمیں واپس بھی چلنا ہے....!"

"اچھا ساب...." ٹیکسی والا....ایک طرف ہٹتا ہوا بولا! عمران بھی نیچے اُتر آیا تھا۔ وہ برآمدے میں آئے اور لڑکی نے دروازے پر دستک دی کچھ دیر بعد ایک نسوانی آواز آئی "کون ہے۔"

"ہمیں انور صاحب سے ملنا ہے....!"

"تشریف رکھئے....! وہ ابھی نہیں آئے.... آہی رہے ہوں گے!" آواز کے ساتھ ہی

ہ کھلا....! عمران آگے بڑھا ہی تھا کہ لڑکی نے بازو پکڑ لیا۔

"ٹھہریئے.... وہ پردہ کرتی ہیں....! بیگم انور....!" اُس نے آہستہ سے کہا۔!

"آجائیے....!" وہ آواز نسبتاً دور کی تھی۔!

وہ کمرے میں داخل ہوئے....! یہاں کوئی بھی نہیں تھا....! کمرے میں معمولی قسم کا ر نظر آرہا تھا۔ عمران ایک آرام کرسی میں گر گیا۔! اُس کے چہرے سے قطعی نہیں ظاہر ہو رہا اُسے کسی قسم کی تشویش ہے۔!

"اب دیکھئے کتنی دیر تک انتظار کرنا پڑتا ہے....!" لڑکی کھڑکی کی طرف دیکھتی ہوئی بولی۔

عمران کچھ نہ بولا۔ وہ چیونگم کا پیکٹ پھاڑ رہا تھا.... دفعتاً! وہ دروازہ تیز آواز کے ساتھ بند ہو گیا سے وہ کمرے میں داخل ہوئے تھے اور عمران اچھل کر کھڑا ہو گیا لیکن لڑکی بدستور بیٹھی رہی۔

اُسے شائد عمران کے ہونٹوں پر مسکراہٹ دیکھ کر حیرت ضرور ہوئی تھی پھر مغربی جانب کا زہ کھلا اور ایک قیم شحیم سیاہ فام آدمی اندر داخل ہوا جس کے جسم پر صرف ایک جانگیا تھا۔

ن نے اُس کے جسم کی بناوٹ سے اندازہ کر لیا کہ وہ کوئی کہنہ مشق قسم کا باکسر ہے۔!

"وکیل صاحب سے ملئے.... ڈاکٹر ڈھمپ....!" لڑکی مسکرائی۔

"خوب....!" عمران معنی خیز انداز میں سر ہلا کر مسکرایا۔! لیکن اُس کے چہرے پر نظر آنے حماقتوں میں ذرہ برابر بھی کمی واقع نہیں ہوئی تھی۔!

"اس وکیل کو تمہیں یہ بتانا ہے ڈاکٹر ڈھمپ کہ تم حقیقتاً کون ہو اور فہمی کے یہاں کیوں مقیم تھے۔!"

"میں اس وکیل کا بھی معقول علاج کر سکوں گا....!" عمران نے کہا۔

اس پر لڑکی ہنس پڑی اور پھر بولی۔!" میں جانتی ہوں کہ تم خالی ہاتھ ہو....! تمہارے پاس الور نہیں ہے۔!"

"لاحول ولا قوۃ....!" عمران بُرا سا منہ بنا کر بولا!" یہاں ریوالور رکھتا ہی کون مردود .... غل غپاڑہ مچانے والی چیزوں سے مجھے اختلاج ہوتا ہے....!"

"جوزف اسے سنبھالو....!" لڑکی نے سفاکانہ لہجہ میں کہا اور ڈراؤنا نیگرو دانت نکال کر عمران طرف بڑھا۔! عمران کھسک کر دیوار سے جا لگا تھا۔! نیگرو بڑی تیزی سے اس کی طرف مڑا۔ اُس ھونسہ ایسا ہی تھا کہ ہاتھی کا جبڑہ بھی ہل کر رہ جاتا....! لیکن چیخ خود اُسی کے منہ سے نکلی تھی۔!

کیونکہ اس کا گھونسہ دیوار پر پڑا تھا اور عمران اُس سے تھوڑی دور کھڑا چیونگم کے پیکٹ سے چیونگم نکال رہا تھا۔!

تکلیف کی شدت میں نیگرو نے اس پر چھلانگ لگائی تا کہ دبوچ بیٹھے....! لیکن اس دوران میں عمران نے نہ صرف چیونگم کا پیس منہ میں ڈال لیا تھا بلکہ اس کا داہنا ہاتھ اس کی مرمت کے لئے بھی تیار ہو گیا تھا۔ اُس نے جھکائی دے کر اس کی زد سے نکلتے ہوئے بائیں کنپٹی پر ایک ہاتھ رسید کیا۔ نیگرو اُسے اناڑی سمجھ کر محتاط نہیں تھا....! اس لئے اس کے پیر اکھڑ گئے اور وہ اچھل کر لڑکی پر جا گرا لڑکی کی چیخ چھت پھاڑ دینے والی تھی! ساتھ ہی نیگرو بھی تکلیف سے کراہا تھا....! اٹھ کر پھر عمران کی طرف جھپٹا....! اور لڑکی دروازہ کھول کر کسی نادر کو آواز دینے لگی۔! ادھر اس بار عمران نے نیگرو کی بائیں پسلی پر ٹھوکر رسید کی تھی اور وہ بلبلا کر پھر فرش پر ڈھیر ہو گیا تھا۔

دوسرے ہی لمحے میں ٹیکسی ڈرائیور کمرے میں داخل ہوا اُس کے ہاتھ میں ایک بڑا سا فولادی رینچ تھا... وہ اُسے تولتا ہوا عمران پر جھپٹا... نیگرو اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ عمران نے بڑی پھرتی سے ڈرائیور کا داہنا ہاتھ پکڑ کر اس کی پٹی پر ہاتھ ڈال دیا پھر وہ اس کے سر سے بلند ہوتا چلا گیا اور اس بار نیگرو کے سر پر پہاڑ ہی ٹوٹ پڑا.... عمران نے ڈرائیور کو اس پر پھینک مارا تھا۔

دو تیز قسم کے کراہوں سے کمرہ پھر گونج اٹھا ڈرائیور کا فولادی رینچ نیگرو کے سر پر پڑا تھا۔ اس کے بعد پھر وہ اٹھ ہی نہیں سکا....! ڈرائیور نے دانت پیستے ہوئے سنبھلنے کی کوشش کی تھی لیکن پھر جبڑوں میں جنبش کرنے کی صلاحیت ہی نہیں رہ گئی عمران کی بھرپور ٹھوکر منہ ہی پر پڑی تھی۔ ہو سکتا ہے کہ دو چار دانت ہل بھی گئے ہوں۔!

پھر عمران نے چھلانگ لگائی اور لڑکی کے بال مٹھی میں جکڑ لئے....! جو نکل بھاگنے کی فکر میں تھی۔!

"چھوڑ دو....! مجھے چھوڑ دو....!" وہ ہسٹریائی انداز میں چیخی....! ٹھیک اسی وقت عمران نے کار کا انجن اسٹارٹ ہونے کی آواز سنی اور لڑکی کو چھوڑ کر باہر جھپٹا.... مگر اب شائد اُس کے فرشتے بھی ٹیکسی کو نہ پا سکتے.... وہ بڑی تیز رفتاری سے روانہ ہوئی تھی۔!

عمران پھر کمرے میں پلٹ آیا۔! لیکن اس بار لڑکی اُس پر بھوکی شیرنی کی طرح جھپٹی....! اُس کے ہاتھ میں بیہوش ڈرائیور کا فولادی رینچ تھا۔!

"آہا....!" عمران اُس کے دونوں ہاتھ پکڑتا ہوا بولا۔! "کیا تم بھی وکیل صاحب اور منشی جی کے ساتھ آرام کرنا چاہتی ہو....! بیگم صاحبہ تو ٹیکسی بھی لے گئیں.... ورنہ....!"

"چھوڑو.... مجھے.... چھوڑو.... مجھے....!" وہ پاگلوں کی طرح چیخی اور ہاتھ چھڑا لینے کے لئے جدوجہد کرتی رہی۔

"نکاح کر کے شریف آدمی چھوڑا نہیں کرتے.... اگر تمہیں کوئی شکایت ہے تو عدالت کا دروازہ کھٹکھٹاؤ....! ویسے مجھے یقین ہے کہ وکیل صاحب کی بیگم صاحبہ عدالت ہی مہیا فرمانے کے لئے تشریف لے گئی ہیں۔!"

"اُس نے اُسے ایک آرام کرسی میں دھکیل دیا....! اور بیہوش آدمیوں کی طرف اشارہ کرتا ہوا بولا۔! "وکیل صاحب اور منشی جی کے حلق سے تو میں نے کافی قانون اتار دیا ہے لہٰذا دو تین گھنٹے سے پہلے ان کا ہاضمہ نہیں درست ہو سکتا اب تم بتاؤ....!"

لڑکی ہانپتی اور پلکیں جھپکاتی رہی۔!

"میں تمہیں صرف دس منٹ دیتا ہوں۔!" عمران اُسے گھورتا ہوا بولا۔! "اس حرکت کی پشت پر کون ہے....!"

"میں کچھ نہیں جانتی....!" وہ ہانپتی ہوئی بولی۔! "مجھے تمہیں یہاں لانے کے لئے ایک آدمی نے پانچ صد روپے دیئے تھے۔!"

"اُس آدمی کا نام اور پتہ....!"

"میں نہیں جانتی....! وہ مجھے رونیک ہی میں ملا تھا۔!"

"مجھے عورتوں پر بھی رحم نہیں آتا....!" عمران کا لہجہ خونخوار تھا اور اس کی آنکھیں شعلے برسا رہی تھیں۔ حماقت آمیز سنجیدگی کی نقاب چہرے سے سرک کر نہ جانے کہاں غائب ہو گئی تھی۔!

"بتاؤ....!" وہ پھر دہاڑا۔

"یاور....!" لڑکی کانپتی ہوئی بولی۔! "فہمی کی فیکٹری کا منیجر۔!"

"کھیل کیا ہے....!"

"میں نہیں جانتی....! اس سے زیادہ میں کچھ نہیں جانتی کہ مجھے تمہیں یہاں لا کر یہ معلوم کرنا تھا کہ تم کون ہو....!"

"فہمی کہاں ہے....!"

"کسی فہمی سے بھی واقف نہیں ہوں....! مجھے صرف اس کا نام بتایا گیا تھا کہ اس کے حوالے سے تم سے گفتگو کروں.... میں کچھ نہیں جانتی.... خدا کے لئے مجھے پولیس کے حوالے نہ کرو.... اس کے علاوہ جو چاہو....!"

"پچھلی رات رونیک میں میرے سامان کی تلاشی کس نے لی تھی....!"

"میں اس کے متعلق بھی کچھ نہیں جانتی۔!"

"اٹھو....!" عمران اُس کے بال پکڑ کر اٹھاتا ہوا بولا۔!"میں یہ عمارت دیکھنا چاہتا ہوں۔!"

"وہ بائیں ہاتھ سے اُس کے بال پکڑے ہوئے تھا اور داہنے ہاتھ میں ٹارچ تھی۔!اس طرح اس نے عمارت کا ایک ایک گوشہ دیکھا....!اسی دوران میں وہ اس حصے میں بھی پہنچے تھے جسے شائد گیراج کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا یہاں ایک موٹر سائیکل ہاتھ لگی جس کی ٹنکی پٹرول سے لبریز تھی اور مشین بھی آرڈر میں تھی۔!

عمران اتنی دیر میں پھر ٹھنڈا پڑ چکا تھا اور اس کے چہرے پر پھر وہی حماقت آمیز سنجیدگی نظر آنے لگی تھی....!اس نے سر ہلا کر کہا۔

"میرا خیال ہے کہ وکیل صاحب اور منشی جی کو یہیں عدالت کرنے دو.... اور ہم تم کہیں چل کر چاندنی میں شہد لگائیں۔!"

"میں نہیں سمجھی....!"

"ہنی مون....!" عمران بائیں آنکھ دبا کر مسکرایا....!ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے تھوڑی دیر پہلے کچھ ہوا ہی نہ ہو....!وہ سمجھی شائد تیر نشانے پر بیٹھا ہے۔!اس لئے وہ بھی مسکرائی اور اس مسکراہٹ میں سپردگی کی جھلکیاں تھیں۔!مگر اُس وقت الجھن میں پڑ گئی جب عمران کو رسی کا ایک ٹکڑا سنبھالتے دیکھا۔

"فکر مت کرو....!" عمران اس کی آنکھوں میں الجھن پڑھ کر بولا۔!"ہم ایک ہو کر چلیں گے....!" اور پھر ایک ہو کر چلنے کا مطلب اس وقت لڑکی کی سمجھ میں آیا جب عمران اُسے موٹر سائیکل کے کیریئر پر بٹھا کر اُسے اور خود کو اسی رسی کے ٹکڑے سے جکڑ رہا تھا۔

"کیا کر رہے ہو....!" اُس نے مردہ سی آواز میں کہا....!

"یہ بہت ضروری ہے.... جان پدر.... ورنہ اکثر شہد کی وجہ سے پھسل کر لوگ نیچے چلے گئے ہیں اور کھوپڑی کا گودا چاند کی طرح دمکنے لگتا ہے۔!"

موٹر سائیکل فراٹے بھرنے لگی۔

"اوہو....!یہ رسی تو کاٹے ڈالتی ہے....!" لڑکی کراہی۔

"یہی حال ادھر بھی ہے....!" عمران نے بے بسی سے کہا۔!

"پولیس اسٹیشن لے جاؤ گے مجھے....!" لڑکی نے خوف زدہ آواز میں کہا۔

"نہیں اُفق کے پار.... جہاں ہم ستاروں کی سڑک پر کبڈی کھیلیں گے....!"

"میں شہر میں داخل ہوتے ہی چیخنا شروع کر دوں گی۔!"

"مشق یہیں سے شروع کر دو تو بہتر ہے ورنہ ہو سکتا ہے کہ شہر پہنچ کر تم اچھی طرح نہ چیخ سکو....!ویسے اگر تم سچی بات بتا دو تو شائد میں اُسی طرح تم پر بھی لعنت بھیج دوں جیسے اُن دونوں پر بھیج آیا ہوں....!"

"میں نے بالکل سچی بات بتائی ہے....!"

"ہرگز نہیں....!تم جھوٹی ہو....!"

"اچھی بات ہے تم مجھے پولیس اسٹیشن لے چلو۔وہاں بھی میرے بیان میں تبدیلی نہیں ہو گی۔!"

"خوب تو مجھے یقین کر لینا چاہئے کہ تم ڈاکٹر طارق سے تعلق رکھتی ہو....!"

"میں کسی ڈاکٹر طارق کو نہیں جانتی....!"

"وہ جس کے اوپری ہونٹ پر ابابیل پر پھیلائے بیٹھی رہتی ہے۔!"

"تم سچ مچ پاگل بنائے دے رہے ہو....!"

"میں اب تم سے کچھ نہیں پوچھوں گا....!"

موٹر سائیکل فراٹے بھرتی رہی....!عمران سوچ رہا تھا کہ اگر اس نے شہر پہنچ کر شور مچانا شروع کر دیا تو وہ یقیناً کسی وقتی پریشانی میں مبتلا ہو جائے گا۔!وہ سوچتا رہا اور پھر اُس نے موٹر سائیکل کی رفتار کم کر دی۔اُسے خیال آ گیا تھا کہ اُس کے نامعلوم حمائتیوں سے بھی ملاقات ہو سکتی ہے کیونکہ کچھ دیر پہلے کوئی عورت اس عمارت سے فرار ہوئی تھی۔

اُس نے موٹر سائیکل بائیں جانب ایک کچے راستے پر اتار دی....!لڑکی نے اس پر کچھ نہیں

کہا....! عمران کسی مناسب سی جگہ کی تلاش میں تھا! یہاں بھی چاروں طرف سرکنڈو جھاڑیاں بکھری ہوئی تھیں۔ جن میں سانپ سرسراتے پھر رہے تھے۔ کئی ایک ہیڈلیمپ کی ر میں راستے پر بھی نظر آئے تھے۔ شائد چار فرلانگ چلنے کے بعد ایک صاف ستھری جگہ نظ جہاں ارہر کے خشک کنٹھوں کے ڈھیر لگے ہوئے تھے....! شاید کسی کا کھلیان تھا! عمران نے سائیکل روک دی....! اور رسی کی گرہ کھولنے لگا۔ لڑکی کیریئر سے اُتر کر قریب ہی کھڑی ہو عمران نے ہیڈلیمپ بجھادیا....!

"توبہ....!" وہ کھنکھناتی ہوئی ہنسی کے ساتھ بولی۔ "تم نے تو ڈرادیا تھا مجھے....! میں سچ مچ پولیس اسٹیشن لے جاؤ گے....!"

اور پھر اُس نے ایک طویل انگڑائی لی....! عمران اپنا نچلا ہونٹ چباتا رہا....! اندھیرے لڑکی کی شکل نہیں نظر آرہی تھی۔!

"لڑکی....!" آخر کار وہ صاف اور سرد آواز میں بولا۔ "!میں تمہیں موت سے بچانا ہوں....! وہ شخص جس نے جوزف.... ہاں جوزف ہی نام لیا تھا تم نے.... کہنے کا مطلب جس نے جوزف جیسے خوں خوار نیگرو کو پال رکھا ہے یقیناً خطرناک آدمی ہوگا۔"

"تم کہنا کیا چاہتے ہو....!"

"اگر.... واقعی یاور نے تمہیں یونہی راہ چلتے پکڑ کر یہ کام تمہارے سپرد کردیا تھا تو خیر بات نہیں۔ وہ بڑے مزے سے یہ کہہ کر نکل جائے گا کہ اُس نے پہلے کبھی تمہیں دیکھا تک نہ لیکن اگر کچھ لوگ تمہیں اُس کے ساتھ دیکھ چکے ہیں اور اُسے شبہ ہوگیا کہ ان کی شہادت پر کی گردن پھنس جائے گی.... تو جانتی ہو تمہارا کیا حشر ہوگا....! تم نہیں اندازہ کرسکتیں.. اس پر غور کرو....! میں تمہیں پانچ منٹ دیتا ہوں۔!

وہ پھر موٹر سائیکل پر آبیٹھا....! لڑکی وہیں کھڑی رہی۔

"میں کچھ بھی نہیں سمجھی....!" اُس نے تھوڑی دیر بعد بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"تم سب کچھ سمجھتی ہو لڑکی.... ٹیکسی ڈرائیور کے ٹوٹے ہوئے دانت اور حبشی کی ا ہوئی کلائیاں اُسے پاگل کردیں گی اور پھر اگر تم صحیح سالم حالت میں اُس کے سامنے پہنچ گئیں آج رات کی کہانی عدالت تک ہرگز نہیں جانے دے گا.... وہ کوئی بھی ہو.... یاور.... یاڈ

رق.... اسے اچھی طرح سوچ لو۔!"

لڑکی کچھ نہ بولی....!

"سنو.... دیکھو....!" عمران پھر بولا! لیکن اچانک کسی طرف سے ایک فائر ہوا اور لڑکی چیخ کر منہ کے بل پیچھے چلی آئی۔ عمران نے بڑی پھرتی سے اوپر کی کنٹھوں کے ڈھیر کے اوپر لانگ لگائی تھی ورنہ دوسرا فائر اُسے ہی چاٹ جاتا.... وہ ڈھیر پر سے لڑھکتا ہوا دوسری طرف گیا۔ "گھیرو.... ایک آواز سنائی دی اور چاروں طرف سے قدموں کی آوازیں آنے لگیں۔!

عمران زمین سے چپکا ہوا نشیب میں دوڑا جارہا تھا! غنیمت یہی تھی کہ یہاں سرکنڈوں کی ھاڑیاں اُس کی راہ میں حائل نہیں تھیں۔!

دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں اب بھی سنی جارہی تھیں لیکن "گھیرنے" والوں میں ے کسی نے بھی ٹارچ نہیں روشن کی تھی! ممکن ہے وہ بھی عمران کے معاملے میں کافی محتاط رہے ں۔ اگر انہیں یہ معلوم ہوتا کہ عمران خالی ہاتھ ہے تو شاید انہوں نے نہ جانے کتنے الیکٹرک پ روشن کرلئے ہوتے اور عمران کا جسم خون اُگلتے ہوئے سوراخوں کا ایک حیرت انگیز مجموعہ ر آتا۔!

وہ کسی تیز رفتار لومڑی کی طرح گھٹنوں اور ہاتھوں کے بل دوڑتا رہا۔ اب وہ کھیتوں میں نکل یا تھا۔ اس لئے رفتار میں سستی پیدا ہوتی جارہی تھی۔ کیونکہ یہ کھیت ابھی حال ہی میں بوئے گئے ے اور ان کی مٹی بہت نرم تھی۔! ہاتھ اور گھٹنے کئی کئی انچ دھنس رہے تھے۔ آخر ایک جگہ وہ چت ٹ گیا! تاروں بھرا آسمان جماہیاں لے رہا تھا۔ عمران زور زور سے سانسیں لینے لگا۔ گھیرنے ولوں کو بہت پیچھے چھوڑ آیا تھا.... اور اُسے توقع تھی کہ احتیاطاً ٹارچ نہ روشن کرنے والے دیر ے اندھیرے میں سر نہیں ماریں گے۔

اُس نے جیب سے چیونگم نکالی اور منہ میں ڈال کر آہستہ آہستہ کچلنے لگا۔!

تقریباً ساڑھے تین بجے وہ شہر پہنچا تھا اور اس نے مقامی سی آئی ڈی آفس کے انچارج کو ایک لک ٹیلی فون بوتھ سے مخاطب کرنے کی کوشش کی تھی۔ پھر تقریباً بیس منٹ بعد وہ اپنے گھر ے بولا۔ اگر عمران نے سینٹرل آفس کے ایجنٹ کا حوالہ نہ دیا ہوتا تو شائد رات کی ڈیوٹی والے

اُسے انچارج کے گھریلو فون کے نمبر تک نہ بتاتے....! عمران نے اُسے بتایا کہ کس طرح
لڑکی اُسے ایک ویران عمارت میں لے گئی تھی اور وہاں اُس نے دو آدمیوں کو زخمی کر دیا تھا
نے انچارج کو عمارت کا پورا پتہ بتایا....! پھر اُس جگہ کی نشان دہی کی جہاں ارہر کا کھلیان
جہاں سے وہ ایک خوب صورت لڑکی کی لاش اٹھوا سکتا تھا....! انچارج کے لئے یہ خبر
معمولی طور پر سنسنی خیز ثابت ہوئی تھی اور اس نے کہا تھا کہ عمران خود ہی اُس سے فوراً ل
دو گھنٹے کے بعد دوبارہ فون کرے۔!

عمران نے اب اس وقت رونیک میں جانا مناسب نہیں سمجھا....! اس واقعے کے بعد
دانست میں کھلی ہی ہوا میں رہنا صحت کے لئے زیادہ مفید ثابت ہوتا۔!

وہ ایک قریبی پارک میں چلا گیا....! وہاں بہت سے آدمی زمین پر پڑے سو رہے تھے
بھی انہیں کے درمیان جا لیٹا....! اُسے کم از کم دو گھنٹے یہیں گذارنے تھے۔ انچارج سے
گفتگو کئے بغیر وہ کہیں اور جانے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا۔!

لیکن اسے کیا کرتا کہ چیونگم کچلتے کچلتے اُسے مزے کی نیند آگئی اور وہ گھوڑے بیچ کر گدھ
طرح اُس وقت تک سوتا ہی رہا جب تک کہ سورج کی تیز کرنوں نے اس کی آنکھوں میں
سی نہیں بھر دیں....! پھر وہ الوؤں کی طرح دیدے نچاتا ہوا جاگا.... تھوڑی دیر تک د
کھوپڑی سہلاتا رہا.... پھر اٹھ کر پارک سے باہر آیا۔ کچھ دیر بعد وہ ٹیلی فون بوتھ میں انچار
نمبر ڈائیل کر رہا تھا۔

"ہیلو....! ایجنٹ سی آئی بی....!"

"سنو بیٹے....!" دوسری طرف سے غرائی ہوئی سی آواز آئی "تم کوئی لفنگے ہو تمہیں
کسی طرح سی آئی بی کے ایجنٹ کا علم ہو گیا ہے اور تم خواہ مخواہ گندگی پھیلاتے پھر رہے ہ
میں تم کو آگاہ کرتا ہوں کہ سی آئی ڈی مذاق یہیں ختم کر دو.... اور اگر تم واقعی سی آئی
ایجنٹ ہو تو فوراً مجھ سے مل لو....!"

"یقیناً تمہارا دماغ چل گیا ہے....!" عمران نے جھنجھلا کر کہا۔! "شائد تمہیں ان جگ
کچھ بھی نہیں ملا۔!"

"نہیں تمہارے باوا کا کفن ملا ہے.... اور عنقریب تم بھی اُسی میں لپیٹ کر دفن کر د

....!" بہت زیادہ غصیلی آواز میں کہا گیا....! عمران پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ انچارج کو وہاں کچھ
نے میں ناکامی ہوئی ہے۔

"اچھی بات ہے....!" اُس نے مردہ سی آواز میں کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا.... اب اُسے
ف اپنے آدمیوں سے کام لینا تھا۔!

ڈاکٹر طارق پورے شکوہ آباد میں شیطان کی طرح مشہور تھا۔! کیوں مشہور تھا یہ کوئی بھی
ں جانتا تھا....! عام آدمیوں کو تو یہ بھی نہیں معلوم تھا کہ شکوہ آباد کا دوا سازی کا کارخانہ
نل لیبوریٹریز اسی کی ملکیت ہے۔! اس کے مطب میں مریض بھی نہیں ہوتے تھے۔ ہو سکتا ہے
اُس کے جان پہچان والوں میں سے کبھی کبھار کوئی مریض ادھر آنکلتا ہو۔! اس کے باوجود بھی
یک باقاعدہ قسم کی ڈسپنسری رکھتا تھا جس میں کئی خوب صورت نرسیں ملازم تھیں۔ لیکن انتہائی
لین مزاج مریضوں کو بھی یہ کہتے سنا گیا تھا کہ ایسی حوروں کو دور سے ہی سلام جنہیں ملک
وت کی سرپرستی حاصل ہو....!

ڈاکٹر طارق کا ظاہر ایسا ہی تھا کہ لوگ اُسے معالج بنانا پسند نہیں کرتے تھے۔! اُس کے بڑے
ے اور موٹی انگلیوں والے ہاتھ دیکھ کر ایک بار ایک بوڑھے پولیس آفیسر نے ازراہِ مذاق کہا تھا
ایسے ہاتھ تو صرف قاتلوں کے ہوتے ہیں۔!

"ثابت کرو....! اور پھانسی پر چڑھا دو....!" ڈاکٹر کا جواب تھا۔

آج تک کسی نے بھی اُسے مضطرب نہیں دیکھا۔ جنہیں اُسے قریب سے دیکھنے کا موقع ملتا
ادہ اُسے "آہنی اعصاب" کا بنڈل کہتے تھے۔!

"لیکن آج کی رات اُس کے لئے کوئی گہری تشویش لائی تھی.... وہ اپنی اسٹڈی میں تنہا تھا!
ر بار بار دیوار سے لگے ہوئے کلاک کی طرف دیکھنے لگتا تھا۔!

اُس کی آنکھیں اس وقت خون خوار نہیں تھیں بلکہ اُن میں اضطراب لہریں لے رہا تھا۔!

ٹھیک دس بجے فون کی گھنٹی بجی اور اُس نے جھپٹ کر ریسیور اٹھا لیا۔ دوسری طرف سے کوئی
لھ کہہ رہا تھا اور وہ صرف "ہوں.... ہوں....!" کرتا جا رہا تھا۔ اور اس کی پیشانی پر شکنیں پڑی
ہوئی تھیں۔ کبھی کبھی اس کی آنکھیں پھیل جاتیں اور وہ نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا کر ایک لمبی

"ہوں....!" کہتا اور پھر اس کی آنکھیں گہری سوچ میں ڈوب جاتیں۔ گفتگو کا سلسلہ دس منٹ تک جاری رہا پھر ڈاکٹر نے سلسلہ منقطع کر دیا۔ اب وہ ہولے ہولے اپنی چڑھی ہوئی مونچھوں پر ہاتھ پھیر رہا تھا اور اُس کی آنکھیں شعلہ بار ہوتی جارہی تھیں۔!

اُس نے میز کی دراز سے ایک آٹومیٹک پستول نکال کر جیب میں ڈالا اور اسٹڈی سے باہر نکل آیا۔ اب وہ ایک طویل راہداری میں چل رہا تھا۔ سناٹے میں اس کے قدموں کی آوازیں.... عمارت میں دور دور تک پھیل رہی تھیں۔! وہ ایک کمرے میں داخل ہوا.... اور دروازے کے قریب لگے ہوئے سوئچ بورڈ کے ایک بٹن پر انگلی رکھ دی.... ایک گوشے میں ننگے فرش پر تھوڑی سی خلا ظاہر ہوئی اتنی ہی جس سے ایک آدمی بہ آسانی گزر سکتا تھا۔! دوسرے ہی لمحے میں وہ خلاء میں اتر رہا تھا۔ جیسے ہی اُس کا سر فرش کی سطح سے نیچے ہوا فرش پھر برابر ہو گیا۔

عمران نے ایک پبلک ٹیلی فون بوتھ سے لیفٹیننٹ چوہان کے ہوٹل کے نمبر ڈائیل کئے تھے اور اب اس کے جواب کا انتظار کر رہا تھا۔!

تھوڑی دیر بعد دوسری طرف سے آواز آئی۔ "ہیلو.... چوہان اسپیکنگ۔!"

"چوہان.... عمران ہم قافیہ ہیں....!" عمران بولا۔! "کیا خبر لائے ہو....!"

"عمارت میں انہیں کچھ بھی نہیں ملا تھا۔ بلکہ عمارت کی حالت تو ایسی تھی جیسے عرصے سے اُس میں کوئی داخل ہی نہ ہوا ہو... کھلیان میں کہیں خون کا ہلکا سا دھبہ بھی نہیں ملا... البتہ موٹر سائیکل کے ٹائروں کے نشانات کہیں کہیں ملے تھے۔ موٹر سائیکل بھی نہیں ملی.... سی آئی ڈی آفس کا انچارج اُس آدمی کی تلاش میں ہے جس نے اُسے سوتے سے اٹھا کر پریشان کیا تھا۔!"

"وہ عمارت کس کی ملکیت ہے....!"

"سیٹھ ہاشم بھائی قاسم بھائی کی....! وہ لوگ تجوریوں کے سب سے بڑے ایکسپورٹرز اینڈ امپورٹرز ہیں۔! مغربی ممالک سے تجوریاں درآمد کرتے ہیں اور یہاں کی بنی ہوئی تجوریاں مشرقِ وسطیٰ کے ممالک میں بھیجتے ہیں۔!"

"تمہیں یقین ہے کہ وہ تجوریوں ہی کا کاروبار کرتے ہیں۔!"

"یار عمران صاحب... یقین نہ ہونے کی وجہ کیا ہو سکتی ہے! کیا میں تمہاری طرح چھیڑ چھاڑ

کرتا پھرتا ہوں....!"

"میں اس وقت لڑکیوں کو چھیڑنے کے موڈ میں نہیں ہوں.... ورنہ تمہیں بتاتا.... شب خوابی کا لباس نہ پہننا.... ہو سکتا ہے کہ کچھ دیر بعد تمہیں ایکس ٹو سے کچھ احکامات ملیں۔!"

عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا، وہ سوچ رہا تھا پھر وہی تجوریاں، ایک تجوری کا قصہ ڈاکٹر طارق کو سامنے لایا تھا۔.. اور اب چند حادثوں کے سلسلے میں تجوریوں کا ایکسپورٹ اور امپورٹ! مگر بات تو فہمی کے پاگل پن سے شروع ہوئی تھی! آخر کچھ لوگ اس پاگل میں اتنی دلچسپی کیوں لے رہے ہیں۔! اور اسے پسند نہیں کرتے کہ کیپٹن فیاض جیسے آدمی کی پہنچ فہمی خاندان میں ہو سکے یا اُس کی وساطت سے کوئی ایسا آدمی فہمی کے قریب پہنچ سکے جسے وہ جانتے نہ ہوں....! عمران نے یہی سب کچھ سوچتے ہوئے بلیک زیرو کے نمبر ڈائیل کئے۔!

ڈاکٹر طارق کی چھوٹی سی فی ایٹ شہر کی ایک سنسان سڑک پر تیزی سے دوڑ رہی تھی۔ ڈاکٹر کے ہونٹ ایک دوسرے پر سختی سے جمے ہوئے تھے۔!

فہمی کی آئرن فیکٹری والی سڑک پر پہنچ کر اس نے گاڑی ایک عمارت سے ملا کر کھڑی کر دی اور نیچے اتر کر کچھ دیر تک ادھر اُدھر دیکھتا رہا پھر پیدل ہی فیکٹری کی طرف چل پڑا۔

رات تاریک تھی اور اس سڑک پر آج اندھیرا تھا....! لائین فیوز ہو گئی تھی عمارتوں کی کھڑکیاں بھی زیادہ تر تاریک پڑی تھیں۔ کہیں کہیں کیروسین لیمپوں کی بسورتی ہوئی سی روشنی نظر آجاتی۔!

وہ فیکٹری کی چہار دیواری کے نیچے رک گیا۔ یہاں تو بالکل ہی اندھیرا تھا۔! فیکٹری کی مشینوں کا شور بھی سنائی نہیں دے رہا تھا۔

فیکٹری کا تعلق بھی اُسی لائن سے تھا، جو فیوز ہو گئی تھی....! ڈاکٹر طارق دراصل اسی موقع سے فائدہ اٹھانے کے لئے گھر سے نکلا تھا۔ اُسے کچھ دیر پہلے اطلاع ملی تھی کہ اس علاقے میں اندھیرا ہے اور بعض دشواریوں کی بناء پر تین چار گھنٹے سے پہلے لائن کی درستگی نہ ہو سکے گی۔

وہ تھوڑی دیر تک دیوار سے لگا کھڑا رہا پھر وہ سیاہ رنگ کی ریشمی جیکٹ نکالی جسے اب تک بغل میں دبائے رہا تھا.... دوسرے ہی لمحے میں وہ جیکٹ اس کے جسم پر تھی.... لیکن اب اُسے کوئی

بھی نہیں پہچان سکتا تھا، کیونکہ جیکٹ ہی سے ایک نقاب بھی اٹیچ تھی جس میں اُس کا پورا چہ چھپ گیا تھا۔ صرف آنکھوں کی جگہ دو سوراخ تھے۔ آستینوں میں دستانے فٹ تھے۔ وہ دیوار چڑھ کر دوسری طرف کمپاؤنڈ میں اتر گیا۔

یہاں بھی چاروں طرف سناٹا تھا... البتہ دوسری طرف سے رخصت ہوتے ہو مزدوروں کی ملی جلی آوازیں آرہی تھیں... شاید منتظمین کو بھی علم ہوگیا تھا کہ انہیں دیر تک کام روکے رکھنا پڑے گا۔ اس لئے مزدوروں کو چھٹی دے دی گئی تھی۔!

ڈاکٹر طارق آدھے گھنٹے تک عمارت کی پشت پر بے حس و حرکت کھڑا رہا... پھر مزدورو کی آوازیں آنی بھی بند ہوگئیں۔!

ڈاکٹر طارق کے پیروں میں کینوس کے ربڑ سولڈ جوتے تھے لیکن اُس نے پائپ کے سہار اوپر چڑھتے وقت اسے اتارنے کی ضرورت نہیں محسوس کی تھی۔ وہ کسی مشاق چور کی طرح آسانی اوپر چڑھتا چلا گیا...!

پھر بے آواز تیسری منزل کی چھت پر اُترا۔ یہ کھلی چھت تھی اور اُس کے گرد تین یا چار ف اونچی چہار دیواری تھی۔ یہ فیکٹری کا وہ حصہ تھا جہاں خام اور تیار مال کے گودام تھے۔ دوسر منزل پر دفتر اور رہائش کے لئے کمرے بنوائے گئے تھے۔ لیکن اب یہاں یاور ہی کی رہائش تھ یاور نے دفتر نچلی ہی منزل پر رکھا تھا اور یہ کمرے اُس کے نجی استعمال میں تھے۔!

ڈاکٹر طارق کو یہاں صرف ایک کمرے کی کھڑکیوں میں کیروسین لیمپ کی دھندلی رو نظر آرہی تھی اس کے علاوہ بقیہ تمام حصے تاریک تھے...! وہ ایک روشن کھڑکی سے لگ کر ک ہوگیا۔ کمرے میں صرف دو آدمی تھے... یاور اور فہمی۔ فہمی ایک اسٹول پر تنا ہوا بیٹھا تھا لیکن ا کے پیر اسٹول کے پایوں میں جکڑے ہوئے تھے۔ اس کے لئے بہت ہی مضبوط قسم کی ریشمی ڈور استعمال کی گئی تھی جو پنڈلیوں کے گوشت میں پیوست ہوکر رہ گئی تھی۔ وہ آدھے دھڑ سے ننگا ت جسم پر صرف ایک جانگیا تھا۔

یاور اُسے خوں خوار نظروں سے گھورتا ہوا چمڑے کا چابک ہلانے لگا...!

دفعتاً اس نے اس کے شانے پر چابک رسید کرتے ہوئے کہا۔!" تین بارہ تیئس...!"

فہمی دانت پر دانت جمائے پلکیں جھپکا تارہا اُس کے چہرے سے تکلیف کا اظہار نہیں ہو رہا تھ

یاور نے چابک رسید کر کے کہا" تین تیرہ تیئس...!"

"ہی... ہی... ہی... ہی..." فہمی ہنسا اور اس کے کہے ہوئے نمبر دہرائے۔

"چار... ایک... بارہ...!" یاور نے پھر چابک رسید کیا۔

"آٹھ سات... گپتاون...!" فہمی بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"گپتاون... نہیں... پھر سوچو...!" یاور نے چابک رسید کر کے کہا اور میز کی طرف ٹ پڑا... یہاں اس نے کاغذ کے ایک شیٹ پر آٹھ اور سات کے ہندسے لکھے...! اور پھر فہمی طرف واپس آکر بولا۔!" گپتاون نہیں کچھ اور... یاد کرو... یاد کرو... ورنہ میں تمہاری ھال گرادوں گا...!"

"بماسی... نواسی... بکواسی...!" فہمی بڑبڑایا۔!

اس بار یاور نے چابک ایک طرف ڈال کر اُس کے منہ پر تھپڑ مارا اور دانت پیس کر بولا!" فہمی تم پاگل نہیں ہو...! میرا دعویٰ ہے... ڈاکٹر تمہیں پاگل نہیں بنا سکتا...! کبھی نہیں...! کیونکہ تم نے اُسے اپنے فن سے آگاہ نہیں کیا... اگر ایسا ہوگیا ہوتا تو اس نے تمہیں موت ہی کے گھاٹ اتار دیا ہوتا...! اُس کے اور میرے خوف سے تم نے یہی مناسب سمجھا کہ پاگل بن جاؤ... مگر اب میں تمہاری ایک ایک بوٹی الگ کردوں گا... کیپٹن فیاض جیسے لوگ میری جیب میں پڑے رہتے ہیں...!"

فہمی بے تحاشہ ہنسنے لگا...! زور زور سے چیخنے لگا۔ اس بار یاور بھی مسکرا کر بولا۔!" تمہاری آواز سن کر یہاں کوئی نہیں آئے گا سب جانتے ہیں کہ میں نشے کی حالت میں عموماً چیخنے چنگھاڑنے لگتا ہوں... اگر یہ بات نہ ہوتی تو اس وقت تمہیں یہاں ہرگز نہ لاتا...!"

دفعتاً ڈاکٹر طارق نے دروازے پر ٹھوکر ماری دروازہ اندر سے بولٹ نہیں تھا...! دونوں پاٹ کھل گئے اور یاور اچھل کر پیچھے ہٹ گیا۔!

ریوالور کی نال اُس کے سینے کی طرف تھی...!

"دیوار سے لگ کر کھڑے ہو جاؤ اور اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے رکھو...!" ڈاکٹر نے کہا اور یاور اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے دیوار سے جا لگا...!

"میں نے تو تمہیں پہچان لیا ہے...!" اُس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا...!

"یہ نقاب تمہارے لئے نہیں ہے...!" ڈاکٹر کا لہجہ بہت سرد تھا...! اُس نے آگے بڑھ کر ریوالور کی نال اُس کے سینے پر رکھ دی اور اُس کی جیبیں ٹٹولنے لگا! لیکن اُس کی کسی جیب سے کوئی ایسی چیز برآمد نہیں ہوئی جسے خطرناک سمجھ کر ڈاکٹر اپنے قبضہ میں کرتا...!

یک بیک اُس نے اپنا ریوالور جیب میں ڈال کر یاور کا گریبان پکڑ لیا...!

"بتاؤ تجوری کہاں ہے...!" وہ اُس کا گلا دباتا ہوا بولا...! اس پر یاور نے فہمی کا حوالہ دے کر ایک بڑی گندی سی بات کہی...! پھر وہ کسی بھٹیارے کے سے انداز میں گالیاں بکنے لگا...! ڈاکٹر نے بائیں ہاتھ سے اس کے منہ پر تھپڑ مارا اور یاور اُس سے لپٹ پڑا... یہ ڈیڑھ آدمیوں کی لڑائی تھی...! ڈاکٹر بہت لمبا تڑنگا تھا اور یاور پستہ قد...! لیکن یاور کمزور بھی نہیں معلوم ہوتا تھا... دونوں وحشیوں کی طرح لڑتے رہے... لیکن اُن میں سے کوئی بھی دوسرے کو گرا نہ سکا...!

فہمی وحشیانہ انداز میں قہقہے لگا رہا تھا...!

"فہمی...! خاموش رہو...! میں جانتا ہوں کہ تمہارا قصور نہیں ہے...!" ڈاکٹر غرایا "میں اس نمک حرام سے نپٹنے کے بعد تم سے بات کروں گا...!"

مگر یک بیک ڈاکٹر کا جسم ڈھیلا پڑنے لگا اور یاور اسے دیوار تک دھکیل لے گیا...! دیوار سے ٹک کر ڈاکٹر اس طرح جھومنے لگا تھا جیسے اب اُس پر غشی طاری ہو رہی ہو...! یاور جھک کر اس کی جیب سے ریوالور نکالنے لگا... مگر پھر اُسے سیدھا کھڑا ہونا نصیب نہ ہوا کیونکہ دفعتاً ڈاکٹر اس کی گردن دونوں ہاتھوں سے دبوچ بیٹھا تھا۔ یاور کی کھوپڑی زمین سے جا لگی اور ڈاکٹر اچھل کر اس کی پشت پر سوار ہو گیا...!

"بتاؤ تجوری کہاں ہے...!" وہ دانت پیس کر اُس کی گردن پر زور صرف کرتا ہوا بولا...

"بتاؤ...! بتاؤ... ورنہ پھر تمہارے حلق سے آواز نہ نکل سکے گی...!" فہمی کے قہقہے تیز ہوتے جا رہے تھے...!

"بتاتا ہوں... بت... تت... خاں... خر... تیرہ ساگلی اسٹریٹ... خر... خائیں...!" پھر اس کے حلق سے کسی قسم کی بھی آواز نہ نکل سکی...! ڈاکٹر اُسے چھوڑ کر ہٹ گیا...! فہمی اب بھی ہنسے جا رہا تھا۔

"فہمی خاموش رہو...! میں سمجھتا ہوں...! تم نے ہم دونوں کے خوف سے یہ ڈھونگ

رچایا تھا...! اب خاموش رہو...! فی الحال تمہیں یہیں ٹھہر کر اُس کی نگرانی کرنی پڑے گی...! میں ساگلی اسٹریٹ جا رہا ہوں...! تجوری پر قبضہ کرنے کے بعد یہیں واپس آؤں گا...!"

"نہیں تمہیں تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں ہے...!" دروازے کی طرف سے آواز آئی اور ڈاکٹر اچھل کر مڑا... فہمی کا معالج پاگل ماہر نفسیات دروازے میں کھڑا پلکیں جھپکا رہا تھا...! اُس کا داہنا ہاتھ کوٹ کی جیب میں تھا اور کوئی نوکیلی چیز جیب سے ابھری ہوئی تھی...!

"اپنے ہاتھ اوپر ہی رکھو...! ڈاکٹر...! مجھے جیب سے فائر کرنے کی عادت ہے...! اور میں ایسا کوٹ جس کی جیب میں سوراخ ہو ریکارڈ کے طور پر رکھنے کا عادی ہوں...!" عمران کے لہجے میں سفاکی تھی۔

ڈاکٹر کے ہاتھ اوپر اٹھ گئے...! اُس کی پشت فہمی کی طرف تھی اور وہ اس طرح کھڑا تھا کہ فہمی اُس کے پیچھے چھپ کر رہ گیا تھا...!

"ساگلی اسٹریٹ کا انتظام ہو چکا ہے ڈاکٹر...!" عمران مسکرا کر بولا! "اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ میں کیسا آدمی ہوں، جوزف کی اتری ہوئی کلائیوں اور ڈرائیور کے ٹوٹے ہوئے دانتوں نے تمہیں سب کچھ بتا دیا ہو گا...!

"ٹھائیں...!" اچانک ایک فائر ہوا اور عمران اچھل کر ایک طرف ہو گیا...! فہمی نے ڈاکٹر کی جیب سے ریوالور نکال کر عمران پر جھونک مارا تھا... دوسرے ہی لمحے میں عمران کی لات ڈاکٹر کے پیٹ پر پڑی اور وہ فہمی پر جا پڑا... پھر اسٹول بھی الٹ گیا...! دونوں اسٹول سمیت فرش پر ڈھیر ہو گئے... ساتھ ہی عمران نے بھی اُن پر چھلانگ لگائی... لیکن اس چھلانگ کا مقصد اس سے زیادہ نہیں تھا کہ وہ فہمی کے ہاتھ سے ریوالور چھین لے...! اس میں کامیاب ہو جانے پر وہ پھر انہیں چھوڑ کر پیچھے ہٹ آیا... ڈاکٹر نے بھی اٹھنے میں دیر نہیں لگائی تھی... البتہ فہمی اسٹول میں بندھے ہونے کی وجہ سے فرش ہی پر پڑا لوٹ رہا تھا اور قہقہے لگا رہا تھا...!

"ڈاکٹر...!" عمران مسکرا کر بولا...! "ریوالور اب آیا ہے میری جیب میں ورنہ یہ دیکھو...!" اُس نے جیب سے فاؤنٹین پن نکال کر اُسے دکھایا اور پھر آہستہ سے بولا۔! "مجھے شور مچانے والے اسلحے قطعی پسند نہیں ہیں...! اس لئے یہ ریوالور یہاں رکھ رہا ہوں...!"

اُس نے ریوالور میز پر رکھ دیا...! چند لمحے ڈاکٹر کو دیکھتا رہا اور پھر بولا...! "میں واقعی

پاگلوں کی سی حرکت کر رہا ہوں.... لیکن میں نے سنا ہے کہ تمہیں اپنی مکے بازی پر بہت ہے.... اور تم نے جوزف جیسے سرکش نیگرو کو ایک فائٹ ہی میں جیتا تھا.... لہٰذا یہ ریوالور تمہا انعام ہوگا.... اگر مجھے نیچا دکھا سکو....!"

ڈاکٹر کا قہقہہ تلخ تھا۔ اُس نے کہا "نہیں میں تم سے یہ نہیں جیت سکتا.... ریوالور تم ہی ا پاس رکھو.... میری طرف سے تحفہ ہے اور اب میں جا رہا ہوں....!"

"میں تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ میں نے تجوری کا انتظام کر دیا ہے.... تم میر آدمیوں سے پہلے سماگلی اسٹریٹ نہیں پہنچ سکو گے.... میرے ساتھ اس کمرے کے باہر دو آد تھے۔ جو یاور کی زبان سے تجوری کا پتہ نشان معلوم ہوتے ہی روانہ ہو گئے تھے....!"

"اوہ.... تب تو مجھے یہ ریوالور حاصل ہی کرنا پڑے گا....!" ڈاکٹر کی ہنسی زہریلی تھی.. یک بیک اُس نے عمران پر چھلانگ لگائی.... لیکن منہ کے بل فرش پر چلا آیا۔ سنگ آرٹ مظاہرے کا اس سے بہتر وقت اور کونسا ہو سکتا تھا.... عمران دور کھڑا اُسے اس طرح دیکھ رہا جیسے اس کی غلطی سے ڈاکٹر فرش پر ڈھیر ہو گیا ہو.... ڈاکٹر پھر اٹھ گیا تھا۔

"اسی طرح تم جوزف سے بھی پیش آئے ہو گے....!" ڈاکٹر دانت پیس کر بولا...." سے یہ لونڈیوں کی سی چلت پھرت نہیں چلے گی۔ اب کے بچنا....!"

اس بار ڈاکٹر نے بہت محتاط ہو کر حملہ کیا تھا.... بس یہی چیز اُسے لے ڈوبی....! ڈاکٹر سم تھا اس بار بھی عمران صرف پینترہ بدل کر خود کو بچالے جائے گا۔ لیکن ایسا نہیں ہوا.... عمران داہنا ہاتھ اُس کی کنپٹی پر پڑا تھا....! ڈاکٹر کئی قدم پیچھے ہٹتا چلا گیا....! ساتھ ہی عمران کو احسا ہوا کہ اس سے سو فیصدی حماقت سرزد ہوئی ہے....! اُس کا یہ ہاتھ ایسا تھا کہ لوگ اچھل کر د گرا کرتے تھے.... لیکن ڈاکٹر صرف چند قدم پیچھے ہٹنا ہی کہا جا سکتا تھا....! پیروں میں لڑکھڑاہ نہیں تھی....! دوسری بار وہ کسی بھوکے بھیڑیئے کی طرح عمران پر ٹوٹ پڑا.... عمران کوشش کی تھی کہ اس کی گرفت میں نہ آسکے....! لیکن کامیابی نہ ہوئی.... وہ باقاعدہ طور عمران سے لپٹ پڑا تھا۔!

یقیناً وہ کسی ہاتھی ہی کی طرح مضبوط تھا....! عمران نے دل ہی دل میں اعتراف کیا... پہلے ہی ریلے میں وہ اُسے دیوار تک دھکیل لے گیا تھا.... اور اب کوشش کر رہا تھا کہ اُسے دیو

ی سے رگڑ ڈالے.... عمران اُس سے قد میں چھوٹا پڑتا تھا....! وہ کوشش کر رہا تھا کہ اس کی پشت دیوار سے نہ لگنے پائے ورنہ ڈاکٹر سچ مچ اُسے رگڑ ڈالے گا....!

فہمی اب بھی ہنس رہا تھا....! چیخ رہا تھا.... دفعتاً عمران نے اچھل کر ڈاکٹر کی ناک پر اپنا سر ے مارا ڈاکٹر کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی....! پسینہ بھی آرہا تھا۔ عمران اُس کے ہاتھوں سے نکل گیا اور قبل اس کے ڈاکٹر سنبھل کر اُس کی طرف مڑتا اس کی بائیں کنپٹی پر پھر ایک بھرپور گھونسہ پڑا اس بار ڈاکٹر دیوار سے ٹکرا جانے سے نہیں بچ سکا تھا....! پھر تو عمران نے اُسے گھونسوں پر رکھ لیا....! بے تحاشا پیٹتا رہا.... لیکن ڈاکٹر کے منہ سے ابھی تک ہلکی سی بھی آواز نہیں نکلی تھی....! وہ اس طرح پٹ رہا تھا جیسے گوشت و پوست کا جسم ہی نہ رکھتا ہو....!

تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر غرایا....! "میں مرنے سے پہلے زمین پر نہیں گر سکتا....!" عمران نے اس کی تھوڑی پر مکا رسید کرتے ہوئے کہا! "اور میں نے یہ بھی سنا ہے کہ تمہاری جان بندر ابن کے ایک ہاتھی میں ہے....!"

عمران اس پر مکے برسا رہا تھا....! لیکن اس سے بے خبر تھا کہ یاور ہوش میں آگیا ہے.... وہ اٹھ بیٹھا تھا....! اور سب سے پہلے اُس کی نظر میز پر پڑے ہوئے ریوالور ہی پر پڑی تھی....! اُس نے جھپٹ کر ریوالور اٹھا لیا....! پھر قبل اس کے کہ عمران اُس کی طرف اچھی طرح متوجہ ہو سکتا....! اُس نے پے در پے دو فائر ڈاکٹر طارق پر جھونک مارے.... ڈاکٹر طارق سینے پر دونوں ہاتھ ٹیک کر دیوار سے ٹک گیا....!

"یاور.... یاور....!" دفعتاً فہمی چیخا....! "اسے بھی مارو....! یہ جاسوس ہے....!"

اتنی دیر میں عمران حالات کا مقابلہ کرنے کے پوری طرح تیار ہو چکا تھا....! یاور نے یکے بعد دیگرے چاروں راؤنڈ ختم کر دیئے.... لیکن اس سے زیادہ عمران کا اور کچھ نہیں بگڑا کہ ایک بار سنگ آرٹ کا مظاہرہ کرتے وقت اندازے کی غلطی کی بناء پر وہ اپنا سر دیوار سے ٹکرا بیٹھا تھا....!

"اب تم کہاں ہو گے مسٹر یاور....!" عمران نے اس پر جھپٹتے ہوئے کہا! یاور ایک بار پھر زمین پر تھا....! جسم کی ساری سکت تو ڈاکٹر ہی سے لڑنے میں ضائع ہو گئی تھی....!

"میں گرنے سے پہلے نہیں مروں گا....!" دفعتاً ڈاکٹر دہاڑا اور اب تک دیوار ہی سے ٹکا ہوا تھا.... مگر اس آخری چیخ کے ساتھ ہی اُس کی آنکھیں بھیانک طور پر پھیل گئی تھیں....! پھر

دیکھتے دیکھتے وہ کسی وزنی شہتیر کی طرح فرش پر چلا آیا... اُس کا جسم ساکت تھا...!

فہمی پھر چیخا...!"یاور اسے مار ڈالو... ڈاکٹر مر گیا اب مجھے کسی کی بھی پرواہ نہیں ہے...! اسے مار ڈالو... چالیس ایک باون...! اب مجھے کسی کا ڈر نہیں ہے... ڈاکٹر مر گیا۔!"

"یاور بھی مرنے والا ہے پیارے...!" عمران نے ہنس کر کہا۔

یاور زمین سے اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا...! مگر اُسے ہر بار عمران کی ٹھوکر اس سے باز رکھتی تھی...! آخر کار اسے ایک بار پھر بیہوش ہو جانا پڑا... ریوالور اب بھی اُس کی مٹھی میں جکڑا ہوا تھا۔!

اب عمران نے فہمی کا اسٹول بھی سیدھا کر دیا...! لیکن اس کے پیر نہیں کھولے۔

"کیا خیال ہے مسٹر فہمی...!" اُس نے مسکرا کر کہا۔ "تم کسی بہت بڑی غلط فہمی میں مبتلا تھے۔ جس طرح ڈاکٹر طارق زمین پر گرنے سے پہلے ہی مر گیا تھا۔ اسی طرح مجھے مارنے کے لئے تمہیں کوئی ایسا جانور تلاش کرنا پڑے گا...! جو شیر کا دھڑ رکھتا ہو اور لومڑی کا سا سر...!"

فہمی نے ایک زوردار قہقہہ لگایا اور ہنستا ہی رہا...!

"نہیں چلے گی...!" عمران مایوسانہ انداز میں سر ہلا کر بولا۔!"تم پاگل نہیں ہو...! مجھے پہلے بھی شبہ تھا...!"

دوسری صبح عمران شکوہ آباد کے سی آئی ڈی آفس کے آپریشن روم میں اپنا بیان ریکارڈ کرا رہا تھا۔ یاور اور فہمی بھی وہیں موجود تھے... اور اُن کے قریب ایک تجوری بھی رکھی ہوئی تھی۔!

فہمی پھر پاگل بن گیا تھا...! رات بھی وہ صرف اُس وقت پاگل نہیں معلوم ہوا تھا جب یاور نے طارق پر فائر کئے تھے...!

جب عمران اپنا بیان ریکارڈ کرا چکا تو یاور نے ہتھ کڑیاں ہلا کر کہا! "یہ تجوری یہاں کیوں لائی گئی ہے...! اس میں کیا ہے...!"

"کیا یہ تمہارے مکان کے ایک تہہ خانے سے نہیں برآمد ہوئی۔!" انچارج نے پوچھا۔!

"یہ میری ملکیت ہے... پھر...! میں نہیں سمجھ سکتا کہ ڈاکٹر کے قتل کے سلسلے میں

تجوری یہاں کیوں منگوائی گئی ہے...!"

"یہ تجوری کیسے کھلے گی...!" انچارج نے گرج کر پوچھا۔!

"میں بتاتا ہوں...!" یاور نے آہستہ سے کہا۔!"اس میں ہندسوں کے امتزاج سے کھلنے والا قفل لگا ہوا ہے۔ تین تیرہ... اڑتالیس نمبروں کو ایک ہی قطار میں لایئے تجوری کھل جائے گی۔"

اس کے بیان کے مطابق نمبروں کے امتزاج سے تجوری کا پٹ کھل گیا لیکن اُس میں کچھ بھی نہیں تھا... کاغذ کی ایک چٹ بھی نہیں۔! انچارج نے عمران کی طرف دیکھا...

"چلو اسے جہنم میں جھونکو... ڈاکٹر کا قتل...!" عمران گردن جھٹک کر بولا۔

"وہ میری ہی چلائی ہوئی گولیوں کا شکار ہوا تھا...!" یاور نے کہا! "لیکن میں نے اپنی جان کی حفاظت کے خیال سے اس پر فائر کئے تھے...! وہ نقاب لگا کر مجھے لوٹنے آیا تھا...! اگر میں اُسے نہ مارتا تو وہی مجھے مار ڈالتا...!"

"تو یہ تجوری خالی ہے...!" عمران یاور کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا مسکرایا۔

"خود دیکھ لیجئے...! آپ بھی دو آنکھیں رکھتے ہیں...!" یاور نے لاپروائی سے کہا۔

"فہمی کو کچھ نامعلوم آدمی پکڑ لے گئے تھے پھر یہ تمہارے کمرے سے کیسے برآمد ہوا...!"

"میں نہیں جانتا فہمی صاحب کہاں تھے...! بس ڈاکٹر طارق کے آنے سے کچھ ہی دیر پہلے وہ بھی آئے تھے اور مجھ پر حملہ کیا تھا...! میں انہیں اسٹول سے باندھنے میں بدقت تمام کامیاب ہوا تھا۔! پھر اُن کے بڑے بھائی عدیل کو اطلاع دینے جا ہی رہا تھا کہ ڈاکٹر اپنا چہرہ سیاہ نقاب میں چھپائے ہوئے آدھمکا تھا...! عدیل صاحب آپ کو بتائیں گے۔ یہ ایک بار پہلے بھی اچانک غائب ہو گئے اور تین دن بعد ایک سڑک پر بیہوش پائے گئے تھے...! ان کے جسم پر چابک کے نشانات تھے...! میں نہیں جانتا کہ اُن حرکتوں کی پشت پر کون اور کیوں تھا...!"

"تجوری کا قصہ جناب...!" دفعتاً انچارج نے عمران کو مخاطب کیا...!"اس میں تو کچھ بھی نہیں ہے...!"

"اس میں بہت کچھ ہے...!" عمران معنی خیز انداز میں سر ہلاتا ہوا بولا! "صرف تین ہندسوں کو ایک لائن میں لایئے... اس میں سے بہت کچھ برآمد ہوگا... ہندسے نوٹ

کیجئے....! چالیس ایک باون....!"

"میں نے نہیں بتایا....!" دفعتاً فہمی یاور کی طرف دیکھ کر چیخا....!

"خاموش سور کے بچے....!" یاور دانت پیس کر بولا! عمران کا قہقہہ ان کی دہاڑوں سے بلند تھا....! اب یاور بھی پاگل ہو گیا ہے.... فہمی کہتا ہے میں نے نہیں بتایا اور یاور کہتا ہے خاموش سور کے بچے....!

یاور عمران کو بھی گالیاں دینے لگا تھا....! ایک سادہ لباس والے نے اس کے منہ پر مار مار کر اُسے خاموش کیا....! عمران تجوری کے قفل کے نمبروں کو گردش دے رہا تھا... جیسے ہی چالیس.... ایک باون ایک لائن میں آئے تجوری کی پچھلی دیوار جھنجھناتی ہوئی فرش پر گری اور نوٹوں کی گڈیاں دور تک بکھرتی چلی گئیں....! یہ انگلش کرنسی تھی....!

"لاکھوں پونڈ....!" عمران سیدھا کھڑا ہوتا ہوا بولا۔

تجوری کی پچھلی دیوار دوہری تھی اور دونوں چادروں کے درمیان تقریباً چار انچ چوڑا خلا تھا اُسی خلا میں نوٹوں کی گڈیاں جمائی گئی تھیں۔!

یاور اور فہمی کے چہرے اس طرح زرد ہو گئے جیسے ان پر آنِ واحد میں یرقان کا شدید حملہ ہوا ہو....!

اسی شام کو کیپٹن فیاض ہوٹل رونیک کے ایک کمرے میں منہ لٹکائے بیٹھا تھا اور عمران اُسے ایسی نظروں سے دیکھ رہا تھا جیسے ابھی اور چھیڑے گا....!

"یار فیاض....!" اس نے کچھ دیر بعد کہا۔ "مجھے تمہاری بدنصیبی پر رونا آتا ہے....! جب بھی تم اپنے کسی عزیز یا دوست کی کسی الجھن کے سلسلے میں مجھ سے مدد طلب کرتے ہو تو اتفاق سے وہ خود ہی اپنی الجھنوں کا باعث ثابت ہوتا ہے....! مجھے ڈر ہے کہ تم بھی کسی دن چرس فروشی کے الزام میں دھر لئے جاؤ گے....! اور یہ ثابت کرنے کے لئے مجھے ایڑی چوٹی کا زور لگانا پڑے گا کہ وہ چرس نہیں چانڈو تھی....!"

"بیکار بور مت کرو....! میں ابھی تک حالات سے لاعلم ہوں....! نہ عدیل سے ملا ہوں اور نہ مقامی سی آئی ڈی آفس کے انچارج سے "کیا عدیل کے خلاف بھی جرم ثابت ہوا ہے۔!

"نہیں.... وہ اصل حالات سے لاعلم تھا ورنہ تم سے رجوع کرنے کی ہمت نہ کرتا۔ فہمی کی بیوی بھی مجرمہ ثابت ہوئی۔ بہت دور سے کہانی شروع کرنی پڑے گی۔ دو سال قبل فہمی ایران گیا تھا....! وہاں اس لڑکی سے معاشقہ ہو گیا....! مگر معاشقہ کرایا گیا تھا....! اس کی پشت پر ڈاکٹر طارق اور ایران کا ایک تاجر تھا....! فہمی نے اس سے شادی کر لی....! اُس نے خود کو ڈاکٹر طارق کے ایک دوست کی لڑکی ظاہر کیا تھا اس لئے فہمی اور ڈاکٹر طارق کے درمیان ربط وضبط بڑھ گیا۔ ڈاکٹر طارق سونے کی اسمگلنگ اور جعلی نوٹ سازی میں پہلے ہی سے ملوث تھا مگر وہ انگریزی پونڈ کے نوٹ چھاپتا تھا یہاں سے انہیں مشرق وسطیٰ بھیجتا تھا اور مشرق وسطیٰ سے اس کے عوض یہاں سونا آجاتا تھا.... اس سلسلے میں انہوں نے تجوریوں کی تجارت کو آڑ بنایا تھا....! دوہری دیواروں کی تجوریاں بنائی جاتی تھیں۔ اور ان کی خلا میں نوٹ بھر دیئے جاتے تھے اور پھر ان میں سے کچھ تجوریاں یہ کہہ کر مشرق وسطیٰ سے واپس کر دی جاتی تھیں کہ وہ ناقص ہیں اس واپسی کے سفر میں وہ چند تجوریاں سونا لاتی تھیں....! یہ ڈاکٹر واقعی بڑا خطرناک اور انتہائی درجہ چالاک آدمی تھا۔ ادھر حکومت کو دھوکا دے کر سونا درآمد کرتا تھا اور اُدھر مشرق وسطیٰ کے تاجروں کو الو بنا کر سونے کے عوض جعلی پونڈ دیتا تھا یہ نوٹ اتنی صفائی سے چھاپے جاتے تھے فیاض صاحب کہ اس وقت اربوں کی جعلی کرنسی ساری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے لیکن انگریزی کرنسی کے متعلق پچھلے دس سال سے کوئی اطلاع نہیں ملی کہ کہیں جعلی کرنسی پکڑی گئی ہو۔!

"مگر فہمی کی فیکٹری میں تجوریاں تو نہیں بنتی تھیں....!" فیاض نے کہا۔!

"قطعی نہیں.... وہ تو صرف ہندسوں کے امتزاج سے کھلنے والے قفل کا ماہر تھا اور ایسی تجوریوں کا میکنزم سنبھالتا تھا جن میں نوٹ رکھے جانے والے ہوں۔ ایسی دو ایک تجوریاں علانیہ طور پر فہمی کے پاس بھجوائی جاتی تھیں اور وہ ان میں نوٹ رکھ کر ان کے میکنزم کو نمبروں کے امتزاج سے کھلنے والے قفلوں سے منسلک کر دیتا تھا....! تجوریاں تو سیٹھ ہاشم بھائی قاسم بھائی کی ہوتی تھیں....! وہ بھی گرفتار کر لیا گیا ہے....! ڈاکٹر اس گندے بزنس میں سب سے بڑا حصے دار تھا....! نہ جانے کتنے آدمی اُس کے ہاتھوں سسک سسک کر مرے ہیں۔ اس کی کوٹھی کے نیچے ایک بہت بڑا کارخانہ ہے جس میں کئی مشینیں ہیں درجنوں آدمی وہاں کام کرتے تھے۔ اُن میں بہتیرے تو ایسے ہیں جنہوں نے دس سال سے سورج کی روشنی نہیں دیکھی....! انہیں دن رات

وہیں رہ کر نوٹ چھاپنے پڑتے تھے.....!ڈاکٹر اُن کام کرنے والوں سے پانچ سال کا معاہدہ کر اور انہیں تہہ خانے میں پہنچا دیتا تھا۔ پھر یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ انہیں کبھی آسمان دیکھنے دیتا... خانے کی بات تہہ خانے سے باہر کیسے جاسکتی ہے۔!وہ بیچارے خود ہی باہر جانے سے ڈرتے جانتے تھے کہ اگر انہوں نے پانچ سال بعد باہر نکلنے کی خواہش ظاہر کی تو انہیں موت کی گھاٹ دیا جائے گا۔ کام کی نوعیت تو انہیں اس وقت معلوم ہوتی تھی جب معاہدہ ہو جانے کے بعد زبردستی تہہ خانے میں دھکیل دیئے جاتے تھے.....!ورنہ پہلے تو ان سے یہ کہا جاتا تھا کہ وہ بہت بڑی تنخواہ پر بحرین بھیجے جائیں گے وہ لوگ اپنے گھر والوں سے پہلے تو خط و کتابت کر سکتے تھے.....!لیکن ان کے خطوط پہلے بحرین جاتے تھے اور پھر وہاں سے ڈاکٹر کا ایک آ انہیں ان کے گھروں کے پتہ پر پوسٹ کر دیتا تھا۔!شائد ڈاکٹر کے مر جانے کے بعد بھی پو اُن تہہ خانے کے قیدیوں کے متعلق کچھ نہ جان سکتی اگر اس کا ایک ملازم نیگرو جوزف اس میں رہنمائی نہ کرتا صرف اسے تہہ خانے والے بزنس کا علم تھا۔!"

یہاں عمران نے اُسے اُس مقتولہ لڑکی کی کہانی سنائی جو اُسے ایک ویرانے میں لے گئی اور اُسے وہاں ایک نیگرو سے نپٹنا پڑا تھا۔ جوزف کے بارے میں بتاتے ہوئے اس نے کہا!" ڈاکٹر کی کوٹھی کی تلاشی لی جا رہی تھی تو جوزف ایک کمرے میں مل گیا.....!اس کی کلائی پلاسٹر چڑھا ہوا تھا.....!وہ آسانی سے کچھ نہ اگلتا مگر میری شکل دیکھتے ہی اُسے احساس ہو گیا کہ اب زبان بند رکھنا نا ممکن ہو گا.....!وہ سلطانی گواہ بن گیا ہے.....اس کیس کے اختتام پر میں ا پالوں گا.....!"

"فہمی.....!" فیاض اُسے گھورتا ہوا بولا۔

"آہا..... فہمی کی کہانی یوں ہے، اے درویش پنجم کہ یاور کو اس بزنس کا علم نہیں تھا۔ تین چار ماہ پہلے اُسے شبہ ہوا اور وہ فہمی کی ٹوہ میں لگ گیا.....!اور ایک رات اُسے تجوری نوٹ رکھتے بھی دیکھ لیا لیکن اسے یہ نہیں معلوم ہو سکا تھا کہ وہ تجوری کھلے گی کس طرح۔ اُس نے فہمی کو دھمکایا کہ وہ پولیس کو اس کی اطلاع دے دے گا ورنہ وہ سارے نوٹ اس حوالے کر دے.....!فہمی کے لئے ایک پریشان کن مرحلہ تھا.....!کیونکہ وہ ڈاکٹر سے بے حد تھا ادھر اسے اس کا بھی خوف تھا کہ اگر پولیس کو علم ہو گیا تو اُسے ایک لمبی سزا کاٹنی پڑے گی۔

نے تجوری پر قبضہ کر لیا تھا اور برابر دباؤ ڈالے جا رہا تھا کہ فہمی اُسے ان نمبروں کی ترتیب بتا دے جن سے تجوری کی پچھلی دیوار الگ ہو جاتی تھی۔! فہمی نے اس سے کہا کہ اگر اس نے تجوری پر قبضہ کر لیا تو خود فہمی کی زندگی خطرے میں پڑ جائے گی۔ ڈاکٹر اسے زندہ نہیں چھوڑے گا لہٰذا وہ یوں نہ ڈاکٹر کو اس پر آمادہ کر لے کہ یاور کو بھی اس بزنس میں شریک کر لیا جائے۔ فہمی نے اسے کچھ اس طرح ہینڈل کیا کہ وہ اس پر تیار ہو گیا۔! مگر یاور نے دوسرے ہی دن فہمی کے پاگل ہو جانے کی خبر سنی۔!اُسے یقین ہو گیا کہ اس پاگل پن میں ڈاکٹر ہی کا ہاتھ ہے۔!لیکن قصہ حقیقتاً یہ تھا کہ فہمی ڈاکٹر سے اس کا ذکر چھیڑنے کی ہمت ہی نہیں رکھتا تھا.....!وہ جانتا تھا کہ ڈاکٹر کبھی اس پر تیار نہ ہو گا کہ یاور کو بھی اس بزنس میں شریک کیا جائے..... فہمی تو اس مجبوری کی بناء پر شریک کیا گیا تھا کہ ڈاکٹر کے پاس کوئی ماہر مکینک نہیں تھا۔ فہمی سمجھتا تھا کہ اگر ڈاکٹر کے کان میں اس واقعے کی بھنک بھی پڑ گئی تو وہ ان دونوں میں سے ایک کو بھی زندہ نہیں چھوڑے گا۔!دوسری طرف تجوری تھی جس پر یاور نے قبضہ کر لیا تھا اور کوشش کر رہا تھا کہ فہمی وہ نمبر بتا دے جن سے قفل کھلتا تھا.....! فہمی نے ایسی صورت میں یہی مناسب سمجھا کہ کچھ دنوں کے لئے پاگل بن جائے۔ اسطرح وہ ڈاکٹر کی طرف سے تجوری کے مطالبے اور یاور کیطرف سے نمبروں کی فرمائش سے پیچھا چھڑا سکتا تھا۔ پہلی بار ڈاکٹر نے اسے پکڑوا کر مرمت کرائی تھی..... اور دوسری بار یاور لے گیا تھا۔ لیکن کامیابی کسی کو بھی نہیں ہو سکی تھی نہ اُس نے ڈاکٹر کو یہ بتایا تھا کہ تجوری یاور کے قبضے میں ہے اور نہ یاور کو نمبروں کی ہوا لگنے دی تھی.....!اُسی دوران میں یاور نے بھی ایک گروہ بنا کر ڈاکٹر کو بلیک میل کرنے کی ٹھان لی اُس دن ہماری موجودگی میں کسی تجوری کا تذکرہ چھیڑنے کا مقصد ہی یہی تھا کہ پولیس ڈاکٹر سے کسی تجوری کے متعلق پوچھ گچھ کرے اور ڈاکٹر خوف زدہ ہو کر اُس کے مطالبات مان لے.....!لیکن ڈاکٹر حقیقتاً فولادی اعصاب کا آدمی تھا.....!" عمران نے خاموش ہو کر چیونگم کا پیس منہ میں ڈالا اور اُسے آہستہ آہستہ کچلنے لگا۔!

"فہمی کی بیوی کہاں ہے.....!" فیاض نے پوچھا۔

"حوالات میں..... اُس نے اعتراف کر لیا ہے کہ اس کا تعلق ایران کے ایک اسمگلر سے تھا اور اسی کے کہنے پر اس نے فہمی سے ملنا جلنا شروع کیا تھا.....!"

"کچھ بھی ہو.....! فہمی کے خاندان پر تباہی آگئی.....! عدیل کی نیک نامی اس سے متاثر

ہوئے بغیر نہیں رہ سکی....!" فیاض بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"اگر تمہیں ایسے ہی دس پانچ خاندانوں کی چودھراہٹ سونپ دی جائے تو کیسی رہے گی
عمران نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"مت بور کرو یار.... مجھے بے حد افسوس ہے....! میں فہمی کو ایسا نہیں سمجھتا تھا....!"

"نہ جانے کتنے ایسے گزرے ہیں جنہیں تم ویسا ہی سمجھتے رہے تھے....! پیارے فیاض..
ایسے ویسے کے چکر میں نہ پڑا کرو.... اگر تمہارا باپ بھی کوئی جرم کرے تو یہ قطعی بھول جاؤ کہ تم اس
نطفے سے ہو.... تم قانون کے محافظ ہو پیارے....!"

"بکواس مت کرو...!" فیاض اٹھ گیا! تھوڑی دیر تک کھڑا عمران کو گھورتا رہا اور پھر بیٹھ گ

عمران بے تعلقانہ انداز میں چیونگم کچلتا رہا....! دفعتاً فیاض نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا!'
یہ آدمی یاور نوٹوں کے لئے سرمار رہا تھا.... ظاہر ہے کہ جعلی نوٹ اُس کے لئے خطرناک
ہوتے.... میرا خیال ہے کہ لٹیرے بھی جعلی نوٹوں کے لئے اتنی جدوجہد نہ کر سکیں گے....

"یار فیاض تم روز بروز گھاگس ہوتے جا رہے ہو....ارے وہ انہیں جعلی نوٹ کب سمجھ
.... کپتان صاحب اس کا علم تو فہمی کو بھی نہیں تھا کہ نوٹ جعلی ہوتے ہیں۔! تجوری والا
بھی یہی سمجھتا تھا کہ ڈاکٹر مقامی کرنسی کے عوض کہیں سے انگریزی پونڈ حاصل کرتا ہے اور د
فیصدی اصلی ہوتے ہیں۔"

"ڈاکٹر کے اس پوشیدہ کارخانے کا علم جوزف کے علاوہ اور کسی کو نہیں تھا۔! اور جوزف ا
ایک وفادار غلام تھا۔ جب تک کہ اس نے ڈاکٹر کی لاش اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ لی
کارخانے کے متعلق ایک لفظ بھی نہیں بتایا تھا....!"

"اچھا....!" فیاض پھر اٹھ گیا۔ "اب میں چلوں گا....!"

وہ دروازے کے قریب ہی پہنچا تھا کہ عمران ہاتھ اٹھا کر بولا! "ٹھہرو....!" فیاض رک کر
مڑا اور عمران اپنی بائیں آنکھ دبا کر بولا۔ "اب کی اپنی بیگم صاحبہ کو ہنٹر والی بنا کر لانا.... اچھا..
آج کل مجھے فرصت ہی فرصت ہے....!"

فیاض نے انگریزی میں اسے ایک گندی سی گالی دی اور باہر نکل گیا۔!

﴿ختم شد﴾

عمران سیریز نمبر 32

آتشدان کا بت

(پہلا حصہ)

پیشرس

عمران سیریز کا ناول "آتشدان کا بت" ملاحظہ فرمائیے۔ اس کی کہانی آپ کو شروع ہی سے عجیب لگے گی! عمران اور صفدر کا بہروپ۔ ایک ایسے مکان میں ان کا داخلہ جس کا ایک کمرہ انہیں پہلی نظر میں کوئی بہت بڑا ریفریجریٹر معلوم ہوا تھا۔ پھر عمران سے ایسی حرکتیں سرزد ہوئیں کہ صفدر اس کی ذہنی حالت پر شک کرنے لگا۔ کیا یہ انوکھی بات نہیں تھی کہ اس نے ایک لڑکی کو مینڈک تحفۃً پیش کیا تھا۔

صفدر کو عمران کے متعلق ایسی باتیں معلوم ہوتی ہیں کہ حیرت کی زیادتی کی وجہ سے اس کی سانسیں سینے میں رکنے لگتی ہیں۔

بہتیرے پڑھنے والوں کی خواہش تھی کہ چالیس ایک باون کے نیگرو جوزف کو آئندہ کہانیوں میں بھی لایا جائے۔ ان کی یہ خواہش بھی پوری کی جارہی ہے۔ دیکھئے کہ یہ جوزف کتنا عجیب و غریب آدمی تھا! زندگی اور موت اس کے لئے کھیل تھیں۔ لیکن وہ بددعاؤں سے کتنا ڈرتا تھا آپ اس کی اس حرکت پر مسکرائے بغیر نہیں رہ سکیں گے۔ اس وقت بھی اسے دیکھئے گا جب ایک حسین رقاصہ اُسے چھیڑ رہی تھی اور وہ کسی بے بس بچے کی طرح کبھی عمران کی طرف دیکھنے لگتا اور کبھی رقاصہ کی طرف۔ وہ اُسے پلانا چاہتی تھی لیکن جوزف کو آج تک کسی نے نشے میں نہیں دیکھا تھا۔ ویسے تو وہ سدا کا بلانوش تھا! لیکن نشے کی حالت میں کسی کے سامنے آنا یا روبرو بات کرنا اس کے بس کی بات نہیں تھی۔

یاد رکھئے کہ یہ ایک مکمل اور نامکمل کہانی ہے! مکمل اس لئے ہے کہ عمران کو جس مجرم کی تلاش تھی وہ اس کے ہاتھ آگیا ہے۔

اور نامکمل اس لئے کہی جاسکتی ہے کہ ابھی میرا جی اس سے نہیں بھرا...... اس لئے عمران سیریز کا آئندہ ناول جڑوں کی تلاش ضرور ملاحظہ فرمائیے گا۔

میں نے اب تہیہ کرلیا ہے کہ صفحات کی کمی کے باعث کسی بھی کہانی کو محدود کرنے کی کوشش نہیں کروں گا! کیونکہ یہی چیز اکثر آپ کی شکایت کا موجب بن جاتی ہے۔

ہاں تو عرض یہ کررہا تھا "آتشدان کا بت" کے بعد "جڑوں کی تلاش" ضرور پڑھئے۔

ابن صفی

"یار عمران صاحب....! یہ کیا مصیبت ہے۔!" صفدر بُرا سا منہ بنا کر بڑبڑایا۔

"مصیبت نہیں ٹریننگ....! میں تمہیں بتاؤں گا کہ اونچی سے اونچی دیوار پر کیسے چڑ ہیں۔!" عمران نے لاپروائی سے جواب دیا۔

"تو یہی عمارت کیوں....؟"

"فی الحال اسی سے کام چلاؤ....!" عمران نے مربیانہ انداز میں کہا۔ "اگلے سال اسی قسم ٹریننگ کے لئے اپنی ذاتی عمارت بنوالوں گا۔!"

"میں کہتا ہوں.... اگر پکڑے گئے تو....!"

"مار پڑے گی.... قدرتی بات ہے....!" عمران کا جواب تھا۔

"مانا کہ ہم میک اپ میں ہیں۔ مگر پکڑے جانے کی صورت میں میک اپ شاید ہی برقرا سکے گا۔!"

"آہا.... کیا بات ہوگی.... کیسا مزہ آئے گا۔!" عمران خوش ہو کر بولا۔ "اخبارات میں ہمار تصویریں شائع ہوں گی اور ان کے نیچے لکھا ہوگا.... مار کھانے سے پہلے اور مار کھانے کے بعد۔"

"خدا سمجھے....!" صفدر دانت پیس کر رہ گیا۔

یہ گفتگو دلکشا لاج کے عقبی پارک کی گنجان جھاڑیوں میں ہو رہی تھی۔ عمران اور صفدر میک اپ میں تھے۔ صفدر کے چہرے پر گھنی سیاہ اور ڈھلکی ہوئی مونچھیں تھیں جن کے بال خم کھا کر نچلے ہونٹ تک چلے آئے تھے۔ عمران کا اپنا میک اپ البتہ بڑا واہیات تھا۔ کپڑے چیتھڑوں کی شکل میں جھول رہے تھے اور صورت سالخوردہ لوہاروں کی سی تھی۔ سفید ڈاڑھی اور مونچھیں۔

ترتیب اور مرمت کو ترسی ہوئی معلوم ہوتی تھیں۔

اندھیرا پھیلتے ہی وہ یہاں آچھپے تھے اور اب تو اس وقت گیارہ بجنے والے تھے۔ صفدر سے اس نے صرف اتنا ہی بتایا تھا کہ اُسے پائپ کے سہارے دیواروں پر چڑھنے کی ٹریننگ دینا چاہتا ہے۔

صفدر جانتا تھا کہ دلکشا لاج میں ایک معزز گھرانہ آباد ہے اور یہاں کی خوبصورت لڑکیاں تو شہر میں مشہور تھیں۔ اونچی سوسائٹیز میں "دلکشا والیاں" کہلاتی تھیں۔ صرف انہی تینوں پر بس نہیں تھی۔ پورا خاندان ہی اپنے حسن کے لئے مشہور تھا۔ عورت مرد سبھی حسین تھے۔ صفدر سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اس ایڈونچر کا تعلق کسی محکمہ جاتی کام سے ہوگا۔ بھلا اس عمارت میں کسی محکمہ جاتی کام کی گنجائش کہاں۔

"یہاں کتے تو نہیں ہیں....!" صفدر نے کچھ دیر بعد مردہ سی آواز میں پوچھا۔

"کتے کہاں نہیں ہوتے۔ بس انہیں پہچاننا سیکھو....!"

"ارے میں بھونکنے والے کتوں کی بات کر رہا تھا۔!"

"میں کاٹنے والے اور بھنبھوڑنے والے کتوں کی بھی بات کر رہا تھا۔!" عمران نے جواب دیا۔

"میں جا رہا ہوں۔!"

"نتیجے کے تم خود ذمہ دار ہوگے۔ یہ ایکس ٹو کی غلطی ہو سکتی ہے کہ اس نے تمہیں براہِ راست نہیں بتایا۔!"

"کیا کہا تھا....؟"

"یہی کہ صفدر کو ساتھ لے جاؤ اور اسے بتاؤ کہ عمارتوں کے پائپوں کے سہارے اوپر کیسے چڑھتے ہیں۔!"

"تو یہی عمارت کیوں....؟"

"مجھے یہی پسند ہے۔!"

"یہاں میرے کچھ شناسا بھی ہیں۔!"

"اسی لئے ہم میک اپ میں آئے ہیں۔!"

"گویا آپ کو یہ بھی معلوم تھا کہ اس عمارت میں میرے جان پہچان والے بھی ہیں۔!"

"بھئی ایکس ٹو سب کچھ جانتا ہے۔!"

”تب پھر یہ کوئی سرکاری ہی کام ہوگا۔ مگر اس عمارت کا سرکاری کام سے کیا تعلق....!“

”ابھی کچھ دیر بعد معلوم ہو جائے گا۔ ٹھہرو.... اوہ کونے والی نچلی کھڑکی میں سبز روشنی نظ آرہی ہے۔ آؤ چلیں۔!“

عمران جھاڑیوں سے نکل آیا.... صفدر سوچ رہا تھا کہ اگر یہ کام سرکاری ہی نوعیت کا ہے یقیناً ایکس ٹو سے غلطی ہوئی ہوگی۔ اُس عمارت میں رہنے والے تو بے حد شریف تھے۔ لیکن صفد نے یہ بات غلط کہی تھی کہ ان میں سے کوئی اس کی جان پہچان والا بھی تھا۔

وہ دونوں دیوار کے قریب آئے۔ صفدر نے محسوس کیا کہ عمران بہت زیادہ محتاط نہیں ہے۔ اُسے ایک نچلی کھڑکی میں سبز روشنی نظر آرہی تھی اور یہ بھی کھلی ہوئی حقیقت تھی کہ عمران اُ روشنی کا حوالہ دے کر جھاڑیوں سے نکلا تھا۔ عمران اپنے جوتے اتار رہا تھا۔ صفدر نے بھی کینوا کے ربڑ سولڈ جوتے اتار کر جیبوں میں ٹھونسے۔ پھر اس نے عمران کو دیوار پر چڑھتے دیکھا۔

عمران کسی ہلکے پھلکے بندر کی طرح تیزی سے اوپر چڑھتا چلا جارہا تھا۔ صفدر بھی یہ کام انجا دے سکتا تھا۔ مگر اتنی پھرتی سے نہیں۔ اس نے ابھی چوتھائی دیوار بھی نہیں طے کی تھی کہ عمرا کو اوپر پہنچ کر کارنس پر کھڑے ہوتے دیکھا۔ کارنس سے پانچ یا چھ فٹ کی بلندی پر کھڑکیاں تھیں۔ لیکن سب ہی بند نظر آرہی تھیں۔ عمران نے دونوں ہاتھ اٹھا کر ایک کھڑکی کی چوکھٹ پکڑ لی تھ صفدر بھی کارنس پر پہنچ گیا یہ کارنس تقریباً ایک فٹ چوڑی تھی۔ صفدر سوچنے لگا کہ یہ کھڑکیا اس کارنس کی وجہ سے کتنی مخدوش ہوگئی ہیں جب کہ ان میں سلاخیں بھی نہیں لگائی گئیں۔

وہ بھی عمران کے قریب ہی کھسک گیا اور اُسے کھڑکی کھلی ہوئی نظر آئی لیکن اندر اندھیرا تھا۔ عمران دونوں ہاتھوں پر زور دے کر اوپر اٹھا اور اس کے پیر چوکھٹ پر پہنچ گئے۔ اب وہ کھڑکی کی دوسری جانب تھا۔ اس نے باہر سر نکال کر آہستہ سے کہا۔ ”آجاؤ۔!“

پھر صفدر بھی اندر پہنچ گیا۔ عمران نے کھڑکی بند کر دی اور صفدر اندھیرے میں آنکھیں پھاڑنے لگا۔ اسے بڑی گھٹن محسوس ہو رہی تھی۔

عمران نے جیب سے ٹارچ نکال کر روشن کی اور صفدر کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ اُس نے خود کو ایک بہت بڑے ریفریجریٹر میں پایا جس میں ایک صوفہ سیٹ بھی پڑا ہوا تھا۔ فرش پ قالین بھی تھا ایک جانب آتشدان بھی تھا اور مینٹل پیس پر سیاہ رنگ کا ایک بت بھی رکھا ہوا تھا۔

عمران سوئچ بورڈ کی طرف بڑھا اور دوسرے ہی لمحے میں نہ صرف کمرہ روشن ہو گیا بلکہ جس کھڑکی سے وہ اندر داخل ہوئے تھے اس پر سفید رنگ کی چادر سی مسلط ہو گئی اور کمرہ بالکل ہی ریفریجریٹر بن کر رہ گیا۔ البتہ روشنی ہوتے ہی گھٹن دور ہو گئی تھی اور ایسا ہی معلوم ہونے لگا تھا جیسے وہ کوئی ایئر کنڈیشنڈ کمرہ ہو۔

عمران نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اُسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ صفدر بیٹھ گیا۔ لیکن وہ بہت مضطرب تھا۔ اُس کے فرشتے بھی نہیں سوچ سکتے تھے کہ اس عمارت میں کوئی اس قسم کا کمرہ بھی ہوگا۔ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ اس کمرے کو ساؤنڈ پروف اور ایئر کنڈیشنڈ بنایا گیا ہے۔ کیونکہ ایسا ہی ایک کمرہ خود اُس کے ہیڈ کوارٹر دانش منزل میں موجود تھا۔

اُسے عمران کے ہونٹوں پر مسکراہٹ نظر آئی۔ وہ بڑے اطمینان سے بیٹھا ٹانگیں ہلا رہا تھا۔ دس منٹ گذر گئے۔ وہ اسی طرح خاموش بیٹھے رہے۔ صفدر بار بار عمران کی طرف دیکھنے لگتا تھا اور عمران کا یہ عالم تھا جیسے اپنے گھر بیٹھا تھکن دور کر رہا ہو۔

دفعتاً کھڑکی کی مخالف سمت والا دروازہ کھلا اور صفدر کی آنکھوں میں بجلی سی کوند گئی۔ عمران کے ساتھ ہی وہ بھی اٹھ گیا تھا۔ بالکل مشینی طور پر.... ورنہ اس میں اس کے ارادے کو دخل نہیں تھا۔ اب وہ پلکیں جھپکائے بغیر اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا جو دروازے سے اندر داخل ہوئی تھی۔

اُس کے جسم پر سرخ رنگ کا شب خوابی کا لبادہ تھا۔ پتہ نہیں اُس کے رخسار سچ مچ انگارے تھے یا ان پر لبادے کا شوخ رنگ جھلکیاں مار رہا تھا۔ آنکھیں نیم غنودہ سی تھیں اور سیاہ بال بے ترتیبی سے شانوں پر پڑے ہوئے تھے۔ جسم اتنا متناسب تھا کہ اس پر کسی قدیم یونانی مجسمے کا دھوکا ہو سکتا تھا۔

دروازہ بند کر کے وہ آگے بڑھ آئی۔

مگر صفدر عمران کے رویئے پر متحیر رہ گیا اس نے اپنی جیب سے ایک پیکٹ نکالا تھا اور اُسے کھول کر فرش پر الٹ دیا تھا پھر لڑکی کی چیخ سے کمرہ گونج اٹھا تھا۔ کیونکہ اس پیکٹ سے پھولوں کے ہار نہیں ملے تھے بلکہ وہ بڑا سا مینڈک تھا جو پورے کمرے میں اچھلتا پھر رہا تھا اور لڑکی بدستور چیخے جارہی تھی۔

پھر یکایک عمران اس ناہنجار مینڈک کو پکڑنے کی کوشش کرنے لگا۔

لڑکی خاموش ہو گئی۔ صفدر سمجھا تھا کہ وہ اپنے دونوں سینڈل اتار کر عمران پر پل پڑے گی مگر ایسا نہیں ہوا۔ اس کے برخلاف وہ بے حد پرسکون نظر آ رہی تھی۔

عمران نے مینڈک کو پکڑ کر پھر پیکٹ میں بند کر لیا۔

"کیا خبر ہے....؟" لڑکی نے پوچھا۔

"لال ٹائی والا کل اڑے گا۔!" عمران نے پھنسی پھنسی سی آواز میں چیخنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا اور پھر بے تحاشہ کھانسنے لگا۔

"کیا....!"

لڑکی داہنے کان پر ہاتھ لگا کر اس طرح جھکی جیسے عمران کا ایک لفظ بھی اس نے نہ سنا ہو۔!

"بڑی مصیبت ہے....!"

عمران کھانستے کھانستے کراہ کر چیخا۔ "مجھے زکام ہو گیا ہے۔ گلا پڑ گیا ہے۔ میں چیخ نہیں سکتا۔!"

"اچھا.... چلو.... سن لیا۔ مگر پہلے تم نے شائد کچھ اور کہا تھا۔" لڑکی نے کہا اور ٹہلتی ہوئی آتش دان کے قریب چلی گئی۔

"لال.... ٹائی....!"

"نہیں سنائی دے رہا.... قریب آجاؤ....!" لڑکی نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ عمران اس کے قریب پہنچ گیا اور اس کے کان کے پاس منہ لے جا کر چیخا۔

"لال ٹائی والا کل اڑے گا۔!"

"ارے تو کان میں اتنے زور سے چیخنے کی کیا ضرورت ہے۔!" لڑکی جھلا کر بولی۔

"معافی چاہتا ہوں.... زکام دماغ خراب کر دیتا ہے۔!"

"کون دماغ خراب کر دیتا ہے....؟"

"زکام....!"

"کان نہ کھاؤ.... زکام زکام.... اور کیا کہنا ہے۔!"

"گیارہواں آدمی نہیں ملا....!"

عمران پھر اس کے کان میں چیخا.... اور یک بیک پیچھے ہٹ کر دوبارہ کھانسنے لگا۔ اس بار کھانسی کسی طرح رکنے کا نام ہی نہیں لیتی تھی۔

"اب کھانس چکو گے۔!" لڑکی نے غصیلے لہجے میں کہا۔ وہ صفدر کی طرف ایک بار بھی متوجہ نہیں ہوئی تھی۔

عمران نے صفدر کی طرف اشارہ کیا اور صفدر سے بولا۔ "بتاؤ کہ گیارہواں آدمی نہیں ملا۔!"

صفدر بھی چنگھاڑنا نہیں چاہتا تھا اس لئے وہ لڑکی کے قریب پہنچ گیا۔

"گیارہواں آدمی نہیں ملا....!" اس نے جھک کر اس کے کان میں کہا۔

"کیا پھس پھس کر رہے ہو زور سے بولو۔!" لڑکی غصیلے لہجے میں بولی۔ صفدر نے بلند آواز میں یہی جملہ دہرایا۔ لڑکی تھوڑی دیر تک خاموش کھڑی رہی پھر عمران کی طرف بڑھی جو اب صرف ہانپ رہا تھا۔

"چوہا....!" وہ انگلی اٹھا کر بولی اور دروازے کی طرف مڑ گئی۔ دروازہ کھلا اور پھر بند ہو گیا۔

اب وہ دونوں کمرے میں تنہا رہ گئے تھے۔

عمران نے صفدر کو واپس چلنے کا اشارہ کیا اور سوئچ بورڈ کے قریب چلا گیا۔ شائد اس نے کوئی سوئچ آن کیا تھا کیونکہ دوسرے ہی لمحے میں وہ کھڑکی پھر ظاہر ہو گئی تھی جس سے گذر کر وہ اس کمرے میں آئے تھے۔

دوسرے دن صفدر آفس میں بیٹھا بور ہو رہا تھا۔ یہ آفس بھی عجیب تھا۔ ابھی حال ہی میں ایکس ٹو نے ایک آفس قائم کرنے کی اسکیم بنائی تھی اور اُسے عملی جامہ بھی پہنا دیا تھا۔ اس آفس کا منیجر خاور تھا۔ جولیانا فنٹز واٹر اسٹینو ٹائپسٹ تھی۔ صفدر، چوہان، تنویر، نعمانی اور صدیقی کلیریکل اسٹاف میں تھے۔ چپراسی اور دوسرے ادنےٰ کام کرنے والے ادھر اُدھر سے رکھے گئے تھے۔ فرم کا نام تھا۔ "ڈھمپ اینڈ کو" اور بزنس تھا "فارورڈنگ اینڈ کلیرنگ" یعنی یہ فرم غیر ممالک کو برآمد کیا جانے والا مال بک کرتی تھی اور باہر سے درآمد کیا ہوا مال کسٹم سے چھڑاتی تھی۔ چونکہ اس فرم کا تعلق ایکس ٹو سے تھا اس لئے یہ ظاہری کاروبار بھی دھڑلے سے چلنے لگا۔ بڑے درآمد و برآمد کنندگان زیادہ تر اسی فرم سے رجوع کرنے لگے تھے۔ یہ فرم اس لئے عالم وجود میں آئی تھی کہ سیکرٹ سروس والوں کی یہ ٹیم بھی عام آدمیوں میں ضم ہو جائے جو اس شہر میں کام کر رہی تھی اور پھر ٹیم کو ایک ہی جگہ رکھنا بھی مقصود تھا۔ اس کی یہی صورت ہو سکتی تھی کہ ایک کاروباری

آفس قائم کر دیا جاتا۔ اس کاروبار کا مالک عمران تھا۔ اسی لئے فرم کا نام "ڈھمپ اینڈ کو" رکھ تھا۔ مگر عمران یہاں شاذ و نادر ہی نظر آتا۔ اور یہ چیز اس وقت صفدر کو کھل رہی تھی۔ پچھلی ر وہ دلکشا لاج سے چلے آئے تھے۔ لیکن عمران نے اُسے وہاں پیش آنے والے واقعات کے م کچھ بھی نہیں بتایا تھا اور وہ بہری لڑکی تو بُری طرح صفدر کے ذہن پر چھا گئی تھی۔ دوسری طر اسے دلکشا میں ایسی لڑکی کے وجود پر حیرت بھی تھی جو اس سے پہلے کبھی اس کی نظروں سے گذری ہو۔ وہ ان تین "دلکش بیوٹیز" میں سے ہرگز نہیں تھی جنہیں وہ بارہا مختلف تفریح گاہ میں دیکھ چکا تھا۔ یہ بہری لڑکی تو ان سے بھی زیادہ حسین تھی۔ مگر عمران کا مینڈک لڑکی کی ج اور پھر اس طرح خاموش ہو جانا جیسے کوئی بات ہی نہ رہی ہو اور چلتے چلتے "چوہا" کہہ جانا۔ باتیں تھیں جن پر وہ رات ہی سے مغز مار رہا تھا۔ لیکن ابھی تک کوئی مناسب جواب سمجھ میں آیا تھا۔ پھر وہ گفتگو جو اُن دونوں کے درمیان ہوئی تھی۔

"کیا سوچ رہے ہو.....!" اس نے جولیانا کی آواز سنی اور بے اختیار چونک پڑا۔

"کچھ بھی نہیں.....!"

وہ زبردستی مسکرایا۔

"کوئی کام نہیں ہے..... کیا.....؟"

"نہیں..... کام تو بہت ہے مگر.....!"

"خدا غارت کرے اس عمران کو.....!" جولیا نے دردناک لہجے میں کہا۔

"میری تو انگلیاں ٹوٹی جا رہی ہیں ٹائپ کرتے کرتے۔!"

"تو عمران کو کیوں کوس رہی ہو.....!"

"یہ اُسی کی جدت ہے۔ جب سے ایکس ٹو نے اُسے الجھایا ہے۔ آئے دن طرح طرح کی حرکتیں ہوتی رہتی ہیں۔!"

"میرا خیال ہے کہ ایکس ٹو اس حد تک عمران کو اپنے معاملات میں دخیل نہیں ہونے دے گا۔!" صفدر نے کہا۔

"لیکن میرا دعویٰ ہے کہ عمران اس کے اعصاب پر بھی سوار ہو چکا ہے۔!"

"ناممکن..... عمران جیسے طفل مکتب ایکس ٹو کے تلوے چاٹتے ہیں۔!"

"تم عمران کو کیا سمجھتے ہو.....!" جولیا جھلا گئی۔

"ڈفر.....!"

"اسی لئے تم سب اس کی انگلیوں پر ناچتے رہتے ہو۔!"

صفدر جواب میں کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ جولیا اپنی میز کی طرف مڑ گئی۔ کیونکہ اُس کے مخصوص فون کی گھنٹی بجی تھی۔ جس پر عموماً ایکس ٹو ہی کے پیغامات آیا کرتے تھے۔

صفدر ایک رجسٹر کھول کر اس کی ورق گردانی کرنے لگا۔

تھوڑی دیر بعد جولیا پھر اس کی طرف پلٹ آئی۔

"تمہارے لئے ایکس ٹو کا پیغام آیا ہے۔!" وہ دیوار سے لگے ہوئے کلاک کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔ "تین بج رہے ہیں۔ تمہیں ٹھیک ساڑھے تین بجے ایئر پورٹ پہنچنا ہے۔ وہاں سے ایک آدمی جو سفید شارک اسکن کے سوٹ اور سرخ ٹائی میں ہو گا چار بجے والے جہاز سے سوئٹزر لینڈ کے لئے روانہ ہو گا۔ تمہیں اسے الوداع کہنے والوں پر نظر رکھنی ہے۔ اُن کا تعاقب کرنا ہے اور یہ معلوم کرنا ہے کہ وہ کہاں رہتے ہیں.....؟"

"اگر وہ کئی ہوئے اور ان کی راہیں مختلف ہوئیں تو۔!"

"ان میں سے کسی ایک کا تعاقب کرنا ہو گا۔!"

"ابھی تو کافی دیر ہے میں دس منٹ میں ایئر پورٹ پہنچ جاؤں گا۔!" صفدر نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔ "ہاں تم نے اس کی پہچان کیا بتائی تھی۔!"

"سفید شارک اسکن کا سوٹ اور سرخ ٹائی۔!"

صفدر کو یاد آیا۔ عمران نے پچھلی رات اس بہری لڑکی سے کسی ایسے لال ٹائی والے کا تذکرہ کیا تھا جو آج اڑنے والا تھا۔ یہ کیا چکر تھا آخر.....؟ اور پھر کسی گیارہویں آدمی کے متعلق کہا تھا کہ وہ نہیں مل سکا۔

صفدر تھوڑی دیر سوچتا رہا پھر اکتا کر اٹھ گیا۔

سیاہ فام اور دیو پیکر نیگرو..... جوزف..... عمران کے قریب کھڑا انگریزی میں کہہ رہا تھا۔ "یہ

کام میرے بس سے باہر ہے۔ باس میں کسی تھکے ہوئے گدھے کی طرح ہانپنے لگتا ہوں۔۔!"

یہ وہی جانور تھا جسے پالنے کے لئے عمران نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا تھا۔ ڈاکٹر طارق والا مقد
ابھی تک چل رہا تھا۔ جب بھی مقدمے کی تاریخ ہوتی عمران خود ہی اُسے ساتھ لے جاتا اور
جوزف بھی عمران ہی کے ساتھ رہنا چاہتا تھا۔

اُسے سنبھالنا بھی ہر ایک کے بس کی بات نہیں تھی۔ وہ کسی روایتی مسخر کردہ جن کی طرح
وقت احکامات طلب کرتا رہتا تھا۔ "کام بتاؤ باس۔ کام بتاؤ باس۔ میں ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر نہیں
سکتا۔" آخر اُسے ایک تدبیر سوجھ ہی گئی اور اس نے اُسے ڈنڈ پیلنا اور بیٹھکیں لگانا سکھا دیا۔

اس کے بعد جب بھی وہ اس سے کام "طلب" کرتا تو عمران کہتا۔

"ڈھائی سو ڈنڈ اور پانچ سو بیٹھکیں۔!"

اس وقت جوزف اسی کام کے متعلق اُسے بتا رہا تھا کہ وہ اس کے بس سے باہر ہے اور وہ ک
تھکے ہوئے گدھے کی طرح ہانپنے لگتا ہے۔

"اس کے علاوہ میرے پاس اور کوئی کام نہیں ہے۔!" عمران نے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

"بہت کام ہے۔!" جوزف نے کہا۔ "یہ باورچی سلیمان۔۔۔۔!"

"ہاں۔۔۔۔ سلیمان کیا۔۔۔۔؟" عمران آنکھیں پھاڑ کر بولا۔

"اُس کا چہرہ مرمت طلب ہے۔ اس کے ہونٹ اور موٹے ہونے چاہئیں۔!"

"اگر وہ ذرہ برابر بھی موٹے ہوتے تو تمہاری کھوپڑی ڈیڑھ ہزار ٹکڑوں میں تقسیم ہو جاتی۔!"

"وہ مجھے پیٹ بھر کر کھانے کو نہیں دیتا۔!" جوزف نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔

"جب تک تم میرے لئے کام کرتے رہو گے تمہارا پیٹ کبھی نہیں بھرے گا۔!"

"ہاں۔۔۔۔ باس بہت زور سے بھوک لگتی ہے۔ اس کام کے بعد مگر تمہیں اس کام سے ک
فائدہ ہوتا ہے۔!"

"بہت فائدہ ہوتا ہے۔۔۔۔ تم نہیں سمجھ سکتے۔ جاؤ پھر تین سو ڈنڈ چھ سو بیٹھکیں لگاؤ۔!"

جوزف کچھ کہنے ہی والا تھا کہ سلیمان نے پرائیویٹ فون پر کال کی اطلاع دی۔ عمران اٹھ ک
دوسرے کمرے میں آیا۔ گھنٹی اب بھی بج رہی تھی۔ اُس نے ریسیور اٹھایا۔

"ہیلو۔۔۔۔!"

"اٹ از جولیا سر۔۔۔۔!"

"یس۔۔۔۔!" عمران ایکس ٹو کی مخصوص آواز میں بولا۔

"سرخ ٹائی والا ختم ہو گیا جناب۔۔۔۔!"

"کیا مطلب۔۔۔۔!"

"وہ جہاز کی سیڑھیوں پر چڑھتے وقت گرا اور مر گیا۔!"

"کتنی بلندی سے۔۔۔۔!"

"تیسری سیڑھی تھی۔ میرا خیال ہے کہ زمین سے زیادہ سے زیادہ ڈھائی فٹ اونچی رہی ہو گی۔!"

"پھر کیا ہوا۔۔۔!"

"جہاز کی پرواز ملتوی ہو گئی ہے۔!"

"کیا وہ ایسا ہی آدمی تھا۔۔۔!"

"اس کے متعلق صفدر نے کچھ نہیں معلوم کیا۔!"

"کوئی اسے الوداع کہنے بھی آیا تھا۔۔۔۔!" عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔۔۔۔ وہ بھی سرخ ٹائی میں تھا۔!"

"پھر پہلے کی موت کا دوسرے پر کیا ردعمل ہوا تھا۔!"

"سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ اُس نے پہلے کے سامان پر قبضہ کر لیا تھا۔ پولیس کو اس کے
تعلق کوئی بیان دیا ہو گا۔ کیونکہ اُسے پولیس اسٹیشن لے جایا گیا تھا اور سامان اس نے تیسرے
دمی کے سپرد کر دیا تھا جو ایئرپورٹ کے باہر موجود تھا۔ صفدر نے بتایا ہے کہ اُس تیسرے آدمی
ٹائی بھی سرخ ہی تھی۔!"

"اُس نے تعاقب کس کا کیا تھا۔۔۔۔؟"

"تیسرے آدمی کا جو مرنے والے کا سوٹ کیس لے گیا تھا۔!"

"ٹھیک ہے۔۔۔۔ پتہ۔۔۔۔!"

"گیارہویں سڑک تیسری عمارت۔۔۔۔!"

"صفدر سے کہو کہ وہ۔۔۔۔ آج بھی عمران کا وہیں انتظار کرے جہاں وہ دونوں کل ملے تھے۔!"

"بہت بہتر جناب۔۔۔۔!" دوسری طرف سے آواز آئی اور عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

وہ پھر نشست کے کمرے میں آیا۔ یہاں جوزف سلیمان کا راستہ روکے کھڑا تھا اور سلیمان ہو رہا تھا۔ کیونکہ جوزف کی زبان اس کی سمجھ میں نہیں آتی تھی۔!

"میں اسے ابال کر کھا جاؤں گا۔!" جوزف آنکھیں نکال کر بولا۔

"بڑی مشکل سے گلے گا۔!" عمران نے مایوسانہ لہجے میں کہا اور سلیمان کو اندر جانے کا اشارہ

"یہ سالا.... کالا مجھے پاگل کر دے گا۔!" سلیمان جھلا کر بولا۔ "یا اسے رکھئے یا مجھے.... اسے منع کر دیجئے کہ مخاطب نہ کیا کرے۔!"

"نہیں تم دونوں ہی رہو گے۔!" عمران نے سلیمان سے کہا پھر جوزف سے بولا۔ "تم نے کام نہیں شروع کیا۔!"

"کک.... کام....!" نیگرو ہکلا کر رہ گیا۔

"شروع ہو جاؤ....!"

"اچھا!" جوزف نے مردہ سی آواز میں کہا اور ہلکی سی کراہ کے ساتھ ڈنڈ پیلنے کے پوز میں آ

صفدر کیفے گرین میں داخل ہوا۔ اُسے یہیں عمران کا انتظار کرنا تھا۔ پچھلی شام بھی وہ ملے تھے اور اس کے بعد عمران اسے دلکشا لاج میں لے گیا تھا۔

صفدر ایک خالی میز پر بیٹھ گیا۔ اُسے یقین تھا کہ آج بھی اُسے دلکشا ہی جانا ہوگا۔ پچھلی والی لڑکی بُری طرح اُس کے ذہن پر چھا گئی تھی اور آج وہ سارا دن اسی کے متعلق سوچتا رہا تھا۔

وہ کتنی دلکش تھی.... اس کی آنکھیں کیسی حسین تھیں.... اور آواز میں نہ جانے کیا تھی۔ اُس آواز کے تصور ہی سے دل میں گدگدیاں سی ہونے لگتی تھیں۔ وہ کون تھی؟ اور عم کی اس حرکت کا کیا مقصد تھا۔ عمران نے اُسے کیسی اطلاعات بہم پہنچائی تھیں۔ وہ سرخ ٹائی کون تھا جسے آج اس نے جہاز کی سیڑھیوں سے گر کر مرتے دیکھا تھا۔ پھر دوسرا آدمی وہ بھی ٹائی میں تھا۔ تیسرا آدمی بھی سرخ ٹائی میں۔

"گڈ....!" کسی نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا اور وہ بے ساختہ چونک پڑا۔ عمران کی پشت پر کھڑا احمقانہ انداز میں مسکرا رہا تھا۔

"بیٹھیے۔!" صفدر اٹھتا ہوا بولا۔

"بیٹھو.... بیٹھو.... آج فضا کچھ اداس اداس سی ہے۔!" عمران نے کہا اور بیٹھ گیا پھر کلائی کی گھڑی پر نظر ڈال کر بولا۔ "ہم یہاں صرف پندرہ منٹ بیٹھ سکتے ہیں۔ چائے پیئو گے یا کافی۔!"

"چائے....!" صفدر نے ایک طویل سانس لی اور عمران نے ویٹر کو اشارے سے بلا کر آرڈر پلیس کیا۔ چند لمحے خاموشی رہی پھر صفدر نے کہا۔ "آج شائد ہم گدھوں پر سوار ہو کر شہر کے چکر لگائیں گے۔!"

"یہ بھی ناممکن ہے.... کیونکہ آج کل گدھوں کے بھی نخرے ہو گئے ہیں۔ ہر گدھا اپنی جگہ پر یہ سمجھ بیٹھا ہے کہ اس کی بڑی اہمیت ہے۔ اگر وہ نہ ہو تو زمین اپنے محور سے ہٹ کر عمران کی ناک پر قائم ہو جائے گی۔!"

"کیوں.... کیا آپ مجھ پر کسی قسم کی چوٹ کر رہے ہیں۔!"

"نہیں.... میری ساری چوٹیں اپنی ہی ذات پر ہوتی ہیں۔ میں بعض غلط فہمیوں میں مبتلا ہو گیا ہوں۔!"

صفدر اُسے حیرت سے گھورتا رہا لیکن عمران نے اپنی اس انوکھی بکواس کی وضاحت نہیں کی۔

اتنے میں ویٹر چائے لایا.... صفدر نے پیالیاں سنبھالیں اور آہستہ سے بولا۔ "کیا آپ مجھے دلکشا کے بارے میں بھی کچھ نہیں بتائیں گے۔!"

"ارے یار میں کیا بتاؤں.... میں خود ہی چکر میں ہوں۔ ایکس ٹو مجھے کبھی کچھ نہیں بتاتا.... وہ تو بس کام لینا جانتا ہے۔!"

"کیا آپ نے کبھی دلکشا کی دلکش بیوٹیز کو بھی دیکھا۔!"

"آہا.... تم نے تو پورا پورا شعر عرض کر دیا۔ دلکشا کی دلکش بیوٹیز بہت خوب۔ مگر یہ کیا چیز ہوتی ہے۔!"

"دلکشا کی تین لڑکیاں۔! جو عرف عام میں دلکشا کی دلکش بیوٹیز کہلاتی ہیں۔!"

"تین کیا مجھے تو پونے تین لڑکیاں بھی کبھی نہیں بھائی دیتیں....!"

"مجھے حیرت ہے کہ وہ ان تینوں لڑکیوں میں سے نہیں تھی۔!" صفدر نے کہا۔

"چائے پیئو.... مائی ڈیئر مسٹر صفدر ورنہ ٹھنڈی ہو جائے گی۔ کیا تم ان تینوں کو اچھی طرح پہچانتے ہو....؟"

"یقیناً....!"

"تب وہ بھی تمہیں جانتی ہوں گی۔!"

"نہیں.... میں نے انہیں ہمیشہ ایک تماشائی کی طرح دور سے دیکھا ہے۔"

"بہت اچھا۔ کیا قریب سے دیکھنے پر یہ لڑکیاں عموماً گونگی بہری اور اندھی ثابت ہوتی ہیں"

"آپ پھر ہانکنے لگے.... کیا وہ لڑکی حقیقتاً بہری نہیں تھی۔!"

"میں کیا جانوں.... تم ہی بیوٹیز!دلکشیز کی باتیں کر رہے تھے۔!"

"دلکشا بیوٹیز....!" صفدر نے تصحیح کی اور پھر بولا۔ "اُف فوہ وہ لڑکی بہت بُری طرح میرے ذہن پر چھاگئی ہے۔!"

"ہائیں....!" عمران اس طرح بوکھلا کر اس کی کھوپڑی کا جائزہ لینے لگا جیسے اس پر مکڑی جالا تن دیا ہو۔

"میں اُسے ذہن سے جھٹک دینا چاہتا ہوں۔ لیکن کامیابی نہیں ہوئی۔!"

"میاں اگر میرا معاملہ ہوتا تو اپنی گردن ہی جھٹک کر اس سے پیچھا چھڑا لیتا۔" صفدر تھوڑی دیر تک سر جھکائے کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔ "دیکھئے میں یہ بات جانتا ہوں کہ ایکس ٹو نے آپ کو بھی نہ بتایا ہوگا۔ لیکن کیا آپ اپنے طور پر اندازہ نہیں کر سکے۔!"

"نہیں....!" عمران کا مختصر سا جواب تھا۔ لیکن پھر اس نے بڑی تیزی سے موضوع بدل دیا۔

"ہاں.... بھئی اس وقت ایکس ٹو نے مجھے دوسرا کام سونپا ہے۔!"

"کیا مطلب.... کیا آج دلکشا نہیں چلئے گا....؟"

"نہیں دوست....!" عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔ "آج تم بہری بیوٹی کے درشن کر سکو گے۔!"

"لیکن اب کونسا کام سونپا گیا ہے....؟" صفدر جھنجھلا گیا۔

"گیارہویں سڑک کی تیسری عمارت....!" عمران آہستہ سے بولا۔

"وہاں ہم کیا کریں گے....؟"

"جب تک کچھ شروع نہ ہو جائے ہم صرف صبر کریں گے۔!"

"سرخ ٹائیوں والے کون ہیں....!" صفدر نے پوچھا۔

"اگر دم نہیں رکھتے تو آدمی ہی ہوں گے۔ یار تم مجھ سے ایسی باتیں کیوں پوچھتے ہو جن کا مجھے علم نہیں ہے۔!"

"گیارہویں سڑک کی تیسری عمارت ان کی قیام گاہ ہے۔!"

"یہ کس گدھے نے کہہ دیا تم سے....!"

"میں نے خود دیکھا ہے....!"

"کیا دیکھا ہے....؟"

صفدر نے اُسے ایئرپورٹ کے واقعات بتاتے ہوئے کہا۔ "وہ آدمی مرنے والے کا سوٹ کیس لئے ہوئے اسی عمارت میں داخل ہوا تھا۔!"

"تم اُس عمارت کو کیا سمجھتے ہو....؟" عمران نے پوچھا۔

"عمارت۔!" صفدر مسکرایا۔

عمران نے پھر کچھ نہیں پوچھا!

چائے ختم کر کے وہ اٹھ گئے۔ باہر عمران کی کار موجود تھی۔ صفدر تو ٹیکسی سے آیا تھا۔ صفدر نے گاڑی میں بیٹھتے ہوئے پوچھا۔ "کیا آج اس عمارت پر کمند پھینکی جائے گی۔"

"نہیں شریف آدمیوں کی طرح چلیں گے۔!"

"میک اپ کرنا پڑے گا۔!"

"میں نے شریف عورتوں کی طرح تو نہیں کہا۔!" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔ کار دوڑتی رہی۔ مگر وہ گیارہویں سڑک سے بھی گذر گئی۔

"پھر کہاں جارہے ہیں....!" صفدر نے مضطربانہ انداز میں پوچھا۔

"اوہ....!اب ہم تمہیں اپنے دولت کدہ پر لے چل رہے ہیں۔!" عمران نے بڑے پُر وقار لہجے میں کہا۔

"مگر یہ راستہ..... آخر اتنا چکر کرنے کی کیا ضرورت ہے۔"

"تم نہیں سمجھے.... ہم اس سڑے گلے فلیٹ کی بات نہیں کر رہے۔ آج ہم تمہیں اپنا دولت کدہ دکھائیں گے۔!" صفدر تھک ہار کر خاموش ہوگیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ اب سیدھی کھوپڑی سے

کوئی جواب نہیں نکلے گا۔ کار نیو کالونی میں داخل ہوئی۔ یہ شہر کی جدید ترین بستی تھی اور یہاں اونچے حلقے کے لوگ آباد تھے۔ عمران کی کار ایک بڑی عمارت کی کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی اور سیدھی پورچ کی طرف چلی گئی۔

کار کے رکتے ہی ایک باوردی ملازم آگے بڑھا اور کار کا دروازہ کھول کر ایک طرف مؤدبانہ کھڑا ہو گیا۔ عمران بڑے شاہانہ انداز میں کار سے اترا تھا۔

صفدر متحیرانہ انداز میں اس کے پیچھے چلتا رہا۔ وہ اسٹڈی میں داخل ہوئے۔ یہاں صفدر کو یحیم شحیم نیگرو نظر آیا جسے صفدر اُس سے پہلے کئی بار عمران کے فلیٹ میں بھی دیکھ چکا تھا۔ نیگرو اس وقت خاکی وردی میں تھا اور اس کے دونوں پہلوؤں سے دو بڑے بڑے ریوالور لٹک رہے تھے اس نے سیدھے کھڑے ہو کر عمران کو فوجی انداز میں سلام کیا۔ وہ بہت خوش نظر آ رہا تھا۔ عمران چند لمحے وہیں کھڑا رہا پھر صفدر کو لے کر دوسرے کمرے میں آیا۔ یہاں چاروں طرف ملبوسات کی الماریاں نظر آ رہی تھیں اور ایک جانب ایک بڑی سنگار میز تھی۔

"ہمارے سیکریٹری کی حیثیت سے تمہیں ذرا شاندار لباس میں ہونا چاہئے۔!" عمران نے صفدر کی جانب دیکھے بغیر کہا۔

"کک.... کیا مطلب....!" صفدر ہکلایا۔

"تم ہمارے.... یعنی رانا تہور علی صندوقی کے پرائیویٹ سیکریٹری ہو۔ او ہو کہو! ہمارا دولت کدہ تمہیں پسند آیا۔!"

"میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا....!" صفدر بڑبڑایا۔

"ان الماریوں میں اپنے لئے موزوں لباس تلاش کرو۔!" عمران نے کہا اور سنگار میز کی طرف مڑ گیا۔ الماریاں مقفل نہیں تھیں.... صفدر انہیں یکے بعد دیگرے کھولتا رہا اور اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی رہیں۔ وہ تو کسی لباس فروش کی دکان معلوم ہوتی تھی۔ مختلف اقسام کے زنانہ مردانہ ملبوسات کے ڈھیر کے ڈھیر نظر آ رہے تھے۔

اچانک وہ چونک پڑا۔ سنگار میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج رہی تھی۔ عمران نے ریسیور اٹھالیا۔

"یس سر!" اس نے ماؤتھ پیس میں کہا۔ "اٹ از عمران.... جی ہاں.. صفدر موجود ہے۔!"

وہ ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھتا ہوا مڑا اور صفدر سے بولا۔ "ایکس ٹو تم سے گفتگو کرنا چاہتا ہے۔!"

صفدر نے آگے بڑھ کر ریسیور اُس کے ہاتھ سے لے لیا۔

"یس سر....!" اُس نے ماؤتھ پیس میں کہا۔

"صفدر.... گیارہویں سڑک کی تیسری عمارت میں کون رہتا ہے۔!" ایکس ٹو کی بھرائی ہوئی سی آواز آئی۔

"یہ.... تت.... تو نہیں معلوم ہو سکا تھا۔!"

"اور اس کے باوجود بھی تم لوگ یہ چاہتے ہو کہ عمران تمہاری راہنمائی نہ کرے۔!"

"میں نے تو کبھی نہیں چاہا جناب.... میری نظروں میں ان کا بڑا احترام ہے۔ انہیں استاد سمجھتا ہوں مگر دوسروں کی ذمہ داری مجھ پر کیسے عائد ہو سکتی ہے۔!"

"اب اس وقت تمہیں عمران کے ساتھ اس عمارت میں داخل ہونا ہے!"

"بہتر ہے....!"

"آئندہ آنکھیں کھلی رکھو....!"

"بہت بہتر جناب....!"

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہو گیا۔ عمران نے بڑی چالاکی سے کام لیا تھا۔ اُسے یقین تھا کہ اس عمارت میں پہنچ کر صفدر شبہات میں مبتلا ہو سکتا ہے۔ اس لئے اس نے بلیک زیرو کو ہدایت کر دی تھی کہ فلاں وقت وہاں رنگ کر کے فون پر ایکس ٹو کا رول ادا کرے۔ ایسے حیرت انگیز حالات سے دوچار ہونے پر اس کے ماتحت از سر نو سوچنا شروع کر دیتے تھے کہ کہیں عمران ہی تو ایکس ٹو نہیں ہے۔ صفدر پھر ریسیور رکھ کر عمران کی طرف متوجہ ہو گیا اور اب اُسے احساس ہوا کہ عمران کچھ دیر پہلے میک اپ کرنے میں مشغول تھا۔ اُسے اس کے ہونٹوں پر رومن اسٹائل کی باریک مونچھیں نظر آئیں۔ دہانے کی بناوٹ میں معمولی سی تبدیلی کی گئی تھی۔ ناک کا درمیانی ابھار کچھ زیادہ نمایاں ہو گیا تھا اور پھر جب اس نے لباس تبدیل کیا تو سچ مچ کوئی شہزادہ ہی معلوم ہونے لگا۔ اُس کے چہرے پر حماقت کا دور دور تک پتہ نہیں تھا۔

"کیا اب تمہارے لئے بھی ہم ہی لباس کا انتخاب کریں گے۔!" عمران نے پُر وقار لہجہ میں پوچھا۔

"مجھے بے حد خوشی ہوگی۔!" صفدر مسکرایا۔

عمران نے اس کے لئے بھی ایک سوٹ منتخب کیا اور اُس کے خدوخال میں بھی تھوڑی س
تبدیلی کی پھر تھوڑی دیر بعد وہ باہر نکل رہے تھے۔ جوزف اُن کے پیچھے تھا اور اس کی حیثیت باڈ
گارڈ کی سی تھی۔ عمران جس کار پر یہاں تک آیا تھا وہ یہیں چھوڑ دی گئی اور ایک باوردی ڈرائیو
نے گیراج سے سیاہ رنگ کی لمبی سی بیوک نکالی۔

صفدر حیرتوں کے طوفان میں گھرا ہوا تھا۔

جب وہ دونوں پچھلی سیٹ پر بیٹھ چکے تو جوزف ڈرائیور کے برابر اگلی سیٹ پر جا بیٹھا۔ پ
گاڑی حرکت میں آگئی۔ کھڑکیوں پر سیاہ پردے تنے ہوئے تھے اور اندر روشنی تھی۔ دفعتاً عمرا
نے گاڑی کے بائیں گوشے سے ہیڈ فون کے دو جوڑے نکالے ایک صفدر کی طرف بڑھا دیا ا
دوسرا خود اپنے کانوں پر فٹ کر لیا۔ صفدر نے خاموشی سے اس کی تقلید کی.... ان ہیڈ فونوں سے
ایک ماؤتھ پیس بھی اٹیچ تھا۔

دفعتاً صفدر نے ایکس ٹو کی بھرائی ہوئی آواز سنی جو کہہ رہا تھا۔ "صفدر تم اس کا تذکرہ ا
ساتھیوں سے نہیں کرو گے۔ اس کا مطلب غالباً تم سمجھ ہی گئے ہو گے۔!"

"میں نہیں سمجھا....!"

"تمہارے ساتھیوں میں تمہارا کیا مقام ہے....؟"

"اوہ شکریہ جناب....!"

"بس مجھے اتنا ہی کہنا تھا....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

صفدر نے ہیڈ فون اتار کر عمران کی طرف بڑھا دیا اور کچھ دیر بعد بولا۔ "گیارہویں سڑک
تیسری عمارت مجھے الجھن میں مبتلا کر رہی ہے۔!"

"کیوں....؟"

"آپ نے بھی اس کے متعلق مجھ سے سوالات کئے تھے.... اور ایکس ٹو نے بھی۔!"

"کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ وہ کسی کی قیام گاہ ہے۔!"

"پھر....!"

"ایک نائٹ کلب جو صرف بہت بڑے آدمیوں کے لئے مخصوص ہے۔!"

"اور ہم اس وقت وہیں جا رہے ہیں۔!"

"یقیناً....!"

عمران نے پُروقار لہجے میں کہا۔ "کیا تم رانا تہور علی صندوقی کو کوئی معمولی آدمی سمجھتے ہو۔!"

"یہ صندوقی کیا بلا ہے....؟"

"سلجوقی کا رشتہ دار ہوتا ہے۔!"

صفدر خاموش ہو گیا۔ اُسے نہ جانے کیوں الجھن سی محسوس ہو رہی تھی۔

تھوڑی دیر بعد بیوک گیارہویں سڑک کی تیسری عمارت کی کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی اور
سیدھی پورچ کی طرف چلی گئی۔

سب سے پہلے جوزف نیچے اترا اور تھوڑے فاصلے پر کھڑا ہو گیا۔ اسکے دونوں ہاتھ ریوالوروں
کے دونوں دستوں پر تھے۔ پھر ڈرائیور نے پچھلی نشست کا دروازہ کھولا اور وہ دونوں باہر آگئے۔

"آدمی ان کی پیشوائی کے لئے برآمدے سے اُتر آئے تھے۔!"

"رانا تہور علی....!" عمران بُرا سا منہ بنا کر بولا۔

"اوہ.... لیس سر.... لیس یور ہائی نس....!" ایک آدمی نے بوکھلا کر کہا۔

"ہمیں فون پر اطلاع مل گئی تھی۔ آپ تشریف لائیں گے۔ آپ کی میزیں مخصوص
ہیں.... مم.... مگر....!"

وہ جوزف کی طرف دیکھ کر خاموش ہو گیا۔

"اور کیا کہنا ہے تمہیں....!"

"مم.. مطلب یہ ہے حضور والا کہ... دوسرے ممبروں کو اس پر اعتراض بھی ہو سکتا ہے۔!"
اس نے کہا اور پھر جوزف کی طرف دیکھنے لگا۔

"جلدی سے ختم کر چکو بات....!" عمران نے جھلاہٹ کا مظاہرہ کیا۔

"اگر حضور والا کا باڈی گارڈ.... اپنے ریوالور آفس میں رکھوا دے تو بہتر ہے۔!"

"یہ ناممکن ہے.... اگر ہمیں ایسا کرنا پڑا تو پھر ہم واپسی پر قناعت کریں گے۔!"

"اوہ.... نہیں.... جناب.... یور ہائی نس آپ تشریف لے چلئے۔!" دوسرا بولا۔

وہ دونوں آگے بڑھے۔ صفدر عمران سے ایک قدم پیچھے تھا اور اُن کے پیچھے جوزف چل رہا تھا۔
راہنمائی کرنے والے انہیں ایک بڑے ہال میں لائے۔ یہاں چاروں طرف ٹھنڈی نیلگوں

روشنی پھیلی ہوئی تھی اور آرکسٹرا مدہم سروں میں جاز بجا رہا تھا۔

صفدر کو ایسا ہی لگا جیسے وہ کہانیوں والے پرستان کی کسی محفل میں پہنچ گیا ہو۔ ہر جانب ان کی طرف نظریں اٹھ رہی تھیں۔ لوگ زیادہ تر جوزف کو گھور رہے تھے۔

صفدر کو اس پر بڑی حیرت ہوئی کہ وہاں کچھ اور لوگ بھی مسلح نظر آرہے تھے لیکن ان کی راہنمائی کرنے والوں نے جوزف کے مسلح ہونے پر اعتراض کیا تھا۔ اس کا دل چاہا تھا کہ وہ انہیں ٹوک دے لیکن پھر کچھ سوچ کر خاموش ہی رہا۔

وہ ان میزوں پر پہنچ گئے جو ان کے لئے پہلے ہی سے مخصوص تھیں۔ ایک میز پر جوزف تنہا بیٹھا۔ دوسری پر صفدر اور عمران نظر آئے۔

عمران نے جیب سے چند نوٹ نکال کر بخشش کے طور پر راہنمائی کرنے والوں کو دیئے اور وہ اُسے مودبانہ انداز میں سلام کر کے وہاں سے چلے گئے۔

پھر فوراً بیروں کی ایک پوری فوج اُن میزوں کی طرف دوڑ آئی۔ صفدر کو اچھی طرح یاد نہیں کہ عمران نے اُن سے کن چیزوں کی فرمائش کی تھی اس کا ذہن تو اس وقت ہوا میں اڑا جا رہا تھا۔ کیونکہ میزوں کے درمیان اُسے وہی بہری لڑکی تھرکتی ہوئی نظر آئی جسے وہ پچھلی رات دلکشا میں دیکھ چکا تھا۔ دفعتاً عمران نے اس کے پیر پر ٹھوکر ماری اور آنکھوں سے اشارہ کیا کہ وہ خود کو سنبھالے۔

صفدر پھر عمران کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"یہاں اور لوگ بھی تو مسلح نظر آرہے ہیں۔!" اس نے گڑبڑا کر کہا۔

"ہاں.... اُن میں سے ایک نے ہم پر احسان کیا تھا کہ ہمیں یہاں تک پہنچا گیا۔ لہٰذا بخشش کی رقم میں دونوں شریک ہو جائیں گے۔!"

عمران نے بائیں آنکھ دبا کر جواب دیا۔ پھر آہستہ سے بولا۔ "خود کو قابو میں رکھو.... یہاں کی کسی بات پر بھی تمہارے چہرہ سے حیرت کا اظہار نہ ہونا چاہئے۔!"

مگر اس وقت صفدر کیا کرتا جب اُسی میز پر شراب کی بوتلیں دیکھیں۔

"کیا تم ہماری موجودگی میں شراب پینے کی جرأت کر سکو گے سیکریٹری....!" دفعتاً عمران نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔

"میں نے تو نہیں منگوائی۔!" صفدر بوکھلا کر بولا۔ مگر اس کی آواز اتنی دھیمی تھی کہ اُس میز

سے آگے نہ بڑھی ویسے بھی آرکسٹرا کا شور دوسری آوازوں کو محدود رکھنے کے لئے کافی تھا۔

"ہمارے لئے انڈیلو....!" عمران میز پر گھونسہ مار کر بولا۔ "تم نہیں پیئو گے۔!"

صفدر نے اطمینان کا سانس لیا کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور عمران کے متعلق تو وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ شراب طلب کرے گا۔

"آپ پیئیں گے....!" صفدر نے متحیرانہ لہجے میں پوچھا۔

"ہاں رانا تہور علی صندوقی ضرور پیئیں گے۔ اگر نہ پیئیں گے تو ان کے نطفے میں فرق سمجھا جائے گا۔!" صفدر بُرا سا منہ بنا کر گلاس میں شراب انڈیلنے لگا۔

"ب.... بس.... اب سوڈا ملاؤ....!" عمران بڑبڑایا۔

صفدر نے سائیفن سے گلاس میں سوڈے کی دھار ماری اور بڑے ادب سے گلاس اُس کے سامنے پیش کر دیا۔ عمران ہونٹوں میں سگریٹ دبائے بیٹھا تھا اس نے خاص جاگیردارانہ اسٹائل میں "ہیچ" کہا اور صفدر جھک کر اس کا سگریٹ سلگانے لگا۔

لیکن اُسے پھر حیرت ہوئی کیونکہ اس نے جو چیز بوتل سے گلاس میں انڈیلی تھی اس میں شراب کی بو تو ہرگز نہیں تھی۔ پھر....؟ صفدر سوچ میں پڑ گیا۔

دفعتاً عمران نے داہنے ہاتھ کے انگوٹھے سے جوزف کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"اس شب تاریک کے بچے سے کہہ دو کہ یہاں اس طرح بیٹھ کر ہونٹ نہ چاٹے۔ اسے یہاں نہیں مل سکتی۔ گھر پر پیئے گا۔!"

صفدر نے اُٹھ کر اس کا پیغام جوزف تک پہنچا دیا۔ جوزف نے صرف پلکیں جھپکائی تھیں اور شائد آخری بار ہونٹوں پر زبان پھیر کر منہ بند کر لیا تھا۔

صفدر پھر میز پر واپس آ گیا۔

آرکسٹرا کی دھن پر تھرکنے والی لڑکی تھرکتی ہوئی ان کی طرف آرہی تھی۔ وہ قریب آ گئی اور وہیں رک کر تھرکنے لگی۔

صفدر نے سوچا کہ اُسے سر جھکائے ہی بیٹھے رہنا چاہئے کیونکہ بھلا رانا صاحب کی موجودگی میں اُسے کب حق حاصل تھا کہ وہ اس لڑکی میں دلچسپی لے سکتا۔

"اُف فوہ.... اُف فوہ....!" عمران آہستہ آہستہ بڑبڑا رہا تھا۔ "فتنہ ہو! قیامت ہو! ہم تمہیں

آسمان پر پہنچا سکتے ہیں.... اُف فوہ.... اُف فوہ....!"

"وہ کچھ دیر تک اُن کی طرف متوجہ رہی پھر یک بیک جوزف کی طرف مڑ گئی۔!"

"آہا.... تم یہاں ہو پیارے۔!" اس نے انگریزی میں گانا شروع کر دیا۔ اشارہ جوزف طرف تھا۔

"میں نے تمہیں کہاں کہاں ڈھونڈا ہے
اندھیری اور سنسان راتوں میں
جب ہوا کی سانسیں رکنے لگتی تھیں
میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر تمہیں تلاش کرتی تھی۔!"

وہ سانس لینے کے لئے رک گئی لیکن آرکسٹر کان پھاڑتا رہا۔

جوزف نے بوکھلائے ہوئے انداز میں پہلو بدلا۔ وہ اس طرح ہانپ رہا تھا جیسے ابھی ڈھائی ڈنڈ لگائے ہوں۔ لڑکی پھر تھرکتی ہوئی دوسری طرف چلی گئی۔

جوزف اپنی پیشانی پر پسینہ خشک کر رہا تھا۔

"یہ کیا مصیبت ہے.... عمران صاحب.... یہ لڑکی تو بہری تھی۔!" صفدر نے کہا۔

"اب بھی بہری ہی ہے۔ مگر کیا تم نے نہیں دیکھا کہ وہ اپنے کانوں میں آلۂ سماعت لگائے ہوئے ہے۔ اوہ.... پھر آرہی ہے.... یہ کیا....!"

صفدر نے عمران کے لہجے میں اضطراب محسوس کیا اور مڑ کر دیکھنے لگا۔ وہ پھر تھرکتی ہوئی ان کی طرف آرہی تھی۔ اس بار اس کے ایک ہاتھ میں بوتل تھی اور دوسرے میں گلاس۔

"اُدھر مت دیکھو.... سیدھے بیٹھو....!" عمران نے آہستہ سے کہا لڑکی نے بوتل اور گلاس جوزف کی میز پر رکھ دیئے۔

"ہوشیار....!" عمران آہستہ سے بولا۔ اور جیب میں پڑے ہوئے ریوالور کے دستے پر صفدر کی گرفت مضبوط ہو گئی۔

"پیئو.... پیئو....!" لڑکی پھر گانے لگی۔

"زندگی بڑی کڑوی چیز ہے
شراب سے بھی زیادہ تلخ

اس لئے یہ تلخی صرف شراب ہی کی تلخی سے مار کھا سکے گی
پیتے رہو.... اگر زندہ رہنا ہے۔
ورنہ موت تمہیں تاریک بیابانوں میں کھینچتی پھرے گی۔!"

"ب.... باس....!" جوزف عمران کی طرف دیکھ کر ہکلایا۔ لڑکی بھی عمران کی طرف دیکھنے لگی۔ وہ خاموش ہو گئی تھی لیکن تھرکے جا رہی تھی۔

"پی جاؤ.... پرواہ نہ کرو ہم یہاں موجود ہیں۔!" عمران نے ہاتھ ہلا کر کہا۔ "اگر یہ خوبصورت ہاتھ زہر بھی پلائیں تو خاموشی سے پی جاؤ۔!"

لڑکی نے مسکرا کر سر کو خفیف سی جنبش دی اور پھر جوزف کی طرف رخ کر کے گانے لگی۔

"میں تمہیں چاہتی ہوں
تم بہت حسین ہو
پانی سے بھرے ہوئے سیاہ بادلوں کی طرح جاں بخش ہو
تمہیں اندھیری راتوں نے جنم دیا ہے۔
اس لئے تمہاری آنکھوں میں ستارے روشن ہیں۔!"

"خاموش رہو....!" دفعتاً جوزف اٹھ کر چیخا اور چاروں طرف قہقہے بلند ہوئے۔ لڑکی بھی ہنستی ہوئی ایک طرف بھاگ گئی۔

جوزف گرجتا رہا۔ "مجھے بیوقوف بناتی ہے چھپکلی کی بچی۔ میں عورتوں کے پیچھے دم ہلانے والا کتا نہیں ہوں۔!"

"جوزف....!" عمران نے ہاتھ ہلا کر سخت لہجے میں کہا۔ "بیٹھ جاؤ۔!"

"ب.... باس....!" جیسے جوزف کو ہوش آگیا ہو۔

"بیٹھو....!"

جوزف نڈھال سا ہو کر کرسی پر گر گیا۔

لوگ اب بھی قہقہے لگا رہے تھے اور لڑکی دور ایک گوشے میں تھرک رہی تھی۔

اچانک صفدر چونک پڑا کیونکہ اُسے ایک جگہ وہی سرخ ٹائی والا نظر آیا تھا جس کا تعاقب کرتا ہوا وہ ایئرپورٹ سے یہاں تک آیا تھا اور شائد اسی کے لئے عمران نے بھی اتنا کھڑاگ پھیلایا تھا۔

مرنے والے کا سوٹ کیس اب بھی اس کے پیروں کے پاس رکھا ہوا تھا۔ صفدر نے سو
کیس پہچاننے میں غلطی نہیں کی تھی۔ مگرمچھ کی کھال کا سیاہ سوٹ کیس۔!

صفدر نے عمران کی توجہ بھی اس کی طرف مبذول کرائی۔

"تمہیں یقین ہے کہ یہ وہی سوٹ کیس ہے۔!" عمران نے پوچھا۔

"مجھے یقین ہے.... میری آنکھیں بہت کم دھوکا کھاتی ہیں۔!"

"تب پھر اس کا یہ مطلب ہے کہ یہ آدمی اس وقت سے باہر نکلا ہی نہیں۔!" عمران
تشویش کن لہجہ میں کہا۔

صفدر کچھ نہ بولا۔ عمران نے تھوڑی دیر بعد کہا۔ "یہ آدمی بھی خطرے میں ہے۔!"

"کیوں....!"

"بھلا وہ آدمی جہاز کی سیڑھیوں سے گر کر کیوں مر گیا تھا.... اور سوٹ کیس تھانے کیو
نہیں پہنچا۔ قاعدے سے مرنے والے کی ایک ایک چیز پر فی الحال پولیس کا قبضہ ہونا چاہئے تھا۔!

"ہاں یہ تو ہے....!"

"ہو سکتا ہے کہ اسی سوٹ کیس کی وجہ سے اس کی جان گئی ہو۔!"

"ہونے کو بہت کچھ ہو سکتا ہے عمران صاحب.... لیکن آخر یہ چکر کیا ہے۔!"

"تم نے پھر وہی سوال کیا؟ حالانکہ میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ میں تمہاری ہی طرح اندھیر
میں ہوں۔ بس جتنا کہا جا رہا ہے اُسی کے مطابق کسی مشین کی طرح عمران بھی چل پڑا ہے۔!"

صفدر خاموش ہو گیا۔ لیکن اس کا عمران کے بیان سے اطمینان نہیں ہوا تھا۔

"اس پر نظر رکھو....!" عمران نے کہا۔

"لیکن جیسے وہ ختم ہو گیا تھا اُسی طرح یہ بھی ختم ہو سکتا ہے۔!"

"ضروری نہیں ہے.... یہ کافی محتاط معلوم ہوتا ہے۔ تم شاید یہ سمجھتے ہو کہ اس و
تمہارے ہی خیال دلانے سے مجھے اس کی موجودگی کا علم ہوا ہے۔!"

"پھر....؟"

"میں اُسے دیر سے دیکھ رہا ہوں۔ یہ ویٹروں کی لائی ہوئی چیزیں پہلے انہیں ہی چکھا دیتا ہے۔
خود کھاتا پیتا ہے۔ چونکہ یہ بڑے آدمیوں کا کلب ہے اس لئے ویٹر کو ایسی حرکات پر حیرت بھی نہ

ہوتی۔ وجہ یہی ہے کہ ان کی دانست میں یہاں اُس سے بھی زیادہ وہمی اور سنکی آدمی آتے ہیں۔!"

"تو کیا آپ اس کا سوٹ کیس ہتھیانے کی فکر میں ہیں۔!"

"مفت ہاتھ آئے تو بُرا کیا ہے۔!" عمران بائیں آنکھ دبا کر مسکرایا۔

"مطلب یہ کہ ابھی تم لال ٹائی والے کے اصل ٹھکانے تک نہیں پہنچے۔ میرا خیال ہے کہ وہ
کسی قسم کا خطرہ ہی محسوس کر کے یہاں آ جما تھا اور اب بھی یہیں موجود ہے۔ ایئرپورٹ سے یہاں
تک وہ کیسے آیا تھا۔!"

"ٹیکسی میں....!"

"ہوں.... تمہیں اب پھر اس کا تعاقب کرنا ہے۔ لیکن تعاقب کرنے سے پہلے اپنی مونچھیں
نکال دینا۔ تاکہ رانا تہور علی کے سیکریٹری کی حیثیت ختم ہو جائے۔!"

"پتہ نہیں کیا چکر ہے۔!" صفدر بڑبڑایا۔

"ایک بات ذہن نشین کر لو.... اگر اس بہری لڑکی کو یہ معلوم ہو گیا کہ کل رات دلکشا میں
ہم ہی دونوں تھے تو ہماری کھوپڑی میں یہیں سوراخ ہو جائیں گے۔!"

"اوہ....!" صفدر سیٹی بجانے والے انداز میں ہونٹ سکوڑ کر رہ گیا۔ چند لمحے پلکیں جھپکاتا رہا
پھر بولا۔ "تب جوزف سے یہ چھیڑ چھاڑ۔!"

"اتفاقیہ بھی ہو سکتی ہے.... یہ بڑی دلچسپ جگہ ہے۔ صفدر صاحب.... رانا تہور علی صاحب
صندوقی یہاں اکثر آتا رہتا ہے۔!"

"مگر ملازمین کے انداز سے تو یہ نہیں معلوم ہوتا کہ وہ آپ کو پہچانتے ہوں۔!"

"یہاں ملازمین بدلتے رہتے ہیں۔ باہر جتنے موجود تھے اُن میں سے کوئی بھی مجھے نہیں پہچانتا
تھا لیکن یہاں اندر تو میرے خاص آدمی بھی موجود ہیں ورنہ میں سنگترے کا شربت نہ پی رہا ہوتا۔
حالانکہ بوتلوں پر پرتگالی شرابوں کے لیبل موجود ہیں۔!"

صفدر نے ایک طویل سانس لی اور اب یہ بات اس کی سمجھ میں آئی کہ عمران ضرورتا بھی
نہیں پی سکتا۔

"مگر یہاں آپ کا کیا کام....!"

"ملک و قوم کے دشمن جھونپڑیوں اور چھوٹے چھوٹے مکانوں میں نہیں ملتے۔!"

صفدر پھر خاموش ہو گیا اور تھوڑی دیر بعد بولا۔ "اگر جوزف والا واقعہ اتفاقیہ نہ ہوا تو۔!"

"دیکھا جائے گا۔" عمران نے لاپروائی کے اظہار میں شانوں کو جنبش دی۔ "رانا تہور
صندوقی چوہے دان میں نہیں مر سکتا۔ ویسے یہ جگہ ایسی ہی ہے۔ پچھلے دنوں یہاں ایک بڑا شاند
واقعہ پیش آیا تھا۔ ایک ڈاڑھی والے نواب صاحب تشریف رکھتے تھے ایک بڑی شریر قسم کی لڑ
ناچ رہی تھی۔ نواب صاحب کے قریب پہنچ کر اُس نے گانا شروع کر دیا۔ افریقہ کے کسی جز
گیت کا انگریزی ترجمہ تھا۔ اچانک گاتے گاتے اس نے نواب صاحب کی ڈاڑھی پکڑ لی اس وقت
گا رہی تھی کہ جھاڑیاں ہوا سے ہلتی ہیں.... یہ منظر اس نے ڈاڑھی ہلا کر دکھایا۔ نواب صاحب
بدک کر اچھلے اور لڑکی کی پشت پر ایک دھپ رسید کر دی۔ میں سمجھا تھا شائد اس پر ہنگامہ
ہو جائے گا۔ مگر لوگ ہنسنے لگے تھے۔ پھر یہ منظر دیکھنے میں آیا کہ نواب صاحب اپنی چھڑ
سنبھالے سارے ہال میں اُس کے پیچھے دوڑتے پھرتے رہے۔ لڑکی دوڑ رہی تھی آرکسٹرا بج رہا
اور لڑکی کا گیت بھی جاری تھا۔ مجھے بچاؤ۔ نواب صاحب بوڑھے تھے اور لڑکی بے حد پھرتیلی
وہ ہر بار ان کی چھڑی کی زد سے نکل جاتی تھی۔ اس کا جنگلی گیت بھی جاری تھا اور لوگ بے تحا
ہنس رہے تھے۔ آخر نواب صاحب اسی طرح دوڑتے ہوئے ایک بار ہال سے باہر ہی نکل گئے۔
وہ زیادہ اچھل کود مچاتے تو شائد اٹھا کر باہر پھینک دیئے جاتے۔ یہاں کی تفریح یہی ہے۔ اس وق
جوزف بھی ان کی تفریح کا باعث بن گیا۔ لیکن میں نے اُسے قابو میں رکھا۔!"

"خاصی دلچسپ جگہ ہے.... اب جب بھی تشریف لائیے رانا صاحب اس خادم سیکریٹری
نہ بھولئے۔!" صفدر نے مسکرا کر کہا۔ پھر یک بیک سنجیدہ نظر آنے لگا۔ وہ کنکھیوں سے سرخ
والے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے عمران کی طرف دیکھا جو سرخ ٹائی والے کے پاس دو فو
آفیسروں کو کھڑا دیکھ کر ٹھنڈی سانسیں بھرنے لگا۔ ایک فوجی نے سوٹ کیس اٹھایا اور دوسرا اس
ٹائی والے سے کچھ کہنے لگا۔!

"اٹھوں....!" صفدر نے عمران سے پوچھا۔

"نہیں پیارے....!" وہ ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "ٹھنڈک.... مجھے غلط فہمی ہوئی تھی۔

"کیا مطلب....!"

"کچھ نہیں.... تم شیری پیو گے یا شیرا.... یہاں شاید بکری اور بکرا بھی مل جائیں۔ چلو

نہیں اگر ایک طرف سے ٹھنڈک نصیب ہوئی ہے تو دوسری طرف سے یقیناً.... یقیناً....

اوہ.... وہ پھر آ رہی ہے۔!"

صفدر مڑا.... لڑکی تھرکتی ہوئی پھر اُدھر ہی آ رہی تھی۔

"باس.... میں پاگل ہو جاؤں گا۔!" جوزف غرایا۔

"نہیں.... تم اٹھ کر کام شروع کر دو.... پانچ سو ڈنڈ.... اور دو ہزار بیٹھکیں۔!"

"نہیں.... باس.... نہیں.... مجھے بخار چڑھ آیا ہے۔!"

بہری لڑکی پھر جوزف کی میز کے قریب رک کر تھرکنے لگی۔

"اے....!" دفعتاً عمران غرایا۔ "تم ہماری توہین کر رہی ہو۔! ہماری موجودگی میں ہمارے ملازمین سے دل لگاتی ہو۔ آنکھیں لڑاتی ہو۔ ہماری ریاست میں ہوتیں تو ہم تمہیں بتاتے۔!"

دفعتاً لڑکی اس کی طرف مڑی اور گانے لگی۔

"تم خزاں کے ببول ہو اور وہ آبنوس کا ہرا بھرا درخت ہے
تم ایک خارش زدہ مرغ ہو اور وہ چمکدار پہاڑی کوا ہے
تم جھلسا دینے والی دوپہر ہو
اور وہ ایک ٹھنڈی اندھیری رات ہے
پھر بتاؤ میں تمہیں کیسے چاہوں۔!"

یک بیک عمران بھی اٹھ کر انگریزی میں حلق پھاڑنے لگا۔ اُس کے انداز سے ایسا ہی معلوم ہو رہا تھا جیسے بہت زیادہ نشہ ہو گیا۔ وہ گا رہا تھا۔

"تم میٹھے پانی کی ایک سبک رو ندی ہو
اور میں ایک پیاسا ارنا بھینسا ہوں
ایک یتیم اور لاوارث بچھڑا
جس کی ماں دکھن کی طرف چلی گئی ہو اور باپ اُتر کی طرف چرتے چرتے دونوں نہ جانے کہاں جا نکلے ہوں
کیا تم مجھے ایک گھونٹ بھی نہ دو گی
تم میری ماں ہو

میں تمہارا باپ ہوں....!"

قہقہوں سے چھت اڑی جا رہی تھی۔ لڑکی بھی ہنس رہی تھی۔ جوزف بھی ہنس رہا تھا۔ اب بھی تھر کے جا رہی تھی اور آرکسٹرا کان پھاڑ رہا تھا۔

عمران بیٹھ گیا اور اس کے چہرے پر سچ مچ یتیمی برسنے لگی تھی۔

اب صفدر کو سرخ ٹائی والے کا ہوش آیا۔ وہ کرسی کی پشت سے ٹکا ہوا سگار پی رہا تھا۔ کیس اور دونوں فوجی غائب تھے۔!"

"کیا تم نہیں پیو گے۔!" دفعتاً لڑکی نے جوزف سے پوچھا۔

"ماہ....!" جوزف بھرائی ہوئی آواز میں دھاڑا۔

"تم پر پھٹکار.... خدا کرے تم بھی جلدی سے سرکنڈوں کی جھاڑیوں میں پہنچ جاؤ سانپ بن کر....!" اس نے کہا بوتل اور گلاس سمیٹے اور تھرکتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔!

جوزف کانپ رہا تھا۔ بالکل اسی طرح جیسے جاڑا دے کر بخار آگیا ہو۔ چہرہ ستا گیا آنکھیں خوفزدہ تھیں۔ وہ اٹھ کر اُسی طرح کانپتا ہوا عمران کی میز کے قریب آیا۔

"بھاگ چلو گورنر....!" اس نے کانپتی ہوئی اور خوفزدہ آواز میں کہا۔ "وہ کوئی بُری ہے۔ کیا تم نے نہیں سنا کہ اُس نے مجھے بددعادی تھی.... میرے مالک سرکنڈوں کی جھاڑیا

"کیا بکواس ہے....!"

"سرکنڈوں کی جھاڑیوں میں ان کی روحیں سانپ بن کر رہتی ہیں جن کی مشمبا مشام چباجاتا ہے۔!"

"کیا تمہیں شراب کی بو سے بھی نشہ ہو جاتا ہے۔!" عمران نے متحیرانہ انداز میں کہا۔

"نہیں باس اس نے بددعادی ہے۔ میرے مالک آج بدھ کی رات ہے۔ ارے باپ ر۔

جوزف اور تیزی سے کانپنے لگا۔

"بیٹھو....!" عمران اس کی میز کی طرف اشارہ کر کے غرایا۔

"رحم.... رحم میرے مالک.... آج بدھ کی رات ہے.... مشمبا مشامبا....!"

"ہمارے ملک میں مشمبا مشامبا نہیں چلے گی۔ کیونکہ یہاں ہر وقت اس کا سینہ ہوا چیرتے رہتے ہیں۔ بیٹھو.... اس طرح نہ کانپو ورنہ بدہضمی ہو جائے گی۔!"

"ہیضہ بھی ہو سکتا ہے گورنر....!" جوزف ہانپتا ہوا بولا۔ "مشمبا مشامبا....!"

"کیا میں اٹھوں اور یہیں شروع کردوں۔!" عمران نے اُسے دھمکی دی اور جوزف اسی طرح ہانپتا ہوا اپنی میز کی طرف مڑ گیا۔

"یہ مشمبا مشامبا کیا بلا ہے۔!" صفدر نے عمران سے پوچھا۔

"دریائے کانگو کے کنارے بسنے والوں کا دیوتا....!" عمران بولا۔ "تم اسے طوفان کا دیوتا بھی کہہ سکتے ہو! ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ جو لوگ اس دیوتا کی نذر ہوتے ہیں۔ ان کی روحیں سرکنڈوں کی جھاڑیوں میں سانپ بن کر رہتی ہیں۔"

"ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے اس کا دم ہی نکل جائے گا۔!" صفدر جوزف کی طرف دیکھ کر ہنسا۔ "پتہ نہیں یہ جانور کہاں سے آپ کے ہاتھ لگا۔!"

"بے حد ضعیف الاعتقاد ہوتے ہیں۔ شیروں سے لڑ جائیں گے۔ مگر مشمبا مشامبا جیسے توہمات سے ان کا دم نکلتا رہے گا۔!"

تھوڑی دیر تک خاموشی ہی رہی پھر صفدر نے کہا۔ "اب ہم یہاں کیا کر رہے ہیں اب تو سوٹ بس بھی نکل گیا۔!"

"اب ہم یہ سوچنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ یہ لڑکی واقعی بہت حسین ہے۔!" عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"خدا رحم کرے اس کے حال پر....!"

اتنے میں صفدر نے دیکھا کہ سرخ ٹائی والا بھی اٹھ کر جا رہا ہے۔

"وہ جا رہا ہے۔!" اس نے آہستہ سے کہا۔

"جانے دو....!" عمران کے لہجے میں لاپروائی تھی۔

صفدر بیک وقت بہت سے سوالات اس کے سامنے رکھنا چاہتا تھا مگر یہ سوچ کر خاموش رہ جاتا تھا کہ جوابات اوٹ پٹانگ ہی ہوں گے۔ لہٰذا اپنا مغز چٹوانے سے کیا فائدہ۔!

"ہم شاید یہاں رات گذارنے کے لئے آئے ہیں۔!" صفدر نے تھوڑی دیر بعد کہا۔

"اٹھو یار....!" عمران جھنجھلا کر بولا۔ "ایسا سیکریٹری نہیں چلے گا۔!"

وہ اٹھا اور پھر بیٹھ گیا۔ کیونکہ ابھی اسے بل کی قیمت ادا کرنی تھی۔ اسے اٹھتے دیکھ کر وہی ویٹر

ان کی طرف جھپٹا تھا جس نے شراب کی کشتی لگائی تھی۔

بل ادا کر کے عمران اٹھ گیا اور صفدر نے جوزف کے چہرے پر اطمینان کی لہریں دیکھیں باہر آئے۔ ڈرائیور نے ان کے لئے پچھلی نشست کا دروازہ کھولا اور وہ دونوں اندر بیٹھ گئے جوزف ڈرائیور کے برابر جا بیٹھا اور کار چل پڑی۔

"کیوں زین خاں....!" عمران نے ڈرائیور کو مخاطب کیا۔ "کیا باہر ملٹری کا ٹرک آیا تھا۔!

"جی ہاں....!"

"کتنے آدمی رہے ہوں گے اس پر....!"

"دس بارہ جناب....!"

"سب مسلح تھے۔!"

"جناب....!"

پھر سکوت طاری ہو گیا۔

کار چلتی رہی تھوڑی دیر بعد یکایک جوزف ہوائی فائر کرنے لگا۔

"ارے.... ارے یہ کیا ہو رہا ہے۔!" عمران بوکھلا کر بولا۔

"میں اپنا خوف دور کر رہا ہوں۔!" جوزف نے سادگی سے جواب دیا۔

"او ہاتھی کے پٹھے دونوں ریوالور مجھے دے دو ورنہ ہم سب گاڑی سمیت بند کر دیئے جائیں گے

سڑک سنسان تھی ورنہ سچ مچ وہ کسی پریشانی میں پڑ جاتے۔

"تیزی سے نکل چلو زین خان....!" عمران نے کہا۔

"بہتر جناب....!"

تھوڑی دیر بعد صفدر بولا۔ "عمران صاحب ہمارا تعاقب کیا جا رہا ہے۔ کوئی گاڑی پیچھے ہے۔

"میں جانتا ہوں....!"

"پولیس....!"

"توقعات کم ہیں....!"

"پھر کون ہو سکتا ہے۔!"

"انہیں مستقل ممبروں میں سے کوئی ہو گا۔ جنہوں نے آج سنجیدہ ترین رانا تہور علی صنا

ِ میں گاتے دیکھا تھا۔!"

"نگاندا نے بھی ایک بار مجھے ایسی ہی بد دعا دی تھی باس....!" جوزف ان کی طرف مڑ کر
ں ہوئی آواز میں بولا۔ صفدر بڑی شدت سے بوریت محسوس کرنے لگا۔

"آہ.... وہ قبیلے کی چاندنی تھی باس.... مجھے چاہتی تھی لیکن مجھے پالا داروں سے فرصت
ملتی تھی۔ آخر وہ انتظار کرتے کرتے تھک گئی تھی.... اور جل کر اس نے مجھے یہی بد دعا دی
جو اس وقت اس سفید چڑیل....!"

"میں بھی بہت جلد ایک پالادار کرنے والا ہوں....!" عمران نے کہا۔

"اوہ.... کرو بھی باس....!"

"پالادار کیا....!" صفدر نے پوچھا۔

"ان کی زبان میں جنگی مشاورت....!" عمران نے جواب دیا۔

کار نیو کالونی میں مڑ رہی تھی۔ صفدر نے ایک بار پھر پلٹ کر دیکھا کسی گاڑی کے ہیڈ لیمپ نظر
ہے تھے۔ اس کے علاوہ پوری سڑک سنسان پڑی تھی۔

پھر کچھ دیر بعد بیوک رانا پیلس کے کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی۔

کار سے اترتے وقت صفدر نے ایک لمبی سی گاڑی دیکھی جو پھاٹک کے پاس سے گذر رہی تھی۔

"میرا خیال ہے کہ یہی ہمارے پیچھے تھی۔!" صفدر نے کہا۔

"رہی ہو گی۔!" عمران کے لہجہ میں لاپروائی تھی۔

یک بیک جوزف چونک کر اچھل پڑا اور بھرائی ہوئی آواز میں چیخا۔

"سانپ....!"

"کیوں دماغ خراب ہو رہا ہے.... کیا میں تمہارا سارا خوف جھاڑ دوں۔!" عمران نے غصیلے
میں کہا۔

"آہ... بُری روحیں میرے گرد منڈلانے لگی ہیں باس۔!" اسکا لہجہ خوف زدہ اور دردناک تھا۔

"اندر چلو....!" عمران نے اس کی گردن دبوچ کر دھکا دیا۔ پھر صفدر سے بولا۔ "آج ہم
ارات بسر کریں گے۔!"

معاملہ اسی رات پر نہیں ٹل گیا تھا۔ صفدر کو دو راتیں رانا پیلس میں گذارنی پڑیں۔ وہاں کے ملازمین اس طرح عمران کا ادب کرتے تھے جیسے وہ سچ مچ رانا تہور علی صندوقی ہو اور ہمیشہ یہیں رہتا ہو۔ جوزف بھی ساتھ ہی تھا۔ اُسے ڈنڈ پیلتے اور کراہتے دیکھ کر صفدر بے تحاشہ قہقہے لگاتا اور کبھی عمران کی اس حماقت پر سر پیٹ لینے کو دل چاہتا۔ آخر جوزف جیسے ناکارہ آدمی کو رکھنے ہی کی کیا ضرورت تھی۔ اس رات اگر واقعی سڑک سنسان نہ ہوتی تو فائروں کی آوازیں انہیں حوالات تک تو پہنچا ہی دیتیں۔

عمران تین دن سے نہ خود اپنے فلیٹ میں واپس آیا تھا اور نہ صفدر ہی کو آفس جانے دیا تھا۔ یا تو وہ دونوں مختلف تفریح گاہوں میں چکر لگاتے رہتے یا ان کا وقت رانا پیلس ہی میں گذرتا۔

پچھلی رات وہ بڑے آدمیوں کے نائٹ کلب میں بھی گئے تھے لیکن صفدر کو وہاں بہری رقاصہ نہیں نظر آئی تھی۔ اس کی جگہ اسپینی عورت تھرک رہی تھی۔ جوزف بھی ساتھ تھا لیکن دوسری رقاصہ کو دیکھ کر اس کی آنکھوں سے خوف غائب ہو گیا تھا وہ خوش نظر آنے لگا تھا۔ چہکنے لگا تھا اور واپسی پر اُس نے عمران سے ایک بوتل کی فرمائش کی تھی۔

وہ کلب سے واپس آگئے تھے اور اب تک کوئی خاص بات ظہور میں نہ آئی تھی۔ اس وقت ناشتے کی میز سے اٹھے تھے اور برآمدے میں بیٹھے اونگھ رہے تھے۔ صفدر کی تو یہی کیفیت تھی۔ عمران کا جو حال رہا ہو۔ پچھلی رات وہ تقریباً ڈھائی بجے کلب سے واپس آئے تھے اور پھر صبح انہیں جلد ہی اٹھ جانا پڑا تھا۔

ٹھیک چھ بجے وہاں زوردار آواز والا گھنٹہ بجتا تھا اور اس کی آواز اس وقت تک جاری رہتی تھی جب تک ایک ایک فرد بیدار نہیں ہو جاتا تھا۔ صفدر نے اس حماقت کی وجہ پوچھی اور عمران نے اسے بتایا تھا کہ رانا تہور علی صندوقی کی بیداری کا یہی وقت ہے خواہ ایک ہی گھنٹہ پہلے سویا ہو۔

صفدر ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہنے سے بور ہو رہا تھا۔ دفتر میں کم از کم بزنس کے کاغذات تو سامنے ہوتے تھے اور اس کا ذہن الجھا رہتا تھا۔ یہاں تو بس بیکاری میں اس بہری لڑکی کا تصور اس کے ذہن پر اس بُری طرح مسلط ہو کر رہ گیا تھا کہ اسے بعض اوقات خود پر غصہ آنے لگتا تھا۔

وہ بے حد حسین تھی۔ بڑی دلکش تھی اور اس کے تھرکنے کا انداز ایسا تھا کہ تصور ہی سے دل میں گدگدیاں ہونے لگتی تھیں۔ صفدر اس کے خیال کو ذہن سے جھٹکنے کی کوشش کرنے لگا۔

یک بیک اسے ایک شکستہ حال لڑکا نظر آیا جو پھاٹک سے گذر کر پورچ کی طرف آرہا تھا۔ اس وقت پھاٹک پر چوکیدار نہیں تھا۔ لڑکا ابھی آدھے ہی راستے میں تھا کہ ایک ملازم نے اُسے للکارا۔

"آنے دو۔!" عمران نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔

لڑکا قریب آگیا۔ لیکن پھر وہ برآمدے کی سیڑھیوں ہی پر رک گیا۔

"کیا بات ہے.... آؤ....!" عمران نے نرم لہجے میں کہا۔

لڑکا اوپر آگیا اور بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "یہاں کوئی جوزف صاحب ہیں ان کے نام میرے پاس ایک خط ہے۔!"

"لاؤ۔!"

عمران نے ہاتھ بڑھا دیا۔ لڑکے نے اپنے پھٹے ہوئے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک لفافہ نکالا۔ صفدر اُسے کنکھیوں سے دیکھ رہا تھا۔ لفافہ نیلے رنگ کا تھا اور اس پر سیاہ روشنائی سے مسٹر جوزف تحریر تھا۔

"کس نے دیا ہے۔!" عمران نے پوچھا۔

"ایک میم صاحب تھیں۔!" لڑکے نے جواب دیا۔ "انہوں نے مجھے ایک اٹھنی دی تھی جی ہاں۔!"

"کہاں ملی تھی۔!"

"تیرھویں سڑک پر انہوں نے آپ کا پتہ بتایا تھا۔"

عمران نے بھی جیب سے اٹھنی نکال کر اسے دی۔

پھر لڑکے کے چلے جانے پر اس نے جوزف کو طلب کیا۔

"یہ تمہارا خط ہے۔!"

"میرا خط باس....!" جوزف نے حیرت سے کہا۔

"ہاں.... کیا تمہیں پڑھنا آتا ہے....؟"

"تھوڑا بہت.... مگر مجھے یہاں کون خط لکھے گا.... میں تو کسی کو بھی نہیں جانتا۔!"

"اسے کھول کر پڑھو....!"

جوزف نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے لفافہ چاک کر کے خط نکالا۔ لیکن تحریر پر نظر ڈالتے ہی اس کا چہرہ ادھ پکی جامنوں کا سا نکل آیا۔ یہ کیفیت انتہائی غصے کے عالم میں ہوتی تھی۔ صفدر اُسے بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔ دفعتاً اُس نے اس کے چہرے پر پھر ہوائیاں اڑتی دیکھیں۔ اس نے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے خط عمران کی طرف بڑھا دیا اور بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"دیکھو.... باس....!"

عمران نے تحریر پر نظر ڈالی اور صفدر کی طرف بڑھاتا ہوا مردہ سی آواز میں بولا۔

"میں تو سمجھا تھا کہ وہ رانا تہور علی صندوقی کو پسند کرے گی۔!" تحریر تھی۔

"پیارے چمکدار کوے!

میں تمہیں کس طرح یقین دلاؤں کہ میں تمہیں بے حد چاہتی ہوں۔ کلب میں تم خواہ مخواہ مجھ سے خفا ہو گئے تھے اور میں نے جل کر تمہیں بد دعا دی تھی۔ اسے یاد رکھو کہ اگر تم نے میری محبت کا جواب محبت سے نہ دیا تو میری بد دعا اپنی جگہ پر اٹل رہے گی۔ میرے دل کو سمجھنے کی کوشش کرو۔ اپنے چہرے کی سیاہی پر نہ جاؤ.... مجھے ہر کالی چیز بہت پسند ہے۔ کالے جوتے سے لے کر سیاہ فام جوزف تک۔! اگر آج شام کو تم گرین پارک میں مجھ سے نہ ملے تو میں تمہیں اس سے بھی زیادہ بُری بد دعائیں دوں گی۔

مثلاً سانپ اور چھچھوندر والی بد دعا۔ مرغ اور گیدڑ والی بد دعا.... دودھ اور شکر قند والی بد دعا۔ اس لئے آج ضرور ملو.... ورنہ میں تمہاری قبر پر بھی دوپہر کی چیل کی طرح منڈلاتی رہوں گی اور تمہاری ماں تمہاری سوکھی کھوپڑی میں پانی پئے گی۔

فقط

کلب والی بد روح"

"یہ بکواس ہے۔!"

صفدر نے غصیلے لہجے میں کہا جیسے اتفاق سے بہری لڑکی کے اس غلط انتخاب پر غصہ آ گیا تھا۔

"تم بڑے خوش قسمت ہو جوزف....!" عمران نے شاہانہ انداز سے کہا۔ "ہم خوش ہیں....!"

"میں مرا جا رہا ہوں باس....!"

"کیوں.... کیا ہوا؟"

"اگر نہیں جاتا تو یہ بد دعائیں.... میرے مالک....!" وہ خاموش ہو کر دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پیٹنے لگا۔ صفدر کو ہنسی آ گئی۔ لیکن عمران نے بڑی سنجیدگی سے پوچھا۔

"کیوں تم جانے سے کیوں ڈر رہے ہو....؟"

"اس نے لکھا ہے کہ میں تمہیں چاہتی ہوں۔!" جوزف نے اس طرح کانپتے ہوئے جواب دیا جیسے "چاہنا" بھی مار ڈالنے کی دھمکی ہو۔

"کاش وہ ہمیں چاہتی ہوتی جوزف....!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر دردناک آواز میں بولا۔

"تو پھر اس سے کہو باس کہ وہ تمہیں چاہنے لگے۔!" جوزف نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

"اس سے ملو اور اُسے اس بات پر آمادہ کرو کہ وہ مجھے چاہنے لگے۔!" عمران نے کہا۔

"میں اکیلے تو ہرگز نہ جاؤں گا۔!" جوزف گڑگڑایا۔

"نہ جاؤ گے تو تمہاری کھوپڑی میں گی گوڈا کے اُلو کی روح گھس جائے گی۔!"

"باس....!" جوزف اپنے دونوں کانوں میں انگلیاں ٹھونس کر چیخا۔

"مگر میں کوئی بُری روح نہیں ہوں۔ تم اچھی طرح جانتے ہو۔!" عمران نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔ "کانوں سے انگلیاں نکالو.... ٹھیک.... تمہیں آج اس سے ملنا پڑے گا۔ سمجھے....! نہ ملے تو کل سے پانچ ہزار ڈنڈ اور پندرہ ہزار بیٹھکیں۔!"

"ارے مر گیا....!" جوزف آنکھیں میچ کر کراہا۔

"تمہیں جانا پڑے گا۔!"

"میرے باپ نے کہا تھا۔!" جوزف گلوگیر آواز میں بولا۔ "عورت سے ہمیشہ دُور رہنا۔ ورنہ تمہاری کھال ہڈیوں سے لپٹ کر رہ جائے گی۔!"

"لیکن میں اُسے ہڈیوں پر سے بھی اتار لوں گا۔!" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "بس جاؤ۔!"

جوزف بھرائی ہوئی آواز میں کچھ بڑبڑاتا اندر چلا گیا۔

"اس کا مطلب سمجھ میں نہیں آیا....!" صفدر بولا۔

"اندھیرے اور اجالے کی کہانی۔" عمران مسکرایا۔ "بس دیکھتے جاؤ.... یہ حالات میری کھوپڑی کو بھی قلابازیاں کھلا رہے ہیں۔ اس لڑکی کا کلب میں پایا جانا ہی میرے لئے قطعی غیر متوقع تھا۔!"

"آپ کے لئے وہ غیر متوقع تھا اور میرے لئے یہ غیر متوقع ہے کہ دلکشا کی کوئی لڑکی پیشہ ور

رقاصہ بھی ہوسکتی ہے۔!"

"دلکشا کے متعلق تمہاری معلومات سیکنڈ ہینڈ ہیں۔ تم چھ ماہ پہلے کی بات کر رہے ہو۔!"

"کیا مطلب....!"

"جن لڑکیوں کی بات تم کر رہے تھے وہ آج کل یہاں نہیں ہیں۔ پورا خاندان باہر ہے اور دلکشا کرائے پر اٹھادی گئی ہے اور اب یہاں جو خاندان آباد ہے اس میں سب کسی نہ کسی قسم کے آرٹسٹ ہیں۔!"

"اوہ.... یہ بات ہے۔! تب تو کوئی بات بھی غیر متوقع نہیں ہے۔!"

"ایک بات اور الجھن پیدا کر رہی ہے۔!" عمران نے کہا۔

"وہ کیا....؟"

"جب وہ آلۂ سماعت استعمال کرتی ہے تو اس نے اس رات میں ہمیں چیخنے پر کیوں مجبور کیا تھا۔!"

"اوہ.... اس کے بارے میں تو میں بھی کئی بار سوچ چکا ہوں۔!"

"کمرہ ساؤنڈ پروف تھا۔ اس لئے آواز باہر نہیں جاسکتی تھی۔ مگر اب یہ بھی سوچنا پڑے گا کہ اُسے ساؤنڈ پروف کب بنایا گیا تھا۔ وہ پہلے ہی سے ایسا تھا یا عمارت کے کرایہ پر اٹھ جانے کے بعد اسے ساؤنڈ پروف بنایا گیا تھا۔!"

"بیکار ہے عمران صاحب....!" صفدر سر ہلا کر بولا۔ "اگر پورے حالات سے آگاہی ہو تو ان پر غور کر کے نتائج بھی اخذ کئے جاسکتے ہیں۔ ورنہ.... اس طرح۔!"

"پھر دیکھیں گے....!" عمران نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "میں اس وقت صرف اونگھنے کے موڈ میں ہوں۔!"

"صرف ایک بات....! جوزف کو آپ کیوں بھیج رہے ہیں۔ وہ نرا گاؤدی ہے اگر اس نے ہمارا راز ظاہر کر دیا تو۔"

"اسے ہینڈل کرنا مجھے خوب آتا ہے... کام کی بات سے ایک انچ بھی آگے نہیں بڑھے گا۔!"

گرین پارک میں صفدر جوزف کا منتظر تھا وہ اس سے ایک گھنٹہ پہلے وہاں پہنچا تھا۔ یہاں آنے سے پہلے عمران نے اس کے چہرے کی خاصی مرمت کی تھی اور اب وہ رانا تہور علی کا سیکریٹری

نہیں معلوم ہوتا تھا۔

وہ شام کا ایک اخبار کھولے ہوئے کبھی کسی بنچ پر جا بیٹھتا.... اور کبھی ہری بھری گھاس پر.... چھ بجے جوزف نظر آیا جو سفید لباس میں دور ہی سے چمک رہا تھا۔

پھر تھوڑی ہی دیر بعد بہری لڑکی بھی دکھائی دی۔ صفدر اٹھ کر ٹہلنے لگا تھا کہ ان سے قریب ہی رہ سکے۔ لڑکی تنہا تھی اور جوزف کی طرف تیر کی طرح آرہی تھی۔

صفدر نے قریب سے جوزف کا حلیہ دیکھا۔ اس کے چہرے پر زلزلے کے آثار تھے۔

لڑکی اس کے قریب پہنچ کر چہکی۔ "ہلو.... گریٹ مین.... میں تو سمجھی تھی کہ تم نہ آؤ گے۔ آؤ.... ادھر بیٹھو....!"

دونوں ایک خالی بنچ پر بیٹھ گئے۔ صفدر نے محسوس کیا کہ وہ آس پاس والوں کی توجہ کا مرکز بن گئے ہیں۔ اس نے بھی قریب ہی گھاس پر بیٹھ کر اخبار پھیلا دیا۔ وہ اس وقت خالی الذہنی کی بہترین ایکٹنگ کر رہا تھا۔ اس کی نظریں اخبار پر تھیں اور کان ان کی آوازوں کی طرف!

"کیا تم مجھ سے خفا ہو۔!" لڑکی نے جوزف سے پوچھا۔

"دیکھو مسی!" جوزف بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "میں ایک سیدھا سادہ فائٹر ہوں۔ مجھے اس سے پہلے کبھی محبت کرنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ تم میرے باس سے کیوں محبت نہیں کر لیتیں۔!"

"تمہارا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا۔!" لڑکی نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "مجھے تم سے محبت ہے۔!"

"وہ تو ٹھیک ہے.... مگر.... میں....!"

"تمہارا باس تمہیں کیا دیتا ہے؟"

"مہینے میں پینتالیس بوتلیں.... کھانا.... کپڑا.... اور کیا چاہئے۔!"

"میں تمہیں اس سے بہتر ملازمت دلوا سکتی ہوں۔ مہینے میں سو بوتلیں، کھانا، کپڑا اور کچھ نقدی بھی۔"

"میں تو صرف اسکی ملازمت کرتا ہوں جو مجھے فری اسٹائل ریسلنگ یا بوکسنگ میں شکست دے سکے۔"

"اس نے تمہیں شکست دی تھی۔!" لڑکی نے متحیرانہ لہجے میں پوچھا۔

"یقیناً.... اور مجھ جیسے دس آدمیوں کو بیک وقت شکست دے سکتا ہے۔ وہ کسی ارنے بھینسے کی طرح ٹھوس اور مضبوط ہے۔!"

"تم بکواس کر رہے ہو....!"

"یقین کرو مسی.... اس نے نیٹال میں مجھے شکست دی تھی۔!"

"نیٹال.... کیا وہ افریقہ ہو آیا ہے۔!"

"ہر تیسرے سال جاتا ہے.... بہت دولت مند آدمی ہے۔ رانا آف رنگم نگر....!"

"ہوگا.... دولت مند.... مگر ہے کنجوس.... مہینے میں صرف پینتالیس بوتلیں.... چھی چھی.... کیا ڈیڑھ بوتل یومیہ سے تمہارا کام چل جاتا ہے۔!"

"نہیں چلتا.... مگر پھر کیا کروں.... اگر کوئی مجھے شکست دے دے۔ تب ہی میں اس کی ملازمت چھوڑ سکتا ہوں۔ یہ میرا اصول ہے۔!"

"اگر وہ بیچاری کوئی عورت ہو تو تمہیں کیسے.... شکست دے گی۔!"

جوزف کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں پھر اس نے بُرا سا منہ بنایا۔

"عورت کی نوکری.... تھو....!" اس نے تنفر آمیز انداز میں زمین پر تھوک دیا۔

"تم میری توہین کر رہے ہو.... چمکدار آدمی....!"

"میں کسی کی توہین نہیں کر رہا.... میں نے اپنے دل کی بات بتائی ہے۔!"

"تم عجیب آدمی ہو۔ نہ محبت کر سکتے ہو اور نہ ملازمت۔ بس پھر تم اس لائق ہو کہ تمہاری ماں تمہاری کھوپڑی میں پانی پئے۔!"

"نہیں.... مسی.... نہیں خدا کے لئے بد دعا نہ دو۔ مقدس باپ خوشوا نے مجھے تعلیم دی تھی کہ یہ سب توہمات ہیں ان کی پرواہ نہ کیا کرو.... مگر میں ڈرتا ہوں۔ تمہیں آسمانی باپ کی قسم اب ایک لفظ بھی زبان سے نہ نکالنا....!"

"اگر تم اپنے موجودہ باس کو چھوڑ کر میرے پاس نہیں چلے آتے تو میری بد دعائیں تمہارا مقدر بن کر رہ جائیں گی۔!"

"میں کیا کروں.... میں کیا کروں....!" جوزف دونوں ہاتھوں سے اپنے ننھے ننھے گھونگریالے بال نوچنے لگا۔

"چلو شائد تم پینے کی ضرورت محسوس کر رہے ہو۔ میں تمہیں پلاؤں گی۔!"

"نہیں مسی.... میں صرف اپنے کمرے میں پیتا ہوں.... اور بہت زیادہ نشے کی حالت میں باہر نہیں نکلتا۔ میری بھی سن لو میں کہتا ہوں میرے باس سے محبت کرو۔ وہ بہت اچھا آدمی ہے۔

اس کا باپ بھی یقیناً اچھا آدمی رہا ہوگا۔!"

"اچھا جوزف تم پر شامبا....!"

"مسی....!" جوزف خوفزدہ آواز میں چیخا اور آس پاس کے لوگ چونک پڑے۔ مگر لڑکی اس سے لاپرواہ معلوم ہو رہی تھی کہ ایک پبلک پارک میں ہے۔

"کچھ بھی ہو تمہیں میرے پاس آنا پڑے گا۔ ورنہ میں تمہیں اسی طرح بد دعائیں دیتی رہوں گی۔!"

"نہیں.... مسی بد دعائیں نہیں۔!" وہ جلدی سے بولا۔ "میں سوچوں گا.... سوچ کر جواب دوں گا۔!" جوزف بہت زیادہ نڈھال نظر آنے لگا۔

دوسرے دن عمران جوزف سے کہہ رہا تھا۔ "تمہیں اس کی ملازمت کرنی پڑے گی۔!"

"باس....!" جوزف چیخا۔ "کوئی عورت مجھے حکم نہیں دے سکتی۔!"

"ابے تو کیا میں عورت ہوں۔!"

"میں اس سفید چڑیل کی بات کر رہا ہوں۔!"

"خبردار وہ سفید گلہری ہے اور کالے پہاڑ سے عشق کرتی ہے۔ جوزف بکواس بند تم اسے یوں سمجھو کہ وہ میرے دشمنوں کی پارٹی سے تعلق رکھتی ہے۔ تم نوکر میرے ہی ہو لیکن کچھ دن اس کے ساتھ کام کرو گے۔ تم سے وہ جو کام بھی لینا چاہے اس کی اطلاع مجھے دیتے رہنا۔ کیا سمجھے۔!"

"اوہ.... تو یہ کیوں نہیں کہتے باس۔ میں ضرور جاؤں گا۔!" جوزف خوش ہو کر بولا۔ "تمہارے دشمنوں کی کھوپڑیاں چباؤں گا۔!"

"لیکن اسے میرے بارے میں کچھ بھی نہ معلوم ہونے پائے۔!"

"ہرگز نہیں باس.... اندھیرے کے شکار میں مجھے بڑا مزہ آتا ہے.... میں ضرور جاؤں گا اور آج ہی جاؤں گا۔!"

"کہاں جاؤ گے۔!"

"وہ آج شام کو اپنا پتہ بھجوائے گی۔ اُس نے کہا تھا کہ اگر نوکری کا فیصلہ کرو تو اسی پتہ پر آجانا۔!"

لیکن اسی شام کو عمران نے ایک بار پھر صفدر کو چکر میں ڈال دیا۔ اس کے ہاتھ میں شام کا ایک اخبار تھا۔ اُس نے اسے ایک اشتہار دکھایا جس کی سرخی تھی۔

"چوہے ماریئے۔!"

"کیا مطلب....!" صفدر نے متحیرانہ انداز میں پوچھا۔

"شتر مرغ مارنے کے لئے نہیں لکھا گیا۔!" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ہاں میں سمجھتا ہوں کہ چوہے مارنا اتنا مشکل نہیں ہے۔ جتنا شتر مرغ مارنا۔ لیکن آپ مجھے اشتہار کیوں دکھا رہے ہیں۔!"

"یہ کسی دوا کا اشتہار تھا جسے آٹے کی گولیوں میں چوہے مارنے کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔

عمران تھوڑی دیر تک صفدر کی آنکھوں میں دیکھتا رہا پھر بولا۔ "یہ پیشہ بھی بُرا نہیں رہے گا۔ جب کہ اتنی سی بات بھی تمہاری سمجھ میں نہیں آسکتی۔!"

"آپ کی کوئی بات میری سمجھ میں نہیں آتی۔!"

"کیا تمہیں یاد نہیں کہ ہماری روانگی کے وقت اس بہری قتالۂ عالم نے چوہے کی فرمائش کی تھی۔"

"اوہ.... تو اس اشتہار کا اس سے کیا تعلق....!" صفدر کو عمران کا مینڈک یاد آگیا۔

"یہ اشارہ ہے کہ ہمیں آج وہاں پہنچنا چاہئے۔ جس رات ہم گئے تھے اُسی شام کو اس اخبار میں مینڈکوں سے متعلق ایک مضمون شائع ہوا تھا۔ وہ اشارہ تھا.... اور میں نے وہاں پہنچ کر اُس دلارام اور دل آرا کی خدمت میں مینڈک پیش کیا تھا۔ آج چوہے کی نذر گذاریں گے۔"

صفدر کچھ نہ بولا۔ لیکن وہ اس مسئلے پر دیر تک غور کرتا رہا۔ عمران تو کبھی کا کمرے سے جا چکا تھا۔ پھر صفدر اسی کمرے میں تھا کہ دوبارہ آکر اُسے جوزف کی روانگی کی اطلاع دی۔

"پتہ دلکشا ہی کا دیا ہے۔!" صفدر نے پوچھا۔

"ہاں....!"

"عمران صاحب.... کہیں ہم ہی دھوکا نہ کھا رہے ہوں۔!" صفدر نے کہا۔

"کیسے....!"

"اُسے ہماری اصلیت کا علم ہو گیا ہو۔!"

"یہ کس بناء پر کہہ رہے ہو۔!"

"جوزف آخر وہ جوزف کے پیچھے کیوں پڑ گئی ہے۔!"

"یہی دیکھنا ہے۔!"

"لیکن اگر ہم اس چوہے دان میں پھنس گئے تو.... مطلب یہ کہ اس ساؤنڈ پروف کمرہ میں۔"

"دیکھا جائے گا۔ میں ایسے حادثات کے لئے ہر وقت تیار رہتا ہوں۔!"

عمران نے لاپرواہی سے کہا اور بات آئی گئی ہو گئی۔

جولیا کے فون کی گھنٹی بجی اور اس نے ریسیور اٹھالیا۔

"ایکس ٹو....!" دوسری طرف سے بھرائی سی آواز آئی۔

"یس سر....!"

"دلکشا میں اس وقت کل کتنے آدمی ہیں۔!"

"کل تک دو آرٹسٹ تھے.... وہ دونوں چلے گئے۔!"

"کہاں چلے گئے۔!"

"یہ نہیں معلوم ہو سکا۔ ریلوے اسٹیشن گئے تھے اور تھرٹین اپ میں بیٹھ گئے تھے۔!"

"اب کتنے آدمی ہیں۔!"

"کوئی بھی نہیں.... صرف ایک لڑکی.... اور جی ہاں آدھے گھنٹے پہلے کی خبر ہے کہ عمران کا نیگرو ملازم جوزف بھی وہاں دیکھا گیا ہے۔!"

"آج تمہارے آدمی اس وقت تک اس عمارت کے آس پاس رہیں گے جب تک کہ میری طرف سے کوئی دوسری اطلاع نہ ملے۔!"

"بہت بہتر جناب....!"

"اُن سے کہہ دو کہ توجہ زیادہ تر عقبی پارک پر رہے۔ انہیں وہاں جو کچھ بھی نظر آئے اس میں دخل انداز نہ ہوں۔ مثال کے طور پر اگر کسی کو دیوار پر چڑھتے دیکھیں یا غیر قانونی طور پر عمارت میں داخل ہوتے دیکھیں۔ تو اُسے للکارنے یا روکنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن اگر انہیں اُدھر کی کسی کھڑکی میں شعلہ نظر آئے تو بے دریغ عمارت میں گھس پڑیں اور اس کھڑکی تک پہنچنے کی کوشش کریں جس میں شعلہ نظر آیا ہو۔!"

"بہت بہتر....!"

"اور تم.... تمہیں بھی ایک کام کرنا ہے۔ ٹھیک ساڑھے آٹھ بجے گھر سے نکلو.... تمہیں

کسی سے ایک سوٹ کیس ملے گا۔ اُسے لے کر کیفے وکٹوریہ میں چلی جانا اور کسی ایسے آدمی کا انتظار کرنا جو تم سے وہ سوٹ کیس لے جائے۔ ویسے یہ بھی ممکن ہے کہ تم اُسے اپنے گھر واپس لے آؤ۔ اُسی صورت میں ہوگا جب ساڑھے گیارہ بجے تک کوئی آدمی سوٹ کیس کی طرف متوجہ نہ ہو۔ ٹھیک ساڑھے گیارہ بجے کیفے وکٹوریہ سے تمہاری واپسی ہونی چاہئے۔!"

"یعنی اگر کوئی ایسا آدمی نہ ملا جو سوٹ کیس کا مطالبہ کرے تو وہ سوٹ کیس میں واپس لاؤں گی۔!"

"قطعی طور پر....!"

اس کے بعد سلسلہ منقطع ہوگیا۔ جولیا.... نے گھڑی کی طرف دیکھا۔ ساڑھے سات بجے تھے۔ ایکس ٹو نے ساڑھے آٹھ بجے گھر سے نکلنے کی ہدایت دی تھی۔ لیکن اُسے سوٹ کیس کہاں ملے گا....؟ اس نے وضاحت نہیں کی تھی۔

ساڑھے آٹھ بجے وہ گھر سے نکلی.... کمپاؤنڈ طے کر کے پھاٹک کی طرف جارہی تھی کہ آواز آئی۔ "ٹھہریئے مادام....!"

وہ چونک کر مڑی کراٹا کی باڑھ کے پیچھے کوئی آدمی کھڑا تھا۔ فاصلہ تین یا چار گز رہا ہوگا۔ اُسے رکتے دیکھ کر تاریک سایہ اُس کی طرف بڑھا۔ پھر ایک ہاتھ اٹھا.... چھوٹا سا سوٹ کیس اس کے ہاتھ میں صاف دیکھا جاسکتا تھا۔

جولیا نے ہاتھ بڑھا کر سوٹ کیس لے لیا اور چپ چاپ پھاٹک کی طرف بڑھ گئی۔

سناٹے سے اکتا کر تاریکی گویا جھینگروں کی جھائیں جھائیں کی شکل میں بول پڑی تھی۔ جیسے ہی دلکشا کی نچلی منزل کی ایک کھڑکی میں سبز روشنی نظر آئی۔ صفدر اور عمران جھاڑیوں سے نکل کر عمارت کی طرف بڑھے۔

پچھلی بار کی طرح آج بھی انہیں پائپ کے سہارے اوپری منزل کی کھڑکی تک پہنچنا پڑا۔ دوسرے ہی لمحے میں وہ کمرے کے اندر تھے۔

عمران نے سوئچ بورڈ ٹٹول کر کمرے میں روشنی کی۔ روشنی ہوتے ہی کھڑکی کی خلاء بھی غائب لیکن عمران نے کوئی دوسرا سوئچ آن کر کے وہ سفید چادر سی ہٹادی جو کھڑکی کی خلاء پر پھیل گئی تھی۔ کھڑکی کے پٹ تو اس نے پہلے ہی بند کردیئے تھے۔ کمرے میں انہیں کوئی تبدیلی نہیں نظر

آئی۔ لیکن اچانک صفدر چونک کر آتش دان کے بت کو گھورنے لگا۔ آج اس کی آنکھیں سرخ تھیں اور وہ بڑا خوفناک معلوم ہورہا تھا۔ صفدر نے عمران کو بھی اسی طرف متوجہ پایا وہ متحیرانہ انداز میں اپنی پلکیں جھپکا رہا تھا۔

بت کی سرخ آنکھیں.... صفدر کو ایسا ہی معلوم ہورہا تھا جیسے وہ قہر آلود نظروں سے انہیں گھور رہا ہو۔ پھر آہستہ آہستہ یہ بات اس کی سمجھ آئی کہ وہ سرخ رنگ کی روشنی تھی۔ غالباً بت کے اندر سرخ رنگ کا بلب روشن تھا۔

"تم کون ہو....!" یک بیک بت سے آواز آئی اور عمران بوکھلاہٹ میں جیب سے چیونگم کا پیکٹ نکال کر اسے پیش کرنے دوڑا۔ پھر آتش دان کے قریب جاکر تیزی سے مڑا اور ہونٹوں پر انگلی رکھ کر صفدر کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

صفدر (تو پہلے ہی سے دم بخود تھا اور سوچ رہا تھا کہ بُرے پھنسے۔ اُسے عمران پر غصہ آنے لگا۔ کیونکہ اُس نے پہلے ہی اس سے کہا تھا۔ کہیں آج وہ کمرہ ہمارے لئے چوہے دان ہی نہ بن جائے۔ لیکن عمران نے پرواہ نہیں کی تھی۔!

دفعتاً صفدر چونک پڑا۔ کیونکہ اُس نے بہری رقاصہ کی آواز سنی تھی۔ مگر یہ آواز عمران کے منہ سے نکل رہی تھی وہ بت کے قریب منہ لے جاکر کہہ رہا تھا۔ "یہ سب ٹھیک ہے۔ پہلے مجھے شبہ ہوا تھا لیکن میں اُسکی مونچھیں اکھڑوانے کی کوشش کرچکی ہوں۔ نہیں اکھڑیں... میک اپ نہیں ہے۔!"

"چلو ٹھیک ہے۔!" بت سے آواز آئی۔ "اسی طرح محتاط رہو.... پچھلی بار مجھے اُس کی کھانسیوں پر شبہ ہوا تھا۔ اب اپنا سوئچ آن کردو....!"

بت کی آنکھوں کی سرخ روشنی غائب ہوگئی۔ عمران بڑی تیزی سے بت کو ٹٹول رہا تھا۔ پھر اس نے جیب سے چاقو نکالا اور ایک تار کاٹنے لگا جو بت کی پشت سے نکل کر دیوار میں غائب ہوگئی تھی۔

ٹھیک اسی وقت دروازہ کھلا اور بہری لڑکی جوزف کے ساتھ کمرے میں داخل ہوئی۔

صفدر کی پشت عمران کی طرف تھی اس لئے لڑکی کی نظر سب سے پہلے صفدر ہی پر پڑی اور وہ نہ دیکھ سکی کہ عمران کیا کررہا ہے۔!

ان دونوں کے کمرے میں داخل ہوتے ہی دروازہ بند ہوگیا.... اور لڑکی نے جوزف سے کہا۔ "پکڑوان چوروں کو.... مارو....!"

لیکن صفدر بھی غافل نہیں تھا۔ دوسرے ہی لمحے میں اس کا ریوالور نکل آیا اور وہ دونوں جہاں تھے وہیں رہ گئے۔ عمران اس سے لاپرواہ تار کاٹنے میں مشغول رہا ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اُسے گرد و پیش کی خبر ہی نہ ہو۔

جوزف اور لڑکی نے اپنے ہاتھ اوپر اٹھا لئے تھے۔

جب عمران تار کاٹ چکا تو لڑکی کی طرف مڑ کر بولا۔ "قریب آؤ.... میں تمہارے کان میں کھانسوں گا۔" اس کے صرف ہونٹ ہل کر رہ گئے آواز نہیں نکلی۔

"ہاں تم.... بولو گی کیسے کیونکہ اس وقت تمہارے کانوں پر آلۂ سماعت کا سیٹ موجود نہیں ہے۔ خیر ہونٹ ہی ہلاتی رہو۔ جب تمہارے ہونٹ ہلتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے شفق کی دو پارٹیاں آپس میں کبڈی کھیل رہی ہوں۔!"

عمران اس وقت اپنی اصلی آواز میں بول رہا تھا اور جوزف کی آنکھیں حیرت کے مارے باہر نکلی پڑ رہی تھیں۔

دفعتاً عمران نے اس سے کہا۔

"تم زمین پر لیٹ جاؤ....!"

جوزف نے چپ چاپ تعمیل کی۔ عمران کا میک اپ میں ہونا اُس کے لئے بعید از عقل نہیں تھا کیونکہ وہ اسے کئی دن سے رانا تہور علی کے میک اپ میں بھی دیکھتا رہا تھا۔

"او کوئے تم اتنی بزدلی کیوں دکھا رہے ہو۔!" لڑکی جھنجھلا کر بولی۔

"وہ کائیں کائیں نہیں کرے گا۔!" عمران نے مسکرا کر کہا۔ "اور اگر کرے بھی تو اس کی آواز تمہارے کانوں تک کیسے پہنچ سکتی ہے۔!"

"تو کیا تم مجھے بہری سمجھتے ہو۔!" لڑکی بڑے دلآویز انداز میں مسکرائی۔

"جو سمجھتا ہو! اللہ کرے خود اندھا ہو جائے۔!" عمران نے بوڑھی عورتوں کی طرح انگلیاں چٹخا کر کوسنا دیا۔

لڑکی ہنسنے لگی وہ بڑے اچھے موڈ میں معلوم ہوتی تھی۔

"تم کوئی بھی ہو چالاک اور دلچسپ معلوم ہوتے ہو۔!" اس نے کہا۔

"اتنا دلچسپ کہ بعض لڑکیاں پیار سے حلوہ کہتی ہیں۔!"

"اگر یہ تمہاری اصل آواز ہے تو مجھے یاد پڑتا ہے کہ اسے میں پہلے بھی کہیں سن چکی ہوں۔!"

"اور میں محسوس کر رہا ہوں کہ تم وقت گذارنے کی کوشش کر رہی ہو کیوں....؟ مدد کا انتظار ہے۔ ظاہر ہے کہ اس صورت میں مدد ضرور آئے گی جب کہ میں اس بت نما ٹرانس میٹر کا تار کاٹ چکا ہوں۔!"

لڑکی نے کچھ کہنا چاہا لیکن پھر مضبوطی سے اپنے ہونٹ بند کر لئے۔

"تار کٹنے پر دوسری جانب یقینی طور پر اس کا ردعمل ہوا ہوگا کیوں۔" عمران مسکرا کر بولا۔ "اس لئے تمہیں مدد کی توقع ہے۔"

لڑکی اب بھی کچھ نہ بولی۔ لیکن وہ بہر حال پُرسکون نظر آ رہی تھی۔

"تم سمجھتی ہو شاید مجھ سے حماقت سرزد ہوئی ہے جس کا نتیجہ مجھے عنقریب بھگتنا پڑے گا۔ لیکن یہ تمہاری بھول ہے جب میں نے تار کاٹا ہے اس وقت اس بت کی آنکھیں سرخ نہ تھیں۔!"

"کیا مطلب....!" لڑکی یک بیک چونک پڑی۔

"بت کی آنکھیں سرخ نہیں تھیں۔!" عمران مسکرایا۔ "اور دوسری طرف سے کہا گیا تھا کہ اب تم سوئچ آن کر دو....!"

"تم جھوٹے ہو....!" لڑکی نے بے ساختہ کہا۔ پھر ایسا معلوم ہونے لگا جیسے یہ جملہ غیر ارادی طور پر اس کی زبان سے نکلا ہو۔

"یہ سچ ہے بہری محترمہ....!" عمران نے اس کی آواز کی نقل اتاری۔ "میں نے اس سے کہا تھا کہ میں مطمئن ہو گئی ہوں۔ یہ لوگ میک اپ میں نہیں ہیں۔!"

لڑکی بوکھلائے ہوئے انداز میں دو چار قدم پیچھے ہٹ گئی۔ وہی نہیں بلکہ جوزف بھی بوکھلا کر اٹھ بیٹھا تھا حالانکہ وہ اردو نہیں سمجھتا تھا لیکن آواز کی تو کوئی زبان ہوتی نہیں.... وہ عمران اور بہری لڑکی کی آواز میں فرق کر سکتا تھا۔ لیکن اس وقت دونوں آوازوں کی یکسانیت نے اُسے گویا گدگدا کر رکھ دیا۔ وہ دونوں ہاتھوں سے پیٹ دبائے ہوئے بے تحاشہ ہنس رہا تھا۔

"خاموش رہو....!" لڑکی ہسٹریائی انداز میں چیخی۔ لیکن جوزف بدستور ہنستا رہا۔

"یہ نہیں خاموش رہ سکتا کیونکہ اس وقت اسکا باس اسکے سامنے موجود ہے۔!" عمران نے کہا۔

اور وہ ایک بار پھر اچھل کر دیوار سے جا لگی۔ تھوڑی دیر تک پلکیں جھپکاتی رہی پھر بولی۔

"میں نہیں سمجھی۔!"

"رانا تہور علی صندوقی۔!" عمران سینے پر ہاتھ رکھ کر تھوڑا سا جھکا۔

"اوہ.... مگر کیوں....!"

"وہ یوں کہ تم جوزف پر ہاتھ صاف کرنا چاہتی تھیں۔ وہ دونوں ہی گدھے میری قید میں ہیں۔ جو آج یہاں آنے والے تھے۔ اگر تم ایک گھنٹہ پہلے انہیں عقبی پارک کی جھاڑیوں میں تلاش کرتیں تو وہ بندھے پڑے ہوئے مل جاتے مگر اب انہیں میرے آدمی لے گئے اور اب تمہارا بھی وہی حشر ہونے والا ہے۔ میں دیکھوں گا کہ وہ بت تمہیں کیسے بچا لیتا ہے۔!"

لڑکی ہنس پڑی پھر ٹھنک کر بولی۔

"جاؤ.... تم نہیں سمجھے۔!"

"ہائیں بائیں رائیں....!" عمران اپنی کھوپڑی سہلا کر بولا۔ "میں نہیں سمجھا.... سیکرٹری اب تم سمجھاؤ۔!"

وہ ہنستی ہوئی عمران کے قریب آگئی اور پھر یک بیک سنجیدہ ہو کر دھیمی آواز میں بولی

"تمہارے لئے صرف تمہارے لئے۔ کاش میں تمہیں اپنا دل چیر کر دکھا سکتی۔!"

"ضرور دکھاؤ... میں نے آج تک چیرا ہوا دل نہیں دیکھا۔ کیسی شکل ہوتی ہو گی۔ میرے خدا!"

"میرا مذاق نہ اڑاؤ....!" اس نے ایسی غصیلی آواز میں کہا جس میں غم کی جھلکیاں بھی تھیں اور پھر وہ صوفے میں اس طرح گر گئی جیسے بہت تھک گئی ہو۔

تھوڑی دیر بعد اس نے درد بھرے لہجے میں کہا۔ "میں ایک رقاصہ ہوں نا... اگر تم سے قریب ہونے کی کوشش کرتی تو تم یہی سمجھتے کہ میں تمہاری دولت پر ہاتھ صاف کرنا چاہتی ہوں۔!"

"ارے تم میری کھوپڑی پر بھی ہاتھ صاف کر سکتی ہو.... میں فارغ البال ہو جانے میں فخر سمجھوں گا۔!"

"تم پھر میرا مذاق اڑا رہے ہو۔!" وہ روہانسی آواز میں چیخی۔

"خیر ہٹاؤ....!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "ہاں تو تم رقاصہ تھیں تو پھر....!"

"میں نے سوچا کہ اگر میں جوزف کو تم سے توڑ لوں گی تو تم میرا پیچھا کرو گے۔ اس طرح ایک دن تم خود ہی مجھ سے قریب ہو جاؤ گے۔!"

"اور اس وقت تم مجھے قریب دیکھ رہی ہو۔" عمران مسکرایا۔ تھوڑی دیر تک اس کی آنکھوں میں دیکھتا رہا پھر بت کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولا۔

"مگر اے پیاری رقاصہ کیا یہ بت تمہارا بندہ نواز.... ار رہپ.... طبلہ نواز ہے۔ طبلچی نہیں ہوں گا کیونکہ یہ لفظ ایک ماڈرن آرٹسٹ کے لئے توہین آمیز ہے۔ طبلچی تو دقیانوسی طوائفوں کے ہوا کرتے تھے۔!"

"اوہ.... ٹھہرو.... میں بتاتی ہوں.... میں نہیں جانتی کہ یہ سب کچھ کیا ہے۔ ہم نے یہ عمارت کرائے پر لی تھی۔ مالک مکان نے اس کمرے کے سلسلے میں ہمیں ہدایت کی تھی کہ ہم اسے نہ کھولیں کیونکہ اس میں اس کا سامان تھا ہم نے وعدہ کیا تھا کہ ایسا ہی ہو گا۔ ایک رات ہم تینوں سو رہے تھے۔!"

"کون تینوں....؟"

"میرے دو بھائی بھی ہیں میرے ساتھ۔ ایک مصور ہے اور دوسرا مکینک۔ ہاں تو اپنے اپنے کمروں میں سو رہے تھے اچانک میری آنکھ کھل گئی۔ میں نہیں بتا سکتی کہ کیسے کھلی تھی۔ بہرحال میں نے جو کچھ بھی دیکھا میری رگوں کا خون سرد کر دینے کے لئے کافی تھا۔ ایک آدمی نظر آیا جس کا چہرہ نقاب میں چھپا ہوا تھا اور اس کے ریوالور کا رخ میری ہی جانب تھا۔ اس نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر مجھے خاموش رہنے کا اشارہ کیا پھر آہستہ سے بولا دیکھو یہ بغیر آواز کا ریوالور ہے۔ اگر تمہارے حلق سے ہلکی سی بھی آواز نکلی تو تم ہمیشہ کے لئے سو جاؤ گی۔ جو کچھ میں کہوں اس پر خاموشی سے عمل کرتی رہو۔ پھر اس نے مجھ سے اوپری منزل پر چلنے کے لئے کہا۔ میں نے چپ چاپ اس کے حکم کی تعمیل کی اس نے اس کمرے کا قفل کھولا۔ ہم دونوں اندر آئے میں کمرے کی ساخت پر حیرت زدہ رہ گئی۔ اس بت کی آنکھیں سرخ تھیں اور یہ بڑا بھیانک معلوم ہو رہا تھا۔ دفعتاً بت نے بولنا شروع کر دیا اور مجھ پر غشی سی طاری ہونے لگی۔ میں بری طرح ڈر گئی تھی مجھے کچھ بھی یاد نہیں کہ بت کیا کہہ رہا تھا۔ پھر کتنی دیر مجھ پر غشی طاری رہی تھی یہ نہیں بتا سکوں گی۔ بہرحال جب میں ہوش میں آئی تو نقاب پوش نے بتایا کہ وہ بت تو ایک قسم کا ٹرانس میٹر تھا۔ اس سے خوف کھانے کی ضرورت نہیں۔ اس کے بعد اس نے مجھے کئی قسم کی دھمکیاں دیتے ہوئے کہا مجھے چند نامعلوم آدمیوں کے لئے یہ کام کرنا ہی پڑے گا۔ لیکن اگر میں نے کسی پر اس کمرے کا

راز ظاہر کیا تو مجھے گولی ماردی جائے گی۔!"

لڑکی خاموش ہو کر گہری سانسیں لینے لگی ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے ان واقعات کی یاد بھی اُسے خوفزدہ کر رہی ہو۔ عمران نے پلکیں جھپکائیں اور پوچھا۔

"ان چند نامعلوم آدمیوں کے لئے کام کرتی ہو۔!"

"کام کی نوعیت مجھے پاگل کردے گی۔!" لڑکی اپنی پیشانی رگڑنے لگی۔

"چلو میں بھی تمہارا ساتھ دے دوں گا۔ جلدی سے بتا جاؤ۔ میرے پاس وقت کم ہے۔!" عمران نے اُسے گھورتے ہوئے کہا۔

"مجھ سے کہا گیا تھا کہ کل رات کو فلاں وقت نچلی منزل کے فلاں کمرے سے کھڑکی کھول کر سبز رنگ کا بلب روشن کر دینا۔ پھر بیس منٹ بعد اس کمرے میں آنا یہاں دو آدمی ہوں گے۔ تم ان سے پوچھنا کیا خبر ہے۔ اگر وہ جواب میں تمہیں مونگ پھلی نہ دکھائیں تو پھر ان سے اس انداز سے گفتگو کرنا جیسے تم بہت بہری ہو۔ اسی وقت سن سکو گی جب تمہارے کان میں منہ لگا کر چیخا جائے۔ گفتگو آتشدان کے قریب کرنا جہاں بت رکھا ہوا ہے۔ پھر جب وہ واپس جانے لگیں تو تم اُن سے ایک لفظ کہنا اور وہ لفظ ہے تربوز.... شام کا فلاں اخبار روزانہ دیکھتی رہو جس روز بھی اس میں تربوزوں کے متعلق کوئی اشتہار نظر آئے سمجھ لو کہ اس رات کو پھر وہ دونوں آئیں گے۔ اُن سے جب بھی گفتگو کرو.... بہری بن کر کرو.... بلکہ ویسے بھی اب مستقل طور پر بہری بن جاؤ۔ اگر تمہارے بھائی تم سے پوچھیں تو کہو کہ تمہیں اچانک یہ مرض لاحق ہو گیا ہے۔ کانوں میں آلۂ سماعت لگائے رکھا کرو۔ میں اکثر سوچتی ہوں کہ آخر یہ سب کیا ہے۔ میں کیوں بہری ہوں۔ وہ دونوں کون ہیں جو یہاں آیا کرتے ہیں اور مجھے ادھر اُدھر کی خبریں سناتے ہیں۔ مجھے اس کا جواب تو مل گیا ہے کہ میں ان دونوں کے سامنے بہرے پن کا سوانگ کیوں رچاؤں یہ بت نما ٹرانس میٹر ہے نا اس کے ذریعے ان کی آواز کسی اور تک پہنچتی ہے۔ اسی لئے مجھ سے کہا گیا ہے کہ میں بہری بن کر انہیں چیخنے پر مجبور کردوں.... گفتگو آتش دان کے قریب ہو جس پر بت رکھا ہوا ہے۔ کچھ بھی ہو میں ان لوگوں سے خوفزدہ ہوں۔ میرے بھائیوں کو ابھی تک ان باتوں کا علم نہیں ہو سکا۔ میں نے تمہارا سہارا لینا چاہا۔!"

"تمہیں سہارا دیا گیا۔!" عمران نے شاہانہ انداز میں کہا۔

"تم کیا کر سکو گے میرے لئے....!"

"تمہیں یہاں سے لے جاؤں گا۔!"

"اس سے کیا فائدہ ہوگا۔!"

"مونگ پھلیوں، تربوزوں، مینڈکوں اور چوہوں سے نجات ملے گی۔"

"کیا مطلب....!" لڑکی چونک کر بولی۔ "تمہیں چوہوں اور مینڈکوں کا علم کیسے ہوا۔!"

"بوڑھے آدمی کی جیب سے ایک چوہا برآمد ہوا تھا۔ اور ابھی تم نے کسی شام کے اخبار کا حوالہ دیا تھا مجھے یاد پڑتا ہے کہ میں نے شام ہی کے کسی اخبار میں اس سے پہلے مونگ پھلیوں، تربوزوں اور مینڈکوں سے متعلق اشتہارات بھی دیکھے ہیں اور آج تو چوہے مارنے کی دوا کا اشتہار تھا ہی۔!"

"تم بہت ذہین آدمی ہو....!" لڑکی نے حیرت سے کہا۔ "مگر میں یہاں سے کہیں نہیں جاؤں گی۔ یہیں رہوں گی۔ تم یہیں میری مدد کرو.... جوزف کو میرے ساتھ رہنے دو۔!"

"اگر خوشی سے نہیں جاؤ گی تو زبردستی لے جاؤں گا۔ کیا سمجھیں بہروں کی جنت....!"

"میں چیخ چیخ کر آسمان سر پر اٹھا لوں گی۔! تم زبردستی نہیں لے جا سکتے۔!"

"زندہ نہیں جاؤ گی تو مردہ لے جاؤں گا۔ خوب حلق پھاڑو! میں جانتا ہوں کہ یہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے.... اور تم نے ابھی تک جتنی بکواس کی ہے اس کے ایک لفظ پر بھی یقین نہیں آیا۔!"

عمران نے کہتے ہوئے جیب سے ربڑ کا ایک چھوٹا سا غبارہ نکالا جس میں کوئی سیال چیز بھری ہوئی تھی۔ قبل اس کے کہ لڑکی سنبھلتی وہ غبارہ اس کی ناک پر پڑ کر پھٹا اور اس کے چہرے پر سرخ رنگ کا سیال پھیل گیا۔

وہ دونوں ہاتھوں سے چہرہ چھپا کر آگے جھک آئی۔ پھر سیدھا ہونا نصیب نہ ہوا۔ وہ ویسے ہی جھکی بیٹھی رہ گئی۔

"جوزف....!" عمران غرایا۔ "تم اس سے پہلے بھی آدمیوں کی گٹھڑی باندھ چکے ہو گے۔!"

"درجنوں بار.... باس....!" جوزف خوش ہو کر بولا۔ "اب میں اسے بتاؤں گا۔!"

دوسری صبح آفس میں ایکس ٹو کے ماتحت پچھلی رات کی بے تکی بھاگ دوڑ کے متعلق گفتگو کر رہے تھے۔ جولیا کا موڈ خصوصیت سے بگڑا ہوا تھا۔ وہ کہہ رہی تھی۔

"میں کیفے وکٹوریہ میں کافی رات گئے تک جھک مارتی رہی تھی.... اور پھر مجھے وہ سوٹ کیس گھر ہی واپس لانا پڑا تھا۔ میرا خیال ہے کہ اب ایکس ٹو ٹھوکریں کھانا شروع کر دے گا۔ بہت تیزی سے چل رہا تھا۔ وکٹوریہ میں میرے وقت کی بربادی کا یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ اس کی کوئی اسکیم پٹ گئی ہے۔!"

"اور ہم دلکشا کے عقبی پارک میں سر پھوڑتے رہے تھے۔!" تنویر بولا۔

"نہ تو اس کھڑکی میں شعلہ دکھائی دیا تھا اور نہ ہم اندر گئے تھے۔ البتہ دو آدمی ضرور نظر آئے تھے۔ جنہوں نے پائپ کے ذریعے عمارت میں پہنچنے کی کوشش کی تھی اور کامیاب بھی ہو گئے تھے۔!"

"وہ دونوں کون تھے۔!" جولیا نے پوچھا۔

"یہ تم ہی بتا سکو گی....!" تنویر مسکرایا۔

"میں کیا جانوں.... مجھ سے جو کچھ کہا گیا تھا اس کی اطلاع تمہیں دے دی تھی۔!"

"ہم اندھیرے کی وجہ سے ان کی شکلیں نہیں دیکھ سکے تھے۔!" کیپٹن خاور نے کہا۔

"سمجھ نہیں آتا کیا چکر ہے۔!" جولیا بڑبڑائی۔ "صفدر بھی غائب ہے اور عمران تو عرصے سے نہیں آیا۔" دفعتاً فون کی گھنٹی بجی اور جولیا نے ریسیور اٹھا لیا۔

"ہیلو....!"

"یس جولیا.... اٹ از ایکس ٹو....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "شائد تم لوگ سوچ رہے ہو گے کہ پچھلی رات میری کوئی اسکیم فیل ہو گئی ہو گی۔!"

"نن.... نہیں.... جناب....!" جولیا ہکلائی۔

"میری کوئی اسکیم فیل نہیں ہوئی۔ تم لوگوں کو محض اس لئے کچھ نہیں کرنا پڑا کہ سارے کام آسانی سے ہو گئے تھے۔!"

"نہیں جناب.... ہم نے نہیں سوچا کہ آپ کی کوئی اسکیم فیل ہوئی ہو گی۔!"

"خیر.... ابھی وہاں صفدر پہنچے گا تمہیں اس کے ساتھ دانش منزل جانا ہے۔!"

"بہت بہتر جناب....!"

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہو گیا۔ جولیا نے ریسیور رکھ کر ایک طویل سانس لی۔

"کیا قصہ ہے۔!" تنویر نے پوچھا۔

"میرے خدا.... وہ ہمارے خیال تک پڑھ لیتا ہے۔!"

"کیوں.... کیا ہوا....؟"

"کہہ رہا تھا.... تم سوچ رہے ہو گے کہ میری کوئی اسکیم فیل ہو گئی ہے۔!"

تھوڑی دیر کے لئے سناٹا چھا گیا.... پھر چوہان بولا۔ "پھر اُس نے کیا بتایا۔!"

"یہی کہ سارے کام آسانی سے ہو گئے تھے اس لئے کسی کو تکلیف نہیں کرنی پڑی۔!"

"جہنم میں جائے سب!" تنویر میز پر ہاتھ مار کر بولا۔ "مجھے تو یہ آفس بُری طرح کھل رہا ہے۔!"

کسی نے اُس کے اس خیال پر رائے زنی نہیں کی۔

صفدر رانا پیلس میں تنہا تھا اور شدت سے بور ہو رہا تھا۔ عمران اور جوزف غائب تھے۔ پچھلی رات وہ دونوں اس لڑکی کو نہ جانے کہاں لے گئے تھے۔ صفدر تو عمران کی ہدایت کے مطابق رانا پیلس واپس آ گیا تھا۔ لڑکی کو وہاں سے نکالنے کا منظر اسے اب تک یاد تھا۔ بیہوش ہو گئی تھی اور جوزف نے اُسے بڑی بے دردی سے ایک چادر میں اس طرح لپیٹا تھا کہ وہ گٹھڑی سی بن کر رہ گئی تھی اور وہ گٹھڑی اٹھا کر کاندھے پر رکھ لی تھی۔ عمران نے اس سے کہا تھا کہ وہ رانا پیلس واپس جائے۔!

رات اُس نے رانا پیلس میں گذاری اور صبح ہی اٹھ گیا۔ جب سے یہاں آیا تھا پوری نیند نہیں لے سکا تھا۔ اس لئے بیکاری کے لمحات میں اونگھنے کے علاوہ اور کوئی شغل نہیں رہ گیا تھا۔ اس وقت بھی وہ اونگھ ہی رہا تھا اور شاید سو بھی گیا ہوتا اگر فون کی گھنٹی نے اس کے ذہن کو جھکولے نہ دیئے ہوتے۔!

اس نے بُرا سا منہ بنا کر ریسیور اٹھایا لیکن دوسری طرف سے ایکس ٹو کی آواز سنتے ہی غنودگی ہوا ہو گئی۔ وہ کہہ رہا تھا۔ "فوراً آفس پہنچ کر جولیا سے ملو۔!"

"بہت بہتر جناب....!" صفدر نے کہا اور پھر دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہو گیا۔

صفدر نے بڑی تیزی سے تیاری شروع کر دی۔ ایکس ٹو کے احکامات پر وہ مشینوں کی طرح حرکت کرنے لگتا تھا۔ وہی نہیں بلکہ ایکس ٹو کے سارے ہی ماتحت اس کے احکامات کو آندھی اور طوفان سمجھتے تھے۔ سات یا آٹھ منٹ کے اندر ہی اندر وہ لباس تبدیل کر کے رانا پیلس سے باہر آ گیا۔ لیکن وہ اس وقت بھی رانا تہور علی کے سیکریٹری کے میک اپ میں تھا۔ اس نے سوچا کہ

ٹیکسی میں بیٹھنے کے بعد ہی مونچھیں نکال پھینکے گا۔ اس لئے منہ پر رومال رکھ کر ٹیکسی ڈرائیور سے گفتگو کی تھی اور پھر ٹیکسی میں بیٹھ کر میک اپ بگاڑ دیا تھا۔ اگر یہ نہ کرتا تو شائد منزل مقصود پر پہنچ کر ٹیکسی ڈرائیور کو بیہوش ہی ہونا پڑتا۔

آفس کے قریب اتر کر اس نے ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ ادا کیا اور آگے بڑھ گیا۔ بیٹھتے وقت اس نے اس کے منہ پر رومال ہونے کی وجہ سے مونچھیں دیکھی ہی نہیں تھیں کہ اب مونچھیں غائب ہونے پر اسے بیہوش ہو جانے کے امکانات پر غور کرنا پڑتا۔

صفدر آفس میں داخل ہوا اور جولیا اسے دیکھتے ہی کھڑی ہو گئی۔ پھر جیسے ہی اس نے اپنا بیگ اٹھایا تنویر کھنکار کر بولا۔ ”ایکس ٹو ظلم کرتا ہے اُسے ہم میں سے ہر ایک کو موقع دینا چاہئے۔۔!“

”کیا مطلب۔۔۔۔!“ جولیا جھلا کر مڑی۔

”کچھ نہیں۔۔۔۔! غالباً وہ تم دونوں کو کسی کام کے لئے کہیں بھیج رہا ہے۔۔!“

”پھر۔۔۔۔!“ جولیا نے آنکھیں نکال کر پوچھا۔

”شکوہ کر رہا ہوں ایکس ٹو کی زیادتیوں کا کہ وہ صفدر کو اپنے تجربات میں اضافہ کرنے کا موقع دیتا ہے اور ہم لوگ مکھیاں مارا کرتے ہیں۔۔!“

”شٹ اپ۔۔۔۔ ایڈیٹ۔۔۔۔!“ جولیا نے کہا اور صفدر کے بازو میں ہاتھ ڈال کر آفس سے باہر نکل آئی اور پھر آفس سے باہر آتے ہی اس کے بازو سے ہاتھ نکال لیا۔ یہ حرکت اس نے تنویر کو اور زیادہ تاؤ دلانے کے لئے کی تھی۔

”تم اس بیچارے کو خواہ مخواہ جھلسایا کیوں کرتی ہو۔۔!“ صفدر نے ہنس کر کہا۔

”چلو۔۔۔۔ تمہیں کہاں جانا ہے۔۔!“ جولیا نے ایک ٹیکسی کو روکنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”مجھ سے صرف اتنا کہا گیا تھا کہ میں آفس میں تم سے مل لوں۔۔!“

”خیر آؤ۔۔۔۔!“ جولیا نے کہا اور وہ دونوں ٹیکسی میں بیٹھ گئے۔ پھر اس نے ڈرائیور کو بتایا کہ انہیں بریملے روڈ پر اترنا ہے۔ صفدر سمجھ گیا کہ دانش منزل کے علاوہ اور کہیں نہیں جانا۔

ایکس ٹو کے ماتحت دانش منزل پہنچنے کے لئے بریملے روڈ ہی پر اترتے تھے اور ریکس اسٹریٹ سے پیدل گذرتے ہوئے دانش منزل جاتے تھے۔

”تم تھے کہاں۔۔!“ جولیا نے اس سے پوچھا۔

”میں۔۔۔۔ میں تو چھٹی پر تھا۔۔۔۔!“ صفدر نے بڑی سادگی سے کہا۔

”نہیں۔۔۔۔ تم گھر پر بھی نہیں رہے۔۔!“

”تو میں یہ کب کہتا ہوں کہ شہر میں تھا۔ میں تو آج ہی صبح یہاں پہنچا ہوں۔ پہنچنے کے تھوڑی دیر بعد ایکس ٹو کی کال آئی جس نے مجھے تم سے ملنے کی ہدایت دی تھی۔۔!“

جولیا کے انداز سے معلوم ہو رہا تھا کہ وہ اس بیان سے مطمئن نہیں ہوئی۔ لیکن پھر اُس نے اس سے اور کچھ نہیں پوچھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ دانش منزل میں داخل ہوئے اور اُن کے کانوں میں موسیقی کی آواز آئی۔ رمبا کے ساز بج رہے تھے۔ آواز دانش منزل کے وسیع ہال سے آ رہی تھی اور پھر جب وہ ہال میں داخل ہوئے تو کم از کم جولیا کی آنکھیں تو حیرت سے پھیل ہی گئیں کیونکہ عمران ایک بڑی خوبصورت لڑکی کے ساتھ رمبا ناچ رہا تھا۔

عمران کی ہم رقص انہیں دیکھ کر رک گئی اور عمران بچوں کی طرح ہاتھ ہلا ہلا کر شور مچانے لگا۔ ”ہلو۔۔۔۔ انکل اینڈ آنٹی۔۔۔۔ آؤ۔۔۔۔ آؤ تم بھی ناچو۔۔۔۔!“

اتنے میں ریکارڈ ختم ہو گیا اور عمران اُسے دوبارہ شروع کرنے کے لئے لڑکی کو چھوڑ کر گراموفون کی طرف دوڑ گیا۔

”یہ کون ہے۔۔!“ جولیا نے بُرا سا منہ بنا کر پوچھا۔

”پتہ نہیں۔۔!“ صفدر نے جواب دیا۔ لیکن وہ اسے اچھی طرح پہچانتا تھا۔

بھلا بہری حسینہ بھلانے کی چیز تھی۔ لیکن عمران اس وقت سو فیصدی عمران ہی تھا۔ احمق اور گاؤدی۔ چہرے پر حماقتوں کے بادل چھائے ہوئے تھے۔ دفعتاً جولیا آگے بڑھی اور اس نے ریکارڈ پر سے ساؤنڈ بکس اٹھا لیا۔

”ہائیں۔۔۔۔ ہم ناچنے جا رہے تھے۔۔!“ عمران نے بچگانہ تحیر ظاہر کیا۔

”یہ کون ہے۔۔۔۔؟“ جولیا نے گرج کر پوچھا۔

”ب۔۔۔۔ باس کی نئی محبوبہ۔۔۔۔ تو ڈانٹتی کیوں ہو۔۔!“

”گڑبڑ مت کرو۔۔۔۔!“ صفدر نے جولیا کا ہاتھ دبا کر آہستہ سے کہا۔

دوسری طرف نہ جانے کیوں بہری رقاصہ جولیا کو کڑے تیوروں سے دیکھ رہی تھی۔ اُس

نے عمران کا بازو پکڑ کر جھنجھوڑتے ہوئے پوچھا۔

"یہ کون ہے۔!"

"آنٹی....!" عمران نے کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا۔ "یہ بھی باس کی محبوبہ ہیں۔!"

صفدر نے دوبارہ ریکارڈ لگا دیا۔ لیکن بہری رقاصہ اب ناچنے پر رضامند نہیں معلوم ہوتی تھی۔

جولیا کا موڈ بے حد خراب ہو گیا تھا۔ اس لئے صفدر نے اس کا بازو پکڑ کر دوسری طرف کھینچا اور اُسے دوسرے کمرے میں لا کر بولا۔ "کیا شروع کر دیا تم نے۔!"

"وہ یہاں بیہودگیاں کیوں پھیلا رہا ہے۔!" جولیا غصے سے کانپتی ہوئی بولی۔

"میں کہتا ہوں اس کی ذمہ داری تم پر تو نہیں عائد ہوتی۔ ظاہر ہے کہ اگر وہ کوئی غلط حرکت کر رہا ہے تو ایکس ٹو کو جوابدہ ہوگا۔ ہمیں تو بس اپنے کام سے سروکار رکھنا چاہئے۔ کیا تم نہیں جانتیں کہ ایکس ٹو نے اسے اپنے طور پر کام کرنے کی آزادی دے رکھی ہے۔!"

جولیا کچھ نہ بولی لیکن اس کی آنکھیں بدستور سرخ رہیں اور سانس پھولتی رہی۔

اچانک ساز کے ساتھ ہی عمران اور بہری رقاصہ کے گانے کی آواز بھی آئی وہ ایک ساتھ گا رہے تھے۔

"Then Round and Round We Go!"

"دیکھو....!" جولیا ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "یہ سب مجھے تاؤ دلانے کے لئے ہو رہا ہے۔!"

"آخر تمہیں تاؤ دلانے کے لئے کیوں....؟" صفدر نے حیرت سے کہا۔

"میں نہیں جانتی۔!" وہ جھلا کر چیخی۔ "جاؤ یہاں سے۔!"

اور پھر وہ میز پر کہنیاں ٹیک کر جھک گئی۔ دونوں ہاتھوں سے اس طرح چہرہ چھپا لیا جیسے یک بیک سر چکرا گیا ہو۔ صفدر چپ چاپ کھڑا رہا۔ اُسے علم تھا کہ جولیا ذہنی طور پر عمران سے بہت قریب ہے۔! لیکن عمران اُسے مذاق میں اڑاتا رہتا ہے۔!

"تمہیں کیا ہو گیا ہے۔!" صفدر نے آگے بڑھ کر آہستہ سے کہا اور جولیا یک بیک چونک پڑی سر اٹھا کر صفدر کی طرف دیکھا اور اس کی آنکھوں میں آنسو تیر رہے تھے اور پھر وہ بے تحاشہ ہنس پڑی۔ آنکھوں میں رکے ہوئے آنسو گالوں پر ڈھلک آئے اور وہ ہنستی رہی۔

"میں.... میں شاید پاگل ہو گئی ہوں.... وہ اسی طرح پاگل بنا دیتا ہے۔ وحشی.... جنگلی احمق

آؤ.... آؤ.... چلو چلو ہم بھی ناچیں گے۔" پھر اس نے جلدی جلدی آنسو خشک کئے۔ لیکن اس دوران میں ہنستی ہی رہی تھی۔!

وہ دوڑتے ہوئے ہال میں آئے اور سازوں کی دھن پر رقص کرنے لگے۔ عمران گاتے گاتے چیخا۔

"Here Lies The Beauty and Duty Both

Ha--Ae Round and Round We Go!"

یہ دونوں کچھ نہ بولے بس ناچتے رہے اور زور زور سے ہنستے رہے۔ یک بیک بہری رقاصہ عمران سے ہاتھ چھڑا کر الگ ہٹ گئی اور ریکارڈ پر سے ساؤنڈ بکس اٹھا دیا۔

"تم کیوں میرا دماغ خراب کر رہے ہو۔!" وہ عمران کی طرف گھونسہ ہلا کر چیخی۔

"لو دیکھو....!" صفدر ہنس پڑا.... "اس کا بھی دماغ خراب کر رہے تھے یہ حضرت....!"

جولیا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا کر رہ گئی۔ وہ اُس لڑکی کو توجہ اور دلچسپی سے دیکھ رہی تھی۔

"اوہو.... تم خفا کیوں ہو رہی ہو....!" عمران گھگھیایا۔

"یہ لوگ کون ہیں۔!"

"کہہ تو دیا کہ سب باس ہی کے آدمی ہیں۔!" عمران نے جواب دیا۔

"میں یہاں کیوں لائی گئی ہوں....!" اس نے چیخ کر کہا۔

"میں کچھ نہیں جانتا.... باس نے مجھ سے کہا تھا کہ ان کا دل بہلاؤ، ناچو گاؤ خوشیاں مناؤ۔!"

"میں باہر جاؤں گی۔!"

"کوشش کرو.... ہو سکتا ہے کہ تمہاری تقدیر اچھی ہو۔!"

"کیا مطلب....!"

"ابھی تک ایسا نہیں ہوا کہ کوئی یہاں سے نکل سکا ہو۔!"

"میں شور مچاؤں گی۔!"

"کسی کے کان پر جوں تک نہ رینگے گی سب جانتے ہیں کہ یہاں اس عمارت میں ایک پاگل لڑکی بھی رہتی ہے۔ ہمارا باس شاندار آدمی ہے کچھ دنوں کے بعد تم بھی اس کی معتقد ہو جاؤ گی۔!"

"رانا کہاں ہے.... میں اُس سے دو دو باتیں کرنا چاہتی ہوں۔!"

"ناممکن ہے.... اب ان سے تمہاری ملاقات نہ ہو سکے گی۔ کیونکہ وہ اپنا کام ختم کر چکے ہیں

اور اب میرا کام شروع ہوا ہے۔ یعنی کہ تمہیں ناچنا سکھاؤں کیونکہ قدم قدم پر تمہارا آنگن ٹیڑھا ہونے لگتا ہے۔ ویسے دعویٰ یہ ہے کہ تگنی کا ناچ نچا سکتی ہو۔۔۔!"

"مت دماغ خراب کرو میرا۔۔۔۔ مجھے سوچنے دو۔۔۔۔!"

"سوچو۔۔۔۔ میں نے منع نہیں کیا۔!" عمران نے کہا اور جولیا کی طرف مڑ گیا۔

"تمہیں۔۔۔۔ اس لڑکی کے میک اپ میں جوزف کے ساتھ شہر میں چکر لگانے ہیں۔!" اس نے اس سے اونچی آواز میں کہا۔

"کیا مطلب۔۔۔۔!" لڑکی حلق پھاڑ کر چیختی ہوئی اس کی طرف جھپٹی۔

"ادھر ہٹو۔۔۔!" عمران نے بڑی لاپروائی سے اسے ایک طرف دھکیل دیا اور جولیا سے بولا۔

"جلدی کرو۔۔۔۔ میک اپ روم میں جاؤ۔۔۔۔ میں آرہا ہوں۔!"

"تم ایسا نہیں کر سکتے۔!" لڑکی پھر چیختی ہوئی اٹھی۔ "رانا کہاں ہے اسے بلاؤ۔!"

"خاموش رہو۔۔۔!" عمران کا لہجہ خونخوار تھا۔ لڑکی اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی پیچھے کھسک رہی تھی۔ اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔ کیونکہ اب اسے عمران کے چہرے پر حماقت کے بجائے کچھ اور نظر آرہا تھا۔ جس کی ہلکی سی جھلک ہی اُسے خوفزدہ کر دینے کے لئے کافی تھی۔

جولیا جو ابھی تک عمران سے دو دو چوٹیں کرنے کی سوچ رہی تھی وہ بھی دم بخود رہ گئی۔ صفدر متحیر تھا۔

"کیا تم نے سنا نہیں۔!" عمران غرایا اور جولیا چپ چاپ دروازے کی طرف مڑ گئی۔ صفدر وہیں رہا۔ کچھ دیر بعد عمران نے اس سے کہا۔ "اسے روم نمبر ۵ میں بند کر دو۔۔۔۔!" صفدر کو لڑکی پر بڑا ترس آرہا تھا۔

"کیا تم نے بھی نہیں سنا۔۔۔!"

صفدر نے لڑکی کا بازو پکڑا اُسے دروازے کی طرف کھینچنے لگا۔

"کیا تمہیں مجھ پر رحم نہیں آتا۔!" لڑکی نے بلبلا کر صفدر سے کہا۔

"نہیں غداروں پر کسی کو بھی رحم نہیں آسکتا۔!" عمران گرجا۔ "تم اسی خاک سے اٹھی ہو اور اسی کے خلاف سازش کر رہی ہو۔ کبھی نہیں۔۔۔۔ اپنے ہاتھوں سے تمہارے جسم کا ریشہ ریشہ الگ کر سکتا ہوں۔!"

"میں نہیں جانتی۔۔۔۔ اُسے نہیں جانتی۔۔۔۔ مجھ پر رحم کرو۔۔۔۔!"

"اگر تم اُسے نہیں جانتیں تو تم پر ضرور رحم کیا جائے گا۔ لیکن جب تک کہ اس کا ثبوت نہ مل جائے تم یہیں رہو گی۔۔۔۔ جاؤ۔۔۔۔!"

صفدر اُسے کھینچتا ہوا ہال سے نکال لایا۔

"کیا تم خود سے نہیں چل سکو گی۔ مجھے کھینچنا ہی پڑے گا۔!" صفدر نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا اُسے یہ سب کچھ بہت گراں گزر رہا تھا۔ عمران کو دل ہی دل میں بُرا بھلا کہتا ہوا وہ لڑکی کو ایک طرف لے جا رہا تھا۔

"ایک منٹ ٹھہرو۔۔۔۔!" لڑکی کراہی صفدر رک گیا۔ وہ رحم طلب نظروں سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔

"یہ کیا ہو رہا ہے۔۔۔۔ مجھے کچھ تو بتاؤ۔۔۔۔!" اس نے بڑی بے بسی سے پوچھا۔

"محترمہ۔۔۔۔ مجھے کسی بات کا علم نہیں ہے۔!"

"اچھا چلو مجھے کہاں لے جا رہے ہو۔!"

صفدر راہداری میں مڑ گیا۔ لڑکی اسکے ساتھ چلتی رہی۔ صفدر نے اس کا بازو اب چھوڑ دیا تھا۔

"وہ روم نمبر پانچ کے سامنے رک گئے۔!"

"ٹھہرو۔۔۔۔ میں سب کچھ برداشت کر لوں گی۔ مگر مجھے کچھ معلوم بھی تو ہو۔ میں ایک رقاصہ ہوں۔ پچھلی رات نائٹ کلب میں ناچ رہی تھی۔ رانا تہور علی نے مجھے اپنی میز پر دعوت دی میں نے سوچا کیا حرج ہے۔ میں نے ان لوگوں کے ساتھ زیادہ پی لی۔ پھر مجھے ہوش نہیں رہا تھا۔ آج آنکھ کھلی تو خود کو یہاں پایا۔ تم شریف آدمی معلوم ہوتے ہو۔ خدارا مجھے بتاؤ کہ میں یہاں کیوں لائی گئی ہوں۔"

صفدر دم بخود رہ گیا۔ اتنا سفید جھوٹ۔۔۔۔ پھر اس کہانی پر کیسے یقین کیا جا سکتا ہے جو اس نے دلکشا کے ساؤنڈ پروف کمرے میں سنائی تھی۔ لیکن اگر وہ خود بھی عمران کے ساتھ نہ رہا ہوتا تو اس وقت اس چالاک لڑکی کی رانا تہور علی والی کہانی پر ضرور یقین کر لیتا۔ اُس کے لہجے یا کہنے کے انداز پر جھوٹ کا دھوکہ نہیں ہو سکتا تھا۔

صفدر نے سوچا عمران کے اندازے غلط نہیں ہوتے۔ اس لڑکی پر رحم نہیں کیا جا سکتا۔

اُس نے کچھ کہے سنے بغیر ہینڈل گھما کر دروازہ کھولا اور لڑکی کو اندر دھکیل کر پھر بند کر دیا۔ ویسے یہ خود کار دروازے تھے۔ ہینڈل کو داہنی جانب گھمانے سے کھلتے تھے اور بائیں جانب گھمانے سے مقفل ہو جاتے تھے اور پھر کنجی لگائے بغیر ان کا کھلنا محال ہوتا تھا۔

صفدر آگے بڑھتا چلا گیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اُسے یہاں کیوں بلایا گیا ہے؟ جولیا پر عمران بہری لڑکی کا میک اپ کرنے والا تھا۔ اس کے بعد اس سے کیا کام لیتا۔ صفدر اس کا اندازہ نہیں کر سکا۔ بہری لڑکی اور عمران کی گفتگو سے تو صاف ظاہر ہو گیا تھا کہ اس نے اُسے بت نما ٹرانسمیٹر بولنے والے کا پتہ نہیں بتایا۔ صفدر سوچتا رہا اور اس کے ذہن میں ایک بے نام سی خلش بنی رہی۔ کبھی کبھی اداسی بن کر اس کی رگ وپے میں سرایت کرتی چلی جاتی۔

وہ میک اپ روم میں نہیں گیا۔ عمران نے اُسے بلایا بھی نہیں تھا۔ وہ عمارت میں ادھر اُدھر گھومتا رہا۔ ایک جگہ اُسے ایک ایسا منظر دکھائی دیا کہ ایک پل کے لئے اسے اپنی سانسیں حلق میں اٹکتی محسوس ہونے لگیں۔

دو آدمی ایک بڑی کھڑکی کے جنگلے پر لگے کھڑے نظر آئے تھے۔ کمرہ باہر سے مقفل تھا انہوں نے وحشت زدہ نظروں سے صفدر کی طرف دیکھا اور پھر سر جھکا لئے۔ شروع سے اب تک کی ساری داستان چشم زدن میں صفدر کی سمجھ میں آگئی.... وہ اور عمران انہیں دونوں آدمیوں کے میک اپ میں دلکشا پہنچے تھے اور بہری رقاصہ سے گفتگو کی تھی۔ مگر یہ دونوں آدمی بھی دانش منزل کے قیدی ہی ہو سکتے تھے۔ تو کیا ان دونوں کی رسائی صرف بہری رقاصہ ہی تک تھی اگر بات نہ ہوتی تو اس آدمی کا پتہ انہیں دونوں سے مل گیا ہوتا۔ بہری رقاصہ کی نوبت ہی نہ آتی تب پھر یہ بھی ممکن تھا کہ بہری رقاصہ بھی اس آدمی کی شخصیت سے ناواقف ہو.... لیکن عمران.... عمران آخر اس پر کیوں مصر تھا کہ وہ اسے جانتی ہے۔

صفدر وہاں نہیں رکا۔ تھوڑی دیر تک ٹہلتا رہا پھر ایک خالی کمرے میں جا بیٹھا۔ اس کا ذہن مختلف قسم کے خیالات کی آماجگاہ بنا رہا۔

پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد عمران دکھائی دیا جس کے ساتھ جولیا بھی تھی۔ لیکن بہری رقاصہ کے روپ میں اُس نے اپنے اخروٹوں کی سی رنگت والے بال تک سیاہ رنگ میں رنگوا دیئے تھے۔ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے کے باوجود بھی نہیں کہا جا سکتا تھا کہ وہ بہری رقاصہ نہیں ہے۔

"مگر اس کی طرح اردو تو نہیں بول سکوں گی۔!" جولیا کہہ رہی تھی۔ "اور پھر اس کی آواز کی نقل اتارنا بھی میرے بس سے باہر ہے۔!"

"سنو....!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "تمہیں اپنے ہونٹ سختی سے بند رکھنے ہوں گے تم کسی کی باتوں کا جواب نہیں دو گی کسی کی طرف متوجہ نہیں ہو گی۔ آوازوں پر چونکو گی نہیں۔ کیا سمجھیں....! یہ لڑکی بہرے پن کا مظاہرہ کرتی رہی ہے۔ لہٰذا تم کسی کی بات سن ہی نہ سکو گی تو جواب دینے کا سوال کہاں پیدا ہوتا ہے۔"

"پھر مجھے کرنا کیا ہوگا۔!"

"تفریح.... سیر سپاٹے پورے شہر میں گھومتی پھرو۔ کبھی پیدل کبھی ٹیکسیوں میں۔ جوزف تمہارے ساتھ نہیں ہوگا۔ میں نے اسکیم بدل دی ہے۔ اگر تم سے کوئی کچھ پوچھنا چاہے تو صرف آنکھیں نکال کر سر کو استفہامیہ انداز میں جنبش دینا ہونٹ نہ کھلنے پائیں۔ زبان نہ ہلنے پائے۔!"

"آخر مقصد کیا ہے....؟"

"مقصد ایکس ٹو سے پوچھو....!" عمران آنکھیں نکال کر بولا۔

"اے تم دھونس کس پر جماتے ہو.... ہوش میں رہنا....!"

"اس سے زیادہ مجھے اور کچھ نہیں کہنا....!" عمران نے خشک لہجے میں کہا اور کمرے سے نکل گیا۔ لیکن پھر پلٹ آیا اور ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "ایک بات اور.... اگر کوئی تمہیں کہیں لے جانا چاہے تو چپ چاپ اُس کے ساتھ چلی جانا خواہ وہ تمہیں جہنم ہی میں کیوں نہ لے جائے۔ یہ ایکس ٹو کا حکم ہے۔!"

جولیا دل ہی دل میں جھلتی پھر رہی تھی۔ کوئی تک بھی ہو آخر کسی کام کی۔ اُسے عمران پر بڑی شدت سے غصہ آرہا تھا۔ مقصد بھی اس کی سمجھ میں نہیں آیا تھا۔ وہ پورے حالات سے آگاہ ہوتی تو شاید اتنا اندازہ تو کر ہی لیتی کہ یہ طریق کار اُسے کس سمت لے جائے گا۔

وہ ایک ریسٹوران میں کچھ دیر بیٹھی رہی پھر اٹھ گئی باہر نکلی.... ایک ٹیکسی لی اور میونسپل گارڈن کی طرف روانہ ہو گئی۔

عمران.... عمران.... وہ سوچ رہی تھی.... اُسے پاگل بنا دے گا۔ آخر وہ اس کے متعلق

سوچتی ہی کیوں ہے۔ جہنم میں جائے۔ کچھ اور سوچنا چاہئے۔

اس نے عمران کو اپنے ذہن سے نکال پھینکنے کے لئے میونسپل گارڈن کے بندروں کے متع
سوچنا شروع کر دیا اور پھر یک بیک اسے ہنسی آ گئی۔ اسے یاد آیا کہ ایک بار عمران بندروں
کٹہرے کے قریب کھڑا بندروں کو منہ چڑھاتا ہوا دیکھا گیا تھا۔

اُوہ.... پھر وہی عمران.... اس نے جھلاہٹ میں اپنی پیشانی پر گھونسہ مار لیا۔ پھر چونک
چاروں طرف دیکھنے لگی کہ کہیں کسی نے دیکھا تو نہیں۔ خیال آیا کہ ڈرائیور نے عقب نما آ
میں اس کی یہ حرکت ضرور دیکھی ہوگی اور اُسے پاگل ہی سمجھا ہوگا۔

"عمران کے بچے تم سے خدا ہی سمجھے....!" وہ دانت پیس کر بڑبڑائی۔

"جی بیگم صاحب....!" ڈرائیور چونک کر بولا۔

"تم سے نائیں بولا۔!" وہ وحشیانہ انداز میں چیخی.... ٹوٹی پھوٹی اردو تو بول ہی لیتی تھ
ڈرائیور پھر خاموش ہو گیا۔

اب جولیا سوچ رہی تھی اس سے یہ کیا حماقت سرزد ہو گئی۔ اس سے تو کہا گیا تھا کہ وہ ا
ہونٹ بند ہی رکھے گی۔ مگر یہ کم بخت.... عمران خدا اُسے غارت کرے۔!

میونسپل گارڈن میں وہ اتر گئی یہاں بلا مقصد ٹہلنا ہی تھا۔ اس نے بھی سوچا کہ اب یہیں ر
کر دے گی کون شہر میں چاروں طرف دھکے کھاتا پھرے۔ خصوصیت سے تو کسی کام کے لئے
نہیں گیا تھا اور نہ مقامات کا تعین کیا گیا تھا۔

وہ تھوڑی دیر تک ٹہلتی رہی اور پھر ایک ہاکر سے شام کا اخبار خرید کر ایک بنچ پر بیٹھ گئی۔
ویسے وہ دیر سے محسوس کر رہی تھی کہ اس کی نگرانی کی جا رہی ہے۔ اچانک ایک آدمی اس
قریب رک گیا۔

"کیا میں یہاں بیٹھ سکتا ہوں۔!" اس نے پوچھا۔

جولیا سر اٹھائے بغیر جھلائے ہوئے لہجے میں "نہیں۔!" کہنا ہی چاہتی تھی کہ اُسے ا
بہرے پن کا خیال آ گیا اور وہ بدستور سر جھکائے اخبار دیکھتی رہی۔

اجنبی نے اس کا شانہ چھو کر اُسے مخاطب کرنے کی کوشش کی اور وہ بے ساختہ اچھل پڑی۔

"بدتمیز.... کون ہو تم....!" اس نے غصیلے لہجے میں کہا۔ لیکن آواز بلند نہیں ہونے

تھی اور یہ جملہ انگریزی میں ادا کیا گیا تھا۔ جسے بیساختگی ہی پر محمول کیا جا سکتا تھا۔ مگر جیسے ہی
جولیا کو عمران کی ہدایت یاد آئی اسے اپنی بوکھلاہٹ پر افسوس ہوا۔

"ارے تم مجھے نہیں پہچانتیں....!" اجنبی مسکرا کر بولا۔

"کیا....؟" جولیا نے بہروں کے سے انداز میں پوچھا۔

اس نے گارڈن سے باہر چلنے کا اشارہ کیا۔

جولیا سوچنے لگی کہ اب اسے کیا کرنا چاہئے۔ وہ اُسے اشارہ کر کے پھاٹک کی طرف مڑ گیا تھا۔
آخر جولیا نے یہی فیصلہ کر لیا کہ اسے بھی اٹھنا ہی چاہئے۔ شاید ایکس ٹو نے کسی پر ہاتھ ڈالنے کے
لئے یہ جال پھیلایا ہے۔!

وہ پھاٹک سے گزر کر سڑک پر آئی۔ اجنبی شاید اسی کا منتظر تھا۔ اس نے ایک چھوٹی سی وین کی
طرف اشارہ کیا جس کا پچھلا حصہ کھلا ہوا تھا۔ وین اتنی ہی چھوٹی تھی کہ اس کے پچھلے حصے پر رکھے
ہوئے لکڑی کے ایک بڑے صندوق نے ساری جگہ گھیر لی تھی۔ اجنبی نے اگلی سیٹ کا دروازہ کھول
کر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ جولیا چپ چاپ اندر جا بیٹھی اور وہ بھی اس کے برابر ہی بیٹھ کر انجن اسٹارٹ
کرنے لگا۔ پھر وین چل پڑی۔ وہ خاصی تیز رفتاری دکھا رہی تھی۔ جولیا نے محسوس کیا کہ اس کا
ساتھی اسے شہر سے باہر لے جانے کی کوشش کر رہا ہے۔ لیکن وہ خاموش بیٹھی رہی اور اس نے بھی
اس کو مخاطب کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ شہر سے باہر نکلتے ہی جولیا نے محسوس کیا کہ وین کا
تعاقب کیا جا رہا ہے۔ لیکن اس نے اپنے چہرے پر کسی قسم کا بھی جذباتی تغیر پیدا نہ ہونے دیا۔

پھر یک بیک تعاقب کرنے والی کار وین سے آگے نکل آئی اس کی رفتار کچھ ایسی بے ڈھنگی
تھی جیسے اس کا ڈرائیور اسے وین کی راہ میں حائل ہی رکھنا چاہتا ہو.... اور یہ حقیقت بھی تھی کہ
جولیا کا ساتھی انتہائی کوششوں کے باوجود بھی وین کو اس کار سے آگے نہ نکال سکا۔ جب وہ چاہتا کہ
وین کو آگے نکال لے جائے اگلی کار کسی قدر ترچھی ہو جاتی تھی۔ کئی بار تو ایسا لگا کہ بس اب
دونوں ٹکرائیں۔

دفعتاً عقب سے طویل سائرن کی آواز آئی۔ جولیا نے مڑ کر دیکھا یہ ایک بہت بڑا ٹرک تھا اس
کا ڈرائیور بھی شائد ان گاڑیوں سے آگے ہی رہنا چاہتا تھا جولیا کے ساتھی نے رفتار کم کر کے اپنی
وین کنارے کر لی۔ اگلی کار والا بھی غالباً ٹرک کو راستہ دینا چاہتا تھا۔

ٹرک دونوں سے آگے نکل گیا یہ عام ٹرکوں کا ڈیوڑھا ضرور رہا ہوگا اور چاروں طرف سے بند
بھی تھا۔ کچھ دور جا کر اچانک وہ اس طرح ترچھا ہوا کہ جولیا کے ساتھی کو پورے بریک لگانے
پڑے وین چرچراہٹ کے ساتھ رک گئی اگر ایسا نہ ہوتا تو دونوں کی ٹکر بڑی تباہ کن ثابت ہوتی
کار نہ جانے کیسے پیچھے رہ گئی تھی۔

ٹرک بھی رک گیا۔ اچانک پچھلی کار سے دو آدمی کودے اور جھپٹ کر وین کے قریب آئے
ور پھر ایک ریوالور جولیا کے ساتھی کی کنپٹی پر جا لگا۔

جولیا ان دونوں کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہی تھی۔ ان میں سے ایک کو بھی نہ پہچان سکی
ویسے خیال یہی تھا کہ یہ اسکے ساتھی ہی ہوں گے۔ لہٰذا اگر وہ میک اپ میں ہیں تو انہیں پہچاننے
سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ ان میں سے ایک کے ریوالور کی نال اجنبی ساتھی کی کنپٹی پر تھی اور اس
ہاتھ اسٹیئرنگ پر سے ہٹ گئے تھے اور آنکھیں اس طرح پھیل گئی تھیں جیسے سکتہ ہو گیا ہو۔

"چپ چاپ بیٹھے رہو.....!" ریوالور والا غرایا۔

ٹرک سے دو آدمی نکل کر اس کا پچھلا ڈھکنا نیچے گرا رہے تھے۔ کچھ دیر بعد ڈھکنا کھل
سڑک پر ٹک گیا۔

"وین ٹرک پر چڑھا لے چلو.....!" ریوالور والے نے جولیا کے اجنبی ساتھی سے کہا لیکن جو
نے اپنے چہرے سے یہ نہیں ظاہر ہونے دیا کہ اس نے اس کے الفاظ سنے تھے۔

وین حرکت میں آئی اور ڈھکنے پر سے گذرتی ہوئی ٹرک کے اندر جا ٹھہری۔ جولیا کو یقین
کہ اب ڈھکن بند کر دیا جائے گا۔ اس کے تصور ہی سے اس کا دم گھٹنے لگا اور اُسے ایک بار پھر عمرا
پر تاؤ آ گیا۔ ایسی اوٹ پٹانگ تدبیریں وہی کرتا ہے۔ آخر اس کی کیا ضرورت تھی۔ کیا یہ اکیلا آد
یونہی نہیں پکڑا جا سکتا تھا۔ مگر نہیں وہ عمران ہے۔ بھلا اس موقع پر حماقت سے کیوں باز رہ
جولیا سوچتی اور جھلستی رہی پھر اسے اس گدھے اجنبی پر بھی غصہ آنے لگا جو کسی بے بس بیوہ
طرح ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا تھکے ہوئے چوپایوں کی طرح ہانپ رہا تھا۔ اس ڈیوٹ کو پکڑ
کے لئے اتنی دردسری مول لی گئی تھی۔ جولیا کو عمران کی عقل پر رونا آنے لگا ایڈیٹ.....
کہیں کا۔! آپ کی منطق ہی نرالی ہوتی ہے۔ وین سمیت پکڑ کر لے جائیں گے۔ بدھو..... پتہ نہ
اسے وقت اور انرجی کی بربادی میں کیا مزہ آتا ہے۔ ٹرک کا پچھلا ڈھکنا بند ہوتے ہی گھپ اند

یا۔

"کیا تم مر گئے ہو!" جولیا نے اجنبی ساتھی سے جھلا کر کہا۔ اتنے میں ٹرک حرکت میں آ گیا...
ی طرف سے کوئی جواب نہیں ملا تھا۔ ویسے جولیا نے محسوس کیا کہ وہ اب اور تیزی سے
رہا ہے۔ جولیا نے اپنے وینٹی بیگ سے پستول نکال کر اس کے بائیں پہلو سے لگا دیا اور بولی۔

"گدھے.....اب تمہاری چٹنی بن جائے گی۔ خبردار چپ چاپ بیٹھے رہنا ورنہ ٹریگر دب
ئے گا۔ سیفٹی کیچ ہٹا ہوا ہے۔!"

اس نے اجنبی کی کپکپاہٹ محسوس کی اور بے ساختہ ہنس پڑی۔

"تم جیسے گدھوں کے لئے تو میں تنہا کافی تھی۔!"

اب بھی وہ کچھ نہ بولا۔

"جہنم میں جاؤ.....!" جولیا نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔ آج کا کھیل اُس کے لئے بڑا مایوس کن
ت ہوا تھا۔

ٹرک پتہ نہیں کب تک چلتا رہا۔ جولیا وقت کا اندازہ نہیں لگا سکی تھی۔

پھر جب ٹرک چلتے چلتے اچانک رکا تو اس کا سر چکرا گیا۔

اندھیرا ہی اس کا باعث تھا۔ کچھ دیر بعد پچھلا ڈھکنا گرنے کی آواز آئی اور تازہ ہوا کا ایک
نکا جولیا کے جسم سے مس ہوا..... اور اس کے بعد پھر اسی گھٹن کا سامنا تھا۔

"وین بیک کر کے نیچے اتار لاؤ۔!" کہا گیا۔ جولیا نے غیر ارادی طور پر پستول پھر وینٹی بیگ
ڈال لیا۔ اجنبی نے انجن اسٹارٹ کر کے وین بیک کی اور جولیا کانپ کر رہ گئی۔ آخر یہ لوگ
حماقت کر رہے ہیں۔ کیا سبھوں پر عمران کی الٹی کھوپڑی مسلط ہو گئی۔ اگر وین کا پہیہ ڈھکنے پر
کسی جانب نیچے پھسل گیا تو کیا ہوگا۔

لیکن وین ڈھکنے پر سے اتر کر صحیح و سلامت زمین پر ٹھہری تھی۔ جولیا نے چاروں طرف
ریں دوڑائیں۔ وہ ایک اجاڑ ویرانے میں تھے اور سورج غروب ہونے والا تھا۔

"نیچے اترو.....!" ایک آدمی نے گرج کر کہا۔

"حد ہو چکی حماقتوں کی۔!" جولیا بپھر گئی۔ "کس گدھے نے تمہاری عقلیں چرا لی ہیں۔ ارے
سا بدھو کے لئے اتنا طوفان..... اسے تو میں ہی ٹھیک کر سکتی تھی۔!"

"چپ رہو سور کی بچی۔!" ریوالور والا غرایا۔"کیا تم یہ سمجھتی ہو کہ ہمیں دھوکہ دینے میں کامیاب ہو گئی۔!"

جولیا کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ اس کے محکمے کا کوئی آدمی اس کے لئے ایسے ناشائستہ الفاظ استعمال کرنے کی جرأت نہ کر سکتا تھا۔

پھر ریوالور والے نے ایک آدمی سے کہا۔"اس وین کے نمبر رجسٹر میں تلاش کرو۔!"

وہ آدمی ٹرک کے اگلے حصے کی طرف چلا گیا۔

"بہری رقاصہ کہاں ہے۔!" ریوالور والے نے اچانک نرم لہجہ اختیار کرتے ہوئے پوچھا۔ تخاطب جولیا سے تھا۔

"میں ہوں.... میں ہی ہوں.... مجھے پہچانو....!" جولیا احمقانہ انداز میں مسکرائی۔

"تمہارا لہجہ غیر ملکیوں کا سا کیوں ہے۔!"

"میں آج کل اسی کی مشق کر رہی ہوں۔!" جولیا نے جواب دیا۔

"خیر تو اس وقت یہ مشق ختم کر دو.... ہم اردو میں گفتگو کریں گے۔!"

اس تجویز پر جولیا بوکھلا گئی۔

ریوالور والے کی مسکراہٹ سے سفاکی جھلک رہی تھی۔ اس نے جولیا کے اجنبی ساتھی سے کہا۔

"اب تم بھی کچھ بکواس شروع کر دو.... وقت کٹے گا۔!"

"مم.... میں تو.... میں تو بڑی.... مم.... مصیبت میں پھنس گیا....!" وہ ہانپتا ہوا ہکلایا۔

"کس مصیبت میں....!"

"میں نہیں جانتا کہ یہ عورت کون ہے.... میں تو.... میں تو....!"

اتنے میں وہ آدمی آگیا جو کسی رجسٹر میں وین کے نمبر تلاش کرنے کے لئے گیا تھا۔

"وین.... میونسپل گارڈن کے چڑیا گھر کی ہے۔!" اس نے ریوالور والے سے کہا۔"اس میں مردہ جانور ڈھوئے جاتے ہیں۔!"

"اس وقت بھی اس پر رکھے ہوئے صندوق میں ایک ولایتی لومڑی کی لاش موجود ہے۔ جی ہاں۔!" اجنبی نے کہا وہ اب بھی ہانپ رہا تھا۔

"تم نے ابھی کہا تھا کہ تم اس عورت کو نہیں جانتے۔!"

"جی نہیں آج سے پہلے کبھی میں نے اس کو دیکھا تک نہیں۔!"

"پھر یہ تمہارے ساتھ کیسے سفر کر رہی تھی۔!"

"خدا کی قسم جناب.... میں سمجھا تھا شائد یہ جنگل کی سیر کرنا چاہتی ہیں۔ میں لومڑی کو پھینکنے کے لئے شہر سے باہر جا رہا تھا۔ قسم لے لیجئے۔ میں پولیس والوں سے کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔ آپ انہیں سے پوچھ لیجئے کہ میں نے ان کی شان میں کوئی گستاخی تو نہیں کی۔ میونسپل گارڈن میں ٹہل رہی تھیں۔ مجھے دیکھ کر مسکرائیں میں نے انہیں اشارے کئے اور یہ میرے ساتھ گاڑی تک چلی آئیں۔ میں لومڑی پھینکنے جا رہا تھا۔ اُف فوہ.... یقین کیجئے تھانیدار صاحب! انہیں سے پوچھ لیجئے۔"

پھر جولیا سے انگریزی میں بولا۔"آپ خاموش کیوں ہیں۔ خدارا بولئے۔ ورنہ کسی چکر میں پھنس کر میں نوکری سے بھی ہاتھ دھو بیٹھوں گا۔!"

"میں اسے نہیں جانتی۔!" جولیا نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔

"میں تم سے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں معلوم کرنا چاہتا کہ بہری رقاصہ کہاں ہے۔!" ریوالور والے نے مسکرا کر کہا۔ اُس نے یہ جملہ اردو میں ادا کیا تھا۔ جولیا نے مفہوم تو سمجھ لیا لیکن اردو ہی میں جواب دینے کی ہمت نہیں پڑی کیونکہ اس کی اردو خاصی اوٹ پٹانگ ہوتی تھی اُسے حیص بیص میں دیکھ کر ریوالور والے نے کہا۔

"کیا تم یہ چاہتی ہو کہ تمہیں تمہاری اصلی صورت پر لایا جائے۔!"

"جولیا پر یہ بُرا وقت تھا۔ اس دوران میں پہلے وہ سمجھی تھی کہ یہ اجنبی وین ڈرائیور اس کے ساتھیوں ہی میں سے ہوگا۔ کوئی بھی خاور، صفدر یا چوہان جو قد و قامت اور جسم کے اعتبار سے قریب قریب ایک ہی سے تھے۔ لیکن اب اُسے اس کی طرف سے بھی مایوسی ہو گئی تھی۔ وہ تو میونسپل گارڈن کے مردہ جانور ڈھونے والا نکلا تھا۔

دفعتاً ایک چھوٹی سی کار تیزی سے آتی ہوئی دکھائی دی۔ بالکل ایسا ہی معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ ان پر ہی چڑھ آئے گی۔ اُسے ڈرائیو کرنے والا غالباً کوئی انتہائی بے جگر اور لاپرواہ آدمی تھا۔

کار رک گئی اور ڈرائیور کی سیٹ سے ایک ایسا آدمی اُترا جس کے چہرے پر گھنی سیاہ ڈاڑھی تھی۔ مونچھیں اتنی گنجان تھیں کہ ہونٹ چھپ کر رہ گئے تھے۔ آنکھوں پر تاریک شیشوں کی عینک تھی۔

جولیا نے محسوس کیا کہ چاروں نامعلوم آدمی اس کی آمد پر کچھ بوکھلا سے گئے ہیں۔

آنے والا جولیا کو بڑی توجہ اور دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔

دفعتاً اس نے ہاتھ اٹھا کر بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "یہ لڑکی میک اپ میں ہے۔!"

جولیا نے سوچا یہ کمبخت بھی انہیں میں سے معلوم ہوتا ہے۔ آخر اسکے ساتھی کہاں جامرے۔

اب وہ تعداد میں پانچ ہو گئے تھے۔

اچانک جولیا کے اجنبی ساتھی نے قریب کھڑے ہوئے آدمی کے ریوالور پر ہاتھ ڈال دیا اور بڑی پھرتی سے پیچھے ہٹ کر چھلانگ لگائی۔ چھلانگ کیا لگائی تھی اچھل کر ریوالور والے کے سینے پر ایک لات رسید کی تھی۔ وہ کراہ کر الٹ گیا۔ اجنبی نے ایک فائر کیا اور نئی آنے والی کار کا ایک پہیہ بیکار ہو گیا۔ پھر ان لوگوں کے سنبھلنے سے پہلے ہی اس نے دوسرا فائر جھونک دیا اس بار ریوالور کی نال کا رخ ٹرک کے ایک پہیے کی طرف تھا۔ نتیجے کے طور پر ٹرک کا بھی ایک پہیہ بیکار ہو گیا۔

پھر ان میں سے کوئی چھوٹی کار کے پیچھے جا چھپا اور کوئی ٹرک کی اوٹ میں ہو گیا۔ انہوں نے دراصل پوزیشن لی تھی۔ کیونکہ دوسرے ہی لمحے میں پے در پے فائروں سے سارا میدان گونج اٹھا۔

اجنبی جولیا کو وین کے پیچھے کھینچ لے گیا تھا۔

اس نے بھی کار اور ٹرک کی جانب فائر کئے۔ حالانکہ جولیا کے وینٹی بیگ میں پستول تھا لیکن اس وقت اُسے بھی نہ سوجھی۔

فائر ہوتے رہے اور جولیا چپ چاپ بیٹھی رہی۔ دفعتاً اجنبی وین کے نیچے رینگ گیا اب وہ زمین پر اوندھا پڑا فائر کر رہا تھا۔ کچھ دیر بعد کار کے پیچھے سے کوئی چیخا۔ شائد اجنبی کی کسی گولی نے کام کیا تھا۔

اب فائر اور زیادہ تیزی سے ہونے لگے تھے۔ جولیا اجنبی کے متعلق سوچ رہی تھی کہ آخر اسے اتنے بہت سارے راؤنڈ کہاں سے مل گئے۔ چھینے ہوئے ریوالور میں تو زیادہ سے زیادہ چھ گولیاں رہی ہوں گی لیکن چھ کی تعداد تو بہت پیچھے رہ گئی تھی۔

یک بیک اجنبی بھی حلق پھاڑ کر چیخا اور اس طرف سناٹا چھا گیا لیکن دوسری طرف سے کسی نے پکار کر کہا تھا۔ "لڑکی خود کو ہمارے حوالے کر دو ورنہ تمہارا بھی یہی حشر ہو گا۔!"

دوسری طرف سے اب فائرنگ نہیں ہو رہی تھی۔ اب جولیا کو اپنا پستول یاد آیا لیکن اس سے پہلے ہی اس پر قابو پالیا گیا۔ اندھیرا پھیلنے لگا تھا۔

گنجان ڈاڑھی والے نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ "میں لڑکی کو اپنے ساتھ لے جا رہا ہوں۔ تم گاڑیوں کو درست کرو۔!"

جولیا سوچنے لگی کہ کاش خود اس نے وین ہی کا ایک پہیہ برباد کر دیا ہوتا۔ ڈاڑھی والے نے اس کا ایک بازو پکڑ کر اُسے وین کی طرف کھینچا اور وہ بے بسی سے وین کی اگلی سیٹ پر جا بیٹھی۔ وہ جانتی تھی کہ اس وقت کسی قسم کی بھی جدوجہد احمقانہ ہی ہو گی۔ ویسے وہ اپنے آدمیوں کو بُری طرح کوس رہی تھی۔ خصوصیت سے عمران نشانہ تھا۔

وین حرکت میں آگئی اور جولیا نے سوچا کہ میونسپل گارڈن والے کی لاش بھی کچل کر رہ گئی ہو گی۔

تھوڑی دیر بعد وین ویرانے کی ایک چھوٹی سی عمارت کے سامنے رکی اور ڈاڑھی والا اُسے کھینچتا ہوا اتر گیا۔ وہ عمارت میں آئے یہاں بالکل سناٹا تھا۔ بڑے کمرے میں تین کیروسین لیمپ روشن تھے۔ جن کی روشنی کمرے کے لئے کافی تھی۔

"کھیل ختم ہو گیا۔!" اچانک جولیا نے اپنی پشت پر آواز سنی پھر وہ دونوں ہی چونک کر مڑے۔ دروازے پر میونسپل گارڈن کے مردہ جانور ڈھونے والا کھڑا تھا۔ اس نے ریوالور کو جنبش دے کر کہا۔ "ہاتھ اوپر اٹھادو....!"

"تم نہیں.... تم اس کی ڈاڑھی نوچ ڈالو....!" اُس نے کہا اور اس بار تو جولیا اس کی آواز سن کر چونک ہی پڑی۔ کیونکہ یہ عمران کی آواز تھی۔

جولیا کسی بھوکی شیرنی کی طرح ڈاڑھی والے پر جھپٹ پڑی اور آن کی آن میں اس کی مصنوعی ڈاڑھی کا صفایا کر دیا۔

"آخاہ.... کیپٹن واجد....!" عمران نے مضحکہ اڑانے والے انداز میں کہا۔ "بریوو.... ونڈر فل.... جولی ڈارلنگ اس کی جیب سے ریوالور بھی نکال لو....!"

جولیا نے اس کی جیبیں ٹٹولیں.... لیکن ریوالور تھا ہی نہیں۔

"اب تم ہٹ جاؤ....!" عمران نے اپنا ریوالور جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔ جولیا بڑی تیزی سے ہٹ گئی اور کیپٹن واجد تیر کی طرح عمران پر آیا۔

جولیا نے محسوس کیا کہ کیپٹن واجد بھی کمزور آدمی نہیں ہے۔ پہلے ریلے میں تو وہ عمران کو دیوار تک رگید لے گیا تھا۔ لیکن پھر دیوار سے ٹک کر عمران نے سنبھالا لیا.... اور وہ دونوں ہی

وحشی درندوں کی طرح لڑنے لگے۔

جولیا کو پھر عمران پر تاؤ آگیا۔ کیونکہ یہ اس کی ایک قطعی غیر ضروری حرکت تھی۔ آخر ریوالور جیب میں کیوں ڈال لیا تھا۔ اس سے اسے کور کئے رہتا اور وہ کہیں سے رسی تلاش کرلاتی اور کیپٹن واجد کے ہاتھ باندھ دیئے جاتے۔

جدوجہد جاری رہی کبھی عمران اُسے رگید دیتا اور کبھی وہ عمران کو۔

جولیا محسوس کررہی تھی کہ واجد اس لڑائی کو طول دینے کی کوشش کررہا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اُسے وہاں سے اس وقت کسی اور کے بھی پہنچنے کی توقع رہی ہو۔

اُسے یاد آیا کہ اس کے ہینڈ بیگ میں پستول موجود ہے۔ اُس نے وہاں میدان میں اُسے بیگ سے نکالنا چاہا تھا لیکن پھر موقع نہیں ملا تھا اور وہ لوگ بھی کچھ اس طرح بوکھلائے ہوئے تھے کہ نہ تو انہوں نے اس سے ہینڈ بیگ چھینا تھا اور نہ ہی اس کی تلاشی لی تھی۔

اُس نے پستول نکال لیا اور انہیں الگ ہوجانے کا حکم دینے ہی والی تھی کہ عمران کا ایک بھرپور گھونسہ کیپٹن واجد کی کنپٹی پر پڑ ہی گیا۔ ادھر وہ زمین پر گرا اور اُدھر عمران اُسے چھاپ بیٹھا۔ کمرے پر گہری خاموشی مسلط ہوگئی۔

دوسرے دن وہ سب دانش منزل کے ساؤنڈ پروف کمرے میں اکٹھا تھے۔ ان میں عمران بھی تھا اور ٹرانس میٹر پر ایکس ٹو کی بھرائی ہوئی آواز آرہی تھی۔ عمران نے پہلے ہی بلیک زیرو کو پوری رپورٹ لکھ کر دے دی تھی اور وہ اس وقت ایکس ٹو کا رول ادا کررہا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا۔

"ہاں تو یہ دونوں آدمی جن کے بھیس میں عمران اور صفدر دلکشا میں داخل ہوئے تھے عرصہ سے میری نظروں میں تھے۔ جب میں نے دیکھا کہ ان کی مصروفیات کا مقصد یوں سمجھ نہ آئے گا تو میں نے انہیں پکڑوالیا۔ ان پر جبر کیا گیا تب انہوں نے بتایا کہ وہ ایک نامعلوم آدمی کے لئے ایک حیرت انگیز کام کررہے ہیں جس کی نوعیت خود ان کی سمجھ میں بھی نہیں آئی تھی بعض آدمیوں کا تعاقب کرنے کی ہدایت ملتی تھی۔ وہ ان کے بارے میں رپورٹ مہیا کرکے بہری رقاصہ تک پہنچاتے تھے۔ بہری رقاصہ تک کیوں اسی گم نام آدمی تک پہنچاتے تھے۔ طریقہ یہ تھا کہ وہ انہیں آتش دان تک لے جاتی تھی۔ بہری اس لئے بنی تھی کہ وہ ٹرانس میٹر کے قریب چیخ کر بولیں اور ان کی کہی ہوئی باتیں دوسری طرف ٹیپ ریکارڈر پر واضح طور پر ریکارڈ ہوسکیں۔

دوسری طرف ریسیونگ سیٹ سے ایک خودکار ٹیپ منسلک تھا جیسے ہی اُدھر سے کسی قسم کی آواز پہنچتی تھی وہ خود بخود چلنے لگتا تھا۔ اگر ٹیپ ریکارڈر کا مسئلہ نہ درپیش ہوتا تو وہ بہری نہ بنتی اور نہ انہیں چیخ کر ہی گفتگو کرنی پڑتی۔ مگر کوئی ہر وقت تو ٹرانس میٹر کے قریب بیٹھا نہیں رہ سکتا۔ اس لئے اس سے ایک ٹیپ ریکارڈر منسلک کردیا گیا تھا تاکہ اُدھر سے ہونے والی باتیں بعد میں بھی سنی جاسکیں اور یہ انتظام بھی اس لئے کیا گیا تھا کہ وہ نامعلوم آدمی بذات خود دونوں کی آوازیں سن سکے۔ غالباً اسے شبہ تھا کہ کہیں کبھی کوئی دوسرا نہ ان کے بھیس میں وہاں گھس آئے۔ چونکہ پہلے عمران کو اس بت کی حقیقت نہیں معلوم تھی اس لئے وہ زیادہ محتاط نہیں تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ نامعلوم آدمی اس کے متعلق شبہے میں مبتلا ہوگیا۔ اس لئے عمران صاحب اتنی جلدی کامیاب بھی ہوگئے ورنہ کامیابی کے انتظار میں جگ بیت جاتے۔ شبہے کی بناء پر وہ سامنے آگیا۔ ہاں یہ بھی سنتے چلو کہ دلکشا کا وہ ساؤنڈ پروف کمرہ اسے کرایہ پر حاصل کرنے کے بعد ہی بنایا گیا تھا۔ اصل مالکوں کو اس کا علم تک نہیں ہوسکا تھا۔ اب تم لوگ ان سرخ ٹائی والوں کے متعلق سوچ رہے ہوگے اور سب سے بڑا سوال تو یہ ہے کہ آخر یہ کیپٹن واجد ہے کون....!

"ٹھہرو.... اب میں داستان کے اسی حصے کی طرف آرہا تھا۔ سرخ ٹائیوں والے ملٹری کی سیکریٹ سروس سے تعلق رکھتے تھے۔ اُن کے سپرد ایک کام کیا گیا تھا جو انہیں ایک غیر ملک میں انجام دینا تھا۔ کیپٹن واجد نہیں بلکہ کوئی اور جس کا سراغ ابھی تک نہیں مل سکا۔ اس سازش کی جڑیں دور دور تک پھیلی ہوئی ہیں۔ فی الحال ایک ہی خاص آدمی ہاتھ لگا ہے.... اور وہ ہے کیپٹن واجد اور تمہیں یہ سن کر حیرت ہوگی کہ کیپٹن واجد بھی خود ہماری ہی ملٹری سیکرٹ سروس کا ایک عہدہ دار ہے۔ ہاں تو آج کل وہ ان سرخ ٹائیوں والوں کے پیچھے تھا۔ اس دن جو آدمی جہاز کی سیڑھیوں سے گر کر مرا تھا اس کی موت زہر سے واقع ہوئی تھی۔ وہ ملک سے باہر جارہا تھا اور اُسے ایک اہم کام انجام دینا تھا۔ اس کے پاس فوجی نوعیت کے بہت ہی اہم کاغذات تھے جن کے راز کمانڈر انچیف یا سیکرٹ سروس کے چیف کے علاوہ اور کسی کو نہیں معلوم تھے۔ کیپٹن واجد نے اُن کاغذات کو اڑا لینا چاہا۔ نتیجے میں اس بیچارے کی لاش جہاز کی سیڑھیوں کے نیچے پڑی ہوئی تھی۔ عمران نے جاگیردار نائٹ کلب میں بھی دھوکا کھایا تھا۔ وہ سمجھا تھا کہ مرنے والے کا سوٹ کیس صحیح ہاتھوں میں پہنچ گیا ہے۔ لیکن وہ کیپٹن واجد کے آدمی تھے۔ ملٹری آفیسر کے بھیس میں سرخ

ٹائی والے سے سوٹ کیس ہتھیا لے گئے۔ کاغذات اسی سوٹ کیس میں تھے۔ کیپٹن واجد کے لئے کام کرنے والے کیپٹن واجد کو ڈاڑھی ہی والے بہروپ میں پہچان سکتے تھے۔ اگر وہ کبھی ان کے سامنے کیپٹن واجد کی حیثیت سے آتا تو وہ اُسے کسی عام راہ گیر سے زیادہ اہمیت نہ دیتے۔ اس نے چالاکی کی تھی کہ غداری کے کاموں کے لئے اپنے محکمے ہی سے کام کرنے والے منتخب نہیں کئے تھے۔ وہ سب باہر کے ہیں اور اسے مسٹر خان کے نام سے جانتے تھے۔ ان کا طریق کار ایسا تھا کہ اس پر مشکل ہی سے ہاتھ ڈالا جا سکتا۔ کبھی اس کی شخصیت منظر عام پر ہی نہ آتی.... اگر وہ بوکھلا نہ گیا ہوتا۔ اس رات اُسے ٹیپ ریکارڈر پر کوئی پیغام نہیں ملا تھا۔ جب عمران نے بت نما ٹرانس میٹر کے تار کاٹ دیئے تھے۔ اسی چیز نے اُسے دلکشا کی طرف رجوع کیا۔ لیکن وہاں سے بہری رقاصہ بھی غائب ہو چکی تھی۔ اسے تشویش ہی نہیں ہوئی بلکہ وہ بوکھلا گیا ادھر بہری رقاصہ اس آدمی کا نام اور پتہ نہیں بتانا چاہتی تھی.... لہٰذا عمران نے میری اسکیم کو عملی جامہ پہنایا پھر جو کچھ بھی ہوا ہے تم جانتے ہی ہو۔ میں پہلے ہی سے جانتا تھا کہ اس نامعلوم آدمی کو بہری رقاصہ کی تلاش ہوگی۔ اس لئے اس سے بہتر موقع پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا۔ اُس کے آدمی جولیا کے پیچھے لگ گئے۔ مگر محض میک اپ سے شخصیتیں تو نہیں بدل جایا کرتیں۔ چال ڈھال بدستور رہتی ہے۔ عادات پر قابو پانا بہت مشکل ہوتا ہے۔ انہیں شبہ ہو گیا کہ وہ نقلی رقاصہ ہے۔ لہٰذا انہوں نے سوچا کہ اُسے پکڑ لیں۔ اس طرح وہ ان آدمیوں سے واقف ہو سکیں گے۔ جو ان کے کاموں میں روڑے اٹکانے کی کوشش کر رہے تھے۔ عمران صاحب نے جب یہ دیکھا کہ اس کے گرد نگرانی کرنے والوں کی بھیڑ بڑھتی جا رہی ہے تو انہوں نے ان کا اشتیاق بڑھانے کے لئے جولیا سے چھیڑ چھاڑ شروع کر دی۔ ان لوگوں نے سوچا چلو ایک آدمی بھی نظروں میں آیا۔ پھر عمران صاحب میونسپل گارڈن کی گاڑی لے بھاگے جس کے صندوق میں لومڑی کی لاش بھی موجود تھی اور تمہیں یہ سن کر شائد مسرت ہو کہ انہوں نے اپنا تھوڑا سا وقت مردہ لومڑی کے ساتھ بھی گذارا ہے۔ جب فائرنگ ہو رہی تھی اس وقت یہ چیخ مار کر مر گئے.... ادر وہ لوگ اتنے نروس اور بدحواس تھے کہ انہوں نے ان کی خبر لینے کی بھی زحمت گوارا نہیں کی تھی۔ بس فرض کر لیا تھا کہ چیخ کا مطلب گولی لگنا ہے اور گولی لگنے کے بعد کون بچا ہے۔ اندھیرا تو پھیل ہی گیا تھا۔ یہ حضرت چپ چاپ داخل صندوق ہوئے ان کا بیان ہے کہ لومڑی ملائم تو ہوتی ہے لیکن بدبودار چیز ہے۔

ر بس....! اوور اینڈ آل....!"

عمران آنکھیں نکال نکال کر ٹرانس میٹر کو گھونسہ دکھا رہا تھا۔

"یہ دیکھو بھئی.... عمران ہی عمران کے قصیدے ہوتے ہیں۔!" تنویر جل کر بولا۔

"اے تم خود مر جاؤ.... تمہارا خود قصیدہ پڑھا جائے۔!" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کیا بات ہوئی....!" صفدر بولا۔

"اب اتنا گھامڑ بھی نہیں ہوں کہ قصیدہ نہ سمجھوں۔ جو لوگ مر جاتے ہیں ان کا قصیدہ پڑھا جاتا ہے۔!"

"ارے.... وہ مرثیہ ہے بڑے بھائی....!" صفدر ہنس پڑا۔

"نہیں قصیدہ....!" عمران گردن ہلا کر بولا۔

"شرط لگایئے گا....!"

"ارے میں نے ان کے قصیدے بہت پڑھے ہیں۔ وہ کیا نام ہے.... کیا کہتے ہیں اُسے۔ یعنی کہ بازار جا رہے ہیں.... کیا لینے.... ارے وہی مثلاً اگر کچھ سامان لانا ہے بازار سے تو کیا کہیں گے۔ کہ کیا لینے جا رہے ہیں.... چلف.... اُدہا.... سلف سلف.... کے سودا سلف.... سودا.... صاحب.... کے مرثیے خوب پڑھے ہیں میں نے۔!"

"مرثیے نہیں قصیدے....!" چوہان نے کہا۔

"کیا جھگڑا ہے....!" جولیا نے پوچھا۔

"یہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ ایک لومڑی تمہارے ساتھ اور ایک لومڑی کیپٹن واجد کے ساتھ۔" عمران نے مسمسی صورت بنا کر کہا۔

"کون بدتمیز کہتا ہے!" جولیا اکھڑ گئی۔

عمران نے تنویر کی طرف اشارہ کر دیا۔

"میں تمہاری گردن توڑ دوں گا۔!" تنویر غرایا۔

"ذرا توڑ کر دیکھو گردن....!" عمران نے جولیا کی طرف اشارہ کر کے انگریزی میں کہا۔

"بیٹھی تو ہے سامنے! ہے ہمت.... اٹھو....!"

"میں تمہیں منہ لگانا پسند نہیں کرتی۔!" جولیا نے تنویر سے کہا۔

"تمہاری بھی عقل خبط ہو گئی ہے۔!" تنویر آنکھیں نکال کر بولا۔

"میں تمہاری آنکھیں نکال لوں گی۔!" جولیا کھڑی ہو گئی۔

"ارے نہیں جانے دو.....!" عمران بولا۔ "اگر تم نے اس کی آنکھیں نکال لیں تو اس کے گلے میں ہارمونیم ہو گا اور ہاتھ میرے کاندھے پر..... دردر کی خاک چھاننی پڑے گی۔!"

تنویر عمران کی طرف جھپٹا.... ادھر جولیا نے پستول نکال لیا۔

"خدا کی قسم اگر تم اس کے قریب بھی آئے تو گولی مار دوں گی۔!" اس نے کہا۔

بات بڑھتے دیکھ کر خاور اور چوہان تنویر کو باہر نکال لے گئے۔ عمران کسی ایسے مسکین بچے کی طرح کھڑا تھا جس کی ماں اس کے لئے پڑوسن سے لڑ پڑی ہو۔

عمران سیریز نمبر 33

جڑوں کی تلاش

(دوسرا حصہ)

پیشرس

عمران کا ناول "جڑوں کی تلاش" تاخیر سے پیش کیا جارہا ہے! جاسوسی دنیا کا ناول چاندنی کا دھواں میری علالت کی بناء پر دیر سے شائع ہوا تھا۔ اس لئے عمران کے ناول پر بھی اثر پڑنا لازمی تھا!

عمران آپ کو پوری کہانی پر چھایا ہوا نظر آئے گا۔ لیکن آپ اسے کم ہی دیکھ سکیں گے...... اور آخیر میں جب راز کھلے گا تو آپ سوچنے پر مجبور ہوں گے کہ وہ تو قدم قدم پر سامنے آیا ہے۔! اگر اس نے اس کہانی میں بہت زیادہ ہنسایا نہ ہو تو اس بیچارے کو معاف ہی کردیجئے گا! کیونکہ وہ مجبور تھا۔ اس قسم کی تنقید کرنے سے پہلے یہ ضرور دیکھ لیا کیجئے کہ کہانی کا پلاٹ کس قسم کا ہے! اور اسے کس انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ اس کہانی میں ناممکن تھا کہ وہ بار بار آپ کے سامنے آکر اپنی حماقتوں سے آپ کو محظوظ کرتا! بہر حال جتنا بھی آیا ہے...... خوب آیا ہے! آپ قہقہے لگائے بغیر نہ رہ سکیں گے۔!

ابن صفی

۴/نومبر ۱۹۵۸ء

ڈھمپ اینڈ کو کا دفتر بڑے مزے سے چل رہا تھا۔ مگر اس کی منیجری کم از کم خاور کے بس کا روگ نہیں تھی۔ کیونکہ بزنس کے چکروں کے لئے اس کا ذہن موزوں نہیں تھا۔ ذہن موزوں رہا ہو یا نہ رہا ہو لیکن صورت تو ضرور ہی ایسی تھی کہ وہ کسی فرم کا منیجر معلوم ہو سکتا تھا۔ بھاری بھرکم بارعب چہرے والا۔!

چونکہ وہ بزنس کے معاملہ میں اناڑی تھا اس لئے اس کے کمرے میں لکڑی کی ایک دیوار سے پارٹیشنز کر دیئے گئے تھے۔ ایک طرف جولیانا بیٹھی ٹائپ رائٹر کھٹکایا کرتی تھی اور دوسری طرف خاور اپنی منیجری سمیت براجمان رہا کرتا تھا۔

اگر کبھی کوئی نیا گاہک آجاتا اور خاور کو اسے ڈیل کرنے میں کچھ دشواری محسوس ہوتی تو جولیا کاغذات کا پلندہ دبائے دستخط کرانے کے بہانے اس کی میز پر آجاتی اور دوران گفتگو میں دخل اندازی کر کے خاور کو سہارا دیئے رہتی۔

آج بھی کوئی بڑا گاہک خاور کی میز پر موجود تھا اور اپنے کام کے سلسلے میں بعض اُمور کی وضاحت چاہتا تھا۔ جولیا نے محسوس کیا کہ خاور رک کر گفتگو کر رہا ہے اور گاہک کے ٹوکنے پر بعض اوقات گڑبڑا بھی جاتا ہے۔

وہ کچھ کاغذات سنبھالے ہوئے خاور کی میز پر جا پہنچی۔

"اوہو..... اچھا ہوا تم آگئیں.....!" خاور نے کہا اور پھر گاہک سے بولا۔ "یہ میری اسسٹنٹ مس سرسوکھے۔ میرا داہنا ہاتھ۔ اب دیکھئے آپ جو کچھ چاہتے ہیں اس کا تعلق زیادہ تر انہیں کی ذات سے ہوگا۔ حسابات وغیرہ کی پڑتال یہی کرتی ہیں۔!"

جولیا نے اس گول مٹول آدمی پر اچٹتی سی نظر ڈالی..... یہ کبھی وجیہہ ضرور رہا ہوگا۔ مگر اب

موٹاپے نے اس کے ساتھ جو سلوک کیا تھا اس کا اظہار الفاظ میں ناممکن تھا۔ بس دیکھنے اور محسوس کرنے کی چیز تھی۔ قد تو متوسط ہی تھا۔ مگر پھیلاؤ نے اس توسط کی ریڑھ مار کر رکھ دی تھی اور اب اسے گول ہی کہا جاسکتا تھا۔ چندیا صاف تھی۔ صرف کناروں پر تھوڑے سے سیاہ بال تھے جو اگر سفید ہوتے تو اتنے بُرے نہ معلوم ہوتے۔

اس کے پیروں کے پاس ہی ایک ننھا منا سا خوبصورت کتا بیٹھا سرخ زبان نکالے ہانپ رہا تھا۔ جولیا نے اسے تعریفی نظروں سے دیکھا۔ اس کے بال بڑے اور سفید تھے۔ کان البتہ گہرے کتھئی تھے اور یہی اس کا حسن تھا۔

"سر سوکھے رام.... اور مس جولیانا فٹنر واٹر....!" خاور نے تعارف کرایا۔

سر سوکھے رام نے مسکرا کر سر کو خفیف سی جنبش دی۔

اور جولیا نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔ "میں آپ کی کیا خدمت کر سکتی ہوں جناب....!"

وہ دل ہی دل میں ہنس رہی تھی۔ اتنی اردو تو سمجھتی ہی تھی کہ اس کا نام اور جثہ کے تضاد سے لطف اندوز ہو سکتی۔ کتنی ستم ظریفی تھی۔ یہ ہاتھی سا آدمی سوکھے رام کہلاتا تھا۔ یہی نہیں بلکہ خطاب یافتہ بھی تھا۔ وہ سوچ رہی تھی نہ ہوا عمران ورنہ مزہ آجاتا۔

"دیکھئے... بات دراصل یہ ہے کہ میں مستقل طور پر آپ لوگوں سے معاملہ کرنا چاہتا ہوں۔!" سوکھے رام نے کہا۔

"ہم ہر خدمت کے لئے حاضر ہیں۔!"

"وہ.... تو.... تو.... تو ٹھیک ہے۔!" سر سوکھے نے کرسی کی پشت سے ٹکنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "مگر آپ کو اس سلسلہ میں تھوڑی سی دردسری بھی مول لینی پڑے گی۔ دیکھئے بات دراصل یہ ہے۔!"

وہ سانس لینے کیلئے رک گیا اور جولیا جھک کر اسکے کتے کا سر سہلاتی ہوئی بولی۔ "بڑا پیارا کتا ہے۔!"

سر سوکھے نے اسطرح چونک کر کتے کی طرف دیکھا جیسے اس کی موجودگی کا خیال ہی نہ رہا ہو۔

"آپ کو پسند ہے۔!" اس نے مسکرا کر پوچھا۔

"بہت زیادہ....!"

"تو میری طرف سے قبول فرمایئے۔!"

"اوہ.... ارے نہیں....!" جولیا خواہ مخواہ ہنس پڑی۔

"نہیں.... اب میں اسے اپنے ساتھ نہیں لے جاؤں گا۔!" سر سوکھے نے کہا اور رکتے سے

"لکی.... یہ دیکھو اب یہ تمہاری مالکہ ہیں۔!"

وہ دم ہلانے لگا اور سر سوکھے نے پھر اپنے بزنس کی بات شروع کر دی۔

"قصہ دراصل یہ ہے کہ.... اوہ ٹھہریئے میں پہلے اپنا پورا تعارف تو کرادوں۔ میری فرم کا سوکھے انٹر پرائزرس" ہے۔!"

"اوہ.... اچھا.... میں سمجھ گئی۔!"

"آپ جانتی ہیں....!" وہ خوش ہو کر بولا۔ "خیر تو.... میرا فارورڈنگ اور کلیرنگ کا الگ اسٹاف تھا۔ لیکن اب اس پر غیر ضروری مصارف بھی ہونے لگے تھے۔ میں نے حساب لگایا تو یہ ہوا کہ اگر یہ کام کسی دوسری فرم کے سپرد کر دیا جائے تو نسبتاً سستے میں ہو گا۔!"

"جی ہاں.... عموماً یہی ہوتا ہے۔!" جولیا سر ہلا کر بولی۔

"بس تو پھر میں نے اپنے یہاں سیکشن توڑ دیا ہے۔!" سوکھے نے کہا۔ "اور اب اس کے لئے کسی فرم سے معاملات طے کرنا چاہتا ہوں۔!"

"غالباً منیجر صاحب آپ کو یہاں کے قواعد و ضوابط سے آگاہ کر چکے ہیں۔!"

"جی ہاں.... اور میں ان سے کلی طور پر متفق ہوں۔!" سر سوکھے نے کہا۔ "قواعد و ضوابط کی نہیں تھی۔ میں تو دراصل آپ کے لئے تھوڑی سی دردسری بڑھانا چاہتا ہوں۔!"

"فرمایئے....!"

"آپ کو ایک ایسا حساب بھی تیار کرنا ہو گا جس سے یہ ظاہر ہو کہ یہ کام میری ہی فرم کے سیکشن نے کیا ہے۔!"

خاور نے جولیا کی طرف دیکھا اور جولیا جلدی سے بولی۔ "یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے جس کے آپ کو زیادہ تشویش ہو۔ ایسا بھی ہو جائے گا۔!"

"بس تو پھر ٹھیک ہے۔! کیا آپ کسی وقت میرے دفتر آنے کی زحمت گوارا کر سکتی ہیں۔!"

"جب آپ فرمایئے۔!"

"نہیں بھئی جب آپ کو فرصت ملے۔ بس آنے سے پہلے فون کر دیجئے گا۔!"

"بہتر ہے.... میں آکر دیکھ لوں گی کہ اب تک آپ کے یہاں حسابات کس طرح رکھے جاتے رہتے ہیں۔!"

"اوہ.... شکریہ.... یہ تو بڑی اچھی بات ہو گی۔ اس کے لئے آپ جو بھی حق المحنت تجویز کریں گی مجھے اس پر اعتراض نہ ہو گا۔!"

"حق المحنت کیسا....!" جولیا نے حیرت سے کہا۔ "یہ تو میں اپنی فرم کے انٹرسٹ میں کروں گی۔ ہمارے لئے یہی کیا کم ہے کہ ہمیں اتنا بڑا اور مستقل کام مل رہا ہے۔!"

"یہی بات....!" سر سوکھے نے میز پر اس طرح گھونسہ مار کر کہا کہ اس کا سارا جسم تھلتھلا گیا۔ "یہی بات.... یہی اسپرٹ کام کرنے والوں میں ہونی چاہئے۔!" پھر خاور سے بولا۔ "آپ خوش قسمت ہیں جناب کہ اتنے اچھے ساتھی آپ کے حصے میں آئے ہیں۔!"

"شکریہ....!" خاور نے سگار کا ڈبہ اسے پیش کیا۔

"بس جناب.... اب اجازت دیجئے۔!" وہ اٹھتا ہوا بولا۔ پھر جولیا سے کہا۔ "میں آپ کا منتظر رہوں گا۔!" ساتھ ہی دم ہلاتے ہوئے کتے سے بولا۔ "نہیں لکی تم میرے ساتھ نہیں جاسکتے۔ تمہاری مالکہ وہ ہیں۔!"

کتا جولیا کی طرف مڑا اور وہ متحیر رہ گئی کیونکہ اب وہ اس کی کرسی پر دونوں اگلے پنجے ٹیک کر کھڑا ہو گیا تھا اور اس کی ران سے اپنی تھوتھنی رگڑ رہا تھا۔

اس نے پھر اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اس کی ننھی سی دم بڑی تیزی سے ہلنے لگی۔

"کمال ہے....!" جولیا اور خاور نے بیک وقت کہا۔

"کتوں کو ٹرینڈ کرنا میری ہوبی ہے۔!" سوکھے مسکرایا۔ "میرے سارے کتے بڑے سمجھ دار ہیں۔ اب یہ میرے ساتھ واپس جانے کی کوشش نہیں کرے گا.... اور صرف آپ ہی کے ساتھ جائے گا۔ آپ کے دفتر کا کوئی دوسرا آدمی اسے اپنے ساتھ نہیں لے جاسکتا۔ اچھا بس اجازت دیجئے۔!"

وہ ان دونوں سے مصافحہ کر کے رخصت ہو گیا۔ اس کی چال بھی عجیب تھی۔ بس ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کوئی گیند اچھلتا کودتا ہوا چل پڑا ہو۔

"کیا خیال ہے....!" اس کے چلے جانے کے بعد خاور نے جولیا کی طرف دیکھا۔

"حیرت انگیز....!"

"ہر اعتبار سے.... ہماری بڑی بدقسمتی ہے کہ اس شہر میں ایسے ایسے عجوبے موجود ہیں لیکن ہمیں ان کے دیدار نہیں ہوتے۔ تم نے اس کی چال پر غور کیا۔!"

"ہاں.... وہی تو میرے لئے حیرت انگیز تھی۔ میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ اتنا موٹا آدمی اتنی تیز رفتاری سے چل سکے گا۔!"

"اس کی آنکھیں کتنی چمکیلی ہیں۔!" خاور نے کہا۔

"اور یہ کتا....!" جولیا نے کتے کی طرف دیکھ کر کہا۔ جواب اس کے پیروں کے قریب بیٹھا ن نکالے ہانپ رہا تھا۔

جوزف رانا پیلس ہی کا ہو کر رہ گیا تھا۔ آتش دان کے بت والے کیس کے بعد اس نے فلیٹ شکل نہیں دیکھی تھی۔ عمران کی تاکید تھی کہ وہ ادھر کا رخ بھی نہ کرے۔ اس طرح سلیمان یہ ملہ کرنے کے قابل ہو سکا تھا کہ وہ بدستور عمران ہی کی خدمت کرتا رہے گا۔

رانا پیلس میں سبھی تھے۔ نوکر چاکر، ڈرائیور، جوزف، حتیٰ کہ بلیک زیرو بھی (بوڑھے آدمی ے میک اپ میں) لیکن رانا تہور علی صندوقی کا کہیں پتہ نہ تھا۔

بلیک زیرو بوڑھے طاہر صاحب کے روپ میں رانا تہور علی صندوقی کا منیجر تھا۔ سمجھا جاتا تھا کہ اس کی جائیداد کی دیکھ بھال کرتا ہے۔

جوزف ہر وقت فوجی وردی میں رہتا تھا اور اس کے دونوں پہلوؤں سے ریوالور لٹکے رہتے ے۔ اس کا خیال تھا کہ فوجی وردی میں اس کی مارشل اسپرٹ ہر وقت بیدار رہتی ہے اور شراب نہ نے پر اسپرٹ ہی میں پانی ملا کر پینے سے بھی نہیں مرتی۔

جوزف بلا نوش تھا لیکن اسے معینہ مقدار سے زیادہ شراب نہیں ملتی تھی اس لئے وہ اکثر رٹ میں پانی ملا کر پیا کرتا تھا۔

اس وقت وہ اسپرٹ کے نشے کی جھونک میں پورچ میں "اٹینشن" تھا۔ بالکل کسی بت کی طرح ے حس و حرکت۔ پلکیں ضرور جھپکتی رہتی تھیں۔ مگر بالکل ایسا ہی معلوم ہوتا تھا جیسے کسی الو کو ڑ کر دھوپ میں بٹھا دیا گیا ہو.... اور وہ خاموشی سے مجسم احتجاج بن کر تن بہ تقدیر ہو گیا ہو۔

دفعتاً ایک آدمی پشت پر ایک بہت بڑا تھیلا لادے ہوئے پھاٹک میں داخل ہوا۔ لیکن جوزف پوزیشن میں کوئی فرق نہ آیا۔ بلکہ وہ تو اس کی طرف دیکھ بھی نہیں رہا تھا۔

مگر جیسے ہی وہ پورچ کے قریب آیا۔ اچانک جوزف دہاڑا۔ "ہالٹ....!"

اور وہ آدمی بھڑک کر دو چار قدم کے فاصلے پر تھیلے سمیت ڈھیر ہو گیا۔

"گٹ اپ....!" جوزف اپنی جگہ سے ہلے بغیر پھر دہاڑا۔

"ارے مار ڈالا....!" وہ مفلوک الحال آدمی دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر کراہا۔

"کی در جاتا....!" جوزف غرایا۔

"بھیتر جاتا.... رانا صاحب کے پاس.... ایسی ایسی جڑی بوٹیاں ہیں میرے پاس۔"

"کیا باکتا....!" جوزف پھر غرایا۔

"آؤں... آجاؤں... پاس آجاؤں...!" وہ آدمی خوف زدہ انداز میں ہاتھ ہلا ہلا کر پوچھتا رہا

"اب جوزف خود ہی اپنی جگہ سے ہلا اور وہ آدمی تھیلا سمیٹتا ہوا پیچھے پھدک گیا۔ یہ دبلا پتلا او چیمڑ جسم والا ایک بوڑھا آدمی تھا۔ آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی اور دھندلی تھیں۔ لیکن ہاتھ پاؤں میں خاصی تیزی معلوم ہوتی تھی۔!"

"کیا باکتا....!" جوزف اس کے سر پر پہنچ کر دہاڑا۔

"شش.... شش.... شقاقل.... مصری....!" وہ تھیلے سے کوئی چیز نکال کر اُسے دکھا ہوا پیچھے کھسکا۔

"یو کیا ہائے۔!" جوزف غرایا۔

"اجی بس.... کیا بتاؤں!" وہ بہت تیزی سے بول رہا تھا۔ "ر ر ر رانا صاحب قدر کریں گے۔!

"رانا صاحب نائیں ہائے.... بھاگ جیاؤ....!"

"تو آپ ہی ٹرائی کیجئے صاحب... مزہ آجائے گا۔ جڑی بوٹیاں ہاہا۔ رانا صاحب کہاں ہیں۔!'

"ام نائیں.... جیان تا.... جیاؤ....!"

اتنے میں بلیک زیرو شور سن کر باہر آگیا۔

"کیا بات ہے....!" اس نے جوزف سے انگریزی میں پوچھا۔

"باس کو پوچھتا ہے.... میں کہتا ہوں باس نہیں ہیں.... وہ مجھے کوئی چیز دکھاتا ہے۔!"

بلیک زیرو نے بوڑھے کی طرف دیکھا۔ وہ جھک جھک کر اسے سلام کر رہا تھا۔

"حضور.... حضور.... حضور عالی.... سرکار جڑی بوٹیاں ہیں میرے پاس۔ بڑی دور۔ رانا صاحب کا نام سن کر آیا ہوں۔!"

بلیک زیرو نے جلدی میں کچھ سوچا اور آہستہ سے بولا۔ "ہاں کہو ہم سن رہے ہیں۔!"

"جو کچھ کہئے.... حاضر کروں سرکار....!"

"ہم کیا کہیں.... ہم نے تمہیں کب بلایا تھا....!"

"سرکار حضور... رانا صاحب... بڑے معرکے کی بوٹیاں ہیں۔ بس طبیعت خوش ہو جائے گی۔!'

"کیا ہمارے کسی دوست نے تمہیں بھیجا ہے۔!"

"جی ہاں.... ہم نے اس سرکار کی بڑی تعریف سنی ہے۔!"

"خیر اندر چل کر.... ہمیں کچھ بوٹیاں دکھاؤ اور ان کے خواص بتاؤ۔!"

بوڑھا خوش نظر آنے لگا اس نے تھیلا سمیٹ کر کاندھے پر رکھا اور بلیک زیرو کے پیچھے چلنے لگا۔

جوزف کھڑا احمقانہ انداز میں پلکیں جھپکاتا رہا۔ پھر یک بیک وہ چونک کر اس بوڑھے آدمی کے پیچھے جھپٹا۔

بلیک زیرو اور بوڑھا اندر داخل ہو چکے تھے۔ بلیک زیرو اسے ایک کمرے میں بٹھانے کا ارادہ کر ہی رہا تھا کہ اس نے جوزف کو اس پر جھپٹتے دیکھا۔

"ارے.... ارے.... حضور....!" بوڑھا بوکھلا گیا۔

بلیک زیرو بھی بھونچکارہ گیا۔

لیکن بوڑھا دوسرے ہی لمحے میں زمین پر تھا اور جوزف نے اس کی میلی اور سال خوردہ پتلون کی جیب سے ایک چھوٹا سا پستول نکال لیا تھا۔

بوڑھا اس اچانک حملے سے بُری طرح بوکھلا گیا تھا۔ اس لئے جوزف کی گرفت سے آزاد ہونے کے بعد بھی اسی طرح بے حس و حرکت پڑا رہا۔ البتہ اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور وہ پلکیں بھی جھپکا رہا تھا۔

"کیوں.... تم کون ہو....!" بلیک زیرو آنکھیں نکال کر بولا۔

"مم.... میں نہیں جانتا صاحب.... کہ یہ خطرناک چیز میری جیب میں کس نے ڈالی تھی۔" وہ ہانپتا ہوا بولا۔

"بکواس مت کرو....!" بلیک زیرو غرایا۔ "تم کون ہو۔!"

"جی میں جڑی بوٹیاں تلاش کر کے بیچتا ہوں.... شوقین رئیس میری قدر کرتے ہیں۔!"

"مگر تم پہلے تو کبھی یہاں نہیں آئے۔!" بلیک زیرو اسے گھورتا ہوا بولا۔

"جی بے شک میں پہلے کبھی نہیں آیا۔!"

"کیوں نہیں آئے تھے؟" بلیک زیرو نے غصیلے لہجے میں کہا اس کے ذہن میں اس وقت عمران رینگنے لگا تھا اور اس نے یہ سوال بالکل اسی کے سے انداز میں کیا تھا۔

"جج.... جی.... ای.... کیا بتاؤں.... مجھے اس سرکار کا پتہ نہیں معلوم تھا۔ وہ تو ابھی ابھی ایک صاحب نے سڑک پر بتایا تھا کہ اس محل میں جاؤ۔ یہاں رانا صاحب رہتے ہیں۔ بہت بڑی سرکار ہے۔!"

"اس پستول کی بات کرو۔!"

"سس.... صاحب.... میں نہیں جانتا۔ بھلا میرے پاس پستول کا کیا کام۔ پتہ نہیں کس نے کیوں یہ حرکت کی ہے۔ میں کچھ نہیں جانتا۔ خدا کے لئے اس کالے صاحب کو یہاں سے ہٹا دیجئے ورنہ میرا دم نکل جائے گا۔!"

جوزف اسے خوں خوار نظروں سے گھورتا ہوا بڑبڑا رہا تھا۔ "مسٹر ٹائیر یہ کیا کہہ رہا ہے۔ مجھے بھی بتایئے۔"

"اس کو گردن سے پکڑ کر ٹانگ لو....!" بلیک زیرو نے کہا۔

جوزف پستول کو بائیں ہاتھ میں سنبھال کر اس کی طرف بڑھا۔ لیکن اچانک ایسا معلوم ہوا جیسے آنکھوں کے سامنے بجلی سی چمک گئی ہو۔ بوڑھا چکنے فرش پر پھسلتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔

"خبردار فائر نہ کرنا جوزف....!" بلیک زیرو چیخا۔

جوزف نے بوڑھے پر چھلانگ لگائی تھی اور اب فرش سے اٹھ رہا تھا۔ کیونکہ بوڑھا تو چھلاوہ تھا چھلاوہ۔

جب تک جوزف اٹھتا وہ بیرونی برآمدے میں تھا۔

"فائر مت کرنا....!" بلیک زیرو پھر چیخا۔ ساتھ ہی اب وہ بھی تیزی دکھانے پر آمادہ ہو گیا تھا۔ جوزف کو پھلانگتا ہوا وہ بھی بیرونی برآمدے میں آیا۔

یہاں دو ملازم کھڑے چیخ رہے تھے۔

"صاحب وہ چھت پر ہے۔!" دونوں نے بیک وقت کہا۔

بلیک زیرو چکرا گیا۔ بھلا یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ اتنی جلدی چھت پر بھی پہنچ جاتا۔

"نوکروں نے قسمیں کھا کر یقین دلایا کہ انہوں نے اسے بندروں کی سی پھرتی سے اوپر جاتے دیکھا ہے۔ انہوں نے گندے پانی کے ایک موٹے پائپ کی طرف اشارہ کیا تھا جس سے ملی ہوئی پورچ کی کارنس تھی اور پورچ کی چھت بہت زیادہ اونچی نہیں تھی۔ کوئی بھی پھرتیلا آدمی کم از کم پورچ کی چھت تک تو اتنے وقت میں پہنچ ہی سکتا تھا۔

پھر ذرا ہی سی دیر میں پوری عمارت چھان ماری گئی لیکن اس کا کہیں پتہ نہیں تھا۔

اندر پہنچ کر بلیک زیرو نے محسوس کیا کہ اس چھلاوے نے اپنا تھیلا بھی نہیں چھوڑا تھا۔

"ٹائیر صاحب!" جوزف نے غصیلی آواز میں کہا۔ "مجھے فائر کرنے سے کیوں منع کیا تھا۔!"

"باس کا حکم ہے کہ اس محل میں کبھی گولی نہ چلائی جائے۔!"

"چاہے کوئی یہاں آکر جوزف دی فائٹر کے منہ پر تھوک دے۔!"

"خاموش رہو.... باس کے حکم میں بحث کی گنجائش نہیں ہوا کرتی۔!"

جوزف فوجیوں کے سے انداز میں اسے سلیوٹ کر کے اپنے کمرے کی طرف مڑ گیا۔ اس کا موڈ خراب ہو گیا تھا۔ اس لئے وہ شراب کی بوتل پر ٹوٹ پڑا۔

آج صفدر تین دن بعد آفس میں داخل ہوا تھا مگر اس حال میں کہ اس کے بال گرد آلود تھے۔ باس میلا اور شیو بڑھا ہوا تھا۔

دوسروں نے اسے حیرت سے دیکھا اور اس نے ایک بہت بُری خبر سنائی۔

اور یہ خبر بم کی طرح ان پر گری۔ جولیا تو اس طرح اچھلی تھی جیسے اس کی کرسی میں اچانک رقی رو دوڑا دی گئی ہو۔

"کیا بک رہے ہو....!" اس نے کانپتے ہوئے سسکی سی لی۔

"وہ سب صفدر کے گرد اکٹھے ہو گئے۔ اس وقت یہاں صرف سیکرٹ سروس کے آدمی تھے چونکہ چھٹی کا وقت ہو چکا تھا اس لئے دوڑ دھوپ کے کام کرنے والے جا چکے تھے۔!"

"ہاں.... یہ حادثہ مجھے زندگی بھر یاد رہے گا۔!" صفدر بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "میں تین دن سے اس کے ساتھ ہی تھا۔ ہم دونوں کیپٹن واجد والی تنظیم کے بقیہ افراد کی فکر میں تھے۔ تین دن سے ایک آدمی پر نظر تھی۔ آج اس کا تعاقب کرتے ہوئے ندی کی طرف نکل گئے۔ مقبرے کے پاس جو سرکنڈوں کی جھاڑیاں ہیں وہاں ہمیں گھیر لیا گیا۔ حملہ اچانک ہوا تھا پھر یہ بات میری سمجھ میں آئی کہ ہمیں دھوکے میں رکھا گیا تھا۔ ہم تو دراصل یہ سمجھتے رہے تھے کہ اس تنظیم کا ایک آدمی ہماری نظروں میں آگیا ہے لیکن حقیقت یہ تھی کہ وہ ہمیں نہایت اطمینان سے ختم کرنا چاہتے تھے کسی ایسی جگہ گھیرنا چاہتے تھے جہاں سے بچ کر ہم نکل ہی نہ سکیں۔ یعنی انہوں نے بھی وہ طریقہ اختیار کیا تھا جسے واجد کو پکڑنے کے لئے عمران کام میں لایا تھا۔!"

"پھر کیا ہوا.... باتوں میں نہ الجھاؤ....!" جولیا مضطربانہ انداز میں چیخی۔

"ہم پر چاروں طرف سے فائرنگ ہو رہی تھی اور ہم کھلے میں تھے اچانک میں نے عمران کی چیخ سنی۔ وہ ٹیکرے سے ندی میں گر رہا تھا۔ میں نے اسے گرتے اور غرق ہوتے دیکھا تھا۔ تم جانتے ہی ہو کہ ندی کا وہ کنارہ کتنا گہرا ہے جس کنارے پر مقبرہ ہے۔!"

"تم کیسے بچ گئے....!" خاور نے سوال کیا۔

"بس موت نہیں آئی تھی۔!" صفدر نے پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"تب تو پھر تم آفس ناحق آئے.... تمہیں اُدھر کا رخ ہی نہ کرنا چاہیئے تھا۔ جاؤ جتنی جلدی ممکن ہو اپنی قیام گاہ پر پہنچنے کی کوشش کرو۔!"

جولیا میز سے ٹکی کھڑی تھی۔ اس کا سر چکرا رہا تھا۔

"نہیں میں یقین نہیں کر سکتی۔ کبھی نہیں۔!" وہ کچھ دیر بعد ہذیانی انداز میں بولی۔ "عمران نہیں مر سکتا۔ بکواس ہے۔ کبھی نہیں۔ تم جھوٹے ہو۔!" وہ خواہ مخواہ ہنس پڑی۔ اس میں اس کے ارادے کو دخل نہیں تھا۔

وہ سب اُسے عجیب نظروں سے دیکھنے لگے۔ ان میں تنویر بھی تھا۔ "مرنے کو تو ہم سب ہی اس وقت مر سکتے ہیں۔!" اس نے کہا۔

"ہم سب مر سکتے ہیں.... مگر عمران نہیں مر سکتا۔ اپنی بکواس بند کرو۔!"

پھر جولیا نے کانپتے ہوئے ہاتھ سے ایکس ٹو کے نمبر ڈائیل کئے لیکن دوسری طرف سے جواب نہ ملا۔

"تمہیں سر سوکھے کے یہاں جانا تھا....!" خاور نے کہا۔

"جہنم میں گیا سر سوکھے۔!" جولیا حلق پھاڑ کر چیخی۔ "کیا تم سب پاگل ہو گئے ہو گویا عمران کا مر جانا کوئی بات ہی نہیں ہے۔!"

"اس کی موت پر یقین آجانے کے بعد ہی ہم سوگ منا سکیں گے۔!" خاور نے پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

دفعتاً لیفٹیننٹ چوہان نے صفدر سے سوال کیا۔ "تمہیں وہ آدمی ملا کہاں تھا اور تمہیں یقین کیسے آیا تھا کہ وہ اسی تنظیم سے تعلق رکھتا ہے۔!"

"عمران نے مجھے یہ نہیں بتایا تھا....!"

"آخر وہ تمہیں ہی کیوں ایسی مہمات کے لئے منتخب کرتا ہے۔"

"وہ کیوں کرنے لگا۔ مجھے ایکس ٹو کی طرف سے ہدایت ملی تھی۔!"

وہ سب پھر خاموش ہو گئے۔ جولیا میز پر سر ٹیکے بیٹھی تھی اور تنویر غصیلی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

پھر وہ اٹھی اور اپنا بیگ سنبھال کر دروازے کی طرف بڑھی۔

"تم کہاں جا رہی ہو۔!" تنویر نے اسے ٹوکا۔

"شٹ اپ!" وہ مڑ کر تیز لہجے میں بولی۔ "میں ایکس ٹو کے علاوہ اور کسی کو جواب دہ نہیں ہوں۔!"

وہ باہر نکل کر اپنی چھوٹی سی ٹوسیٹر میں بیٹھ گئی۔ لیکن وہ نہیں جانتی تھی کہ اسے کہاں جانا ہے۔

صفدر کو وہ ایک دیانت دار اور سنجیدہ آدمی سمجھتی تھی۔ اس قسم کے جھوٹ کی توقع اس کی ذات سے نہیں کی جا سکتی تھی۔ اس نے سوچا ممکن ہے عمران نے اسے بھی ڈاج دیا ہو۔ لیکن کیا ضروری ہے کہ وہ ہمیشہ بچتا ہی رہے۔

کچھ دیر بعد ٹوسیٹر ایک پبلک فون بوتھ کے قریب رکی اور بوتھ میں آکر عمران کے نمبر ڈائیل کئے۔ دوسری طرف سے سلیمان نے جواب دیا۔ لیکن اس نے عمران کے متعلق لاعلمی ظاہر کرتے ہوئے بتایا کہ وہ پچھلے تین دنوں سے گھر نہیں آیا۔

جولیا نے سلسلہ منقطع کرتے ہوئے ٹھنڈی سانس لی۔

کیسے معلوم ہو کہ صفدر کا بیان کہاں تک درست۔ آخر یہ کم بخت کیوں بچ گیا۔ پھر ذرا ہی سی دیر میں اسے ایسا محسوس ہونے لگا جیسے صفدر ہی عمران کا قاتل ہو۔!

پھر اس نے غیر ارادی طور پر اپنی گاڑی ندی کی طرف جانے والی سڑک پر موڑ دی۔

سورج غروب ہونے والا تھا۔ مگر وہ دن رہے وہاں پہنچنا چاہتی تھی۔ اس لئے کار کی رفتار خاصی تیز تھی۔ گھاٹ کی ڈھلان شروع ہوتے ہی اس نے بائیں جانب والے ایک کچے رستے پر گاڑی موڑ دی۔ اسی طرف سے وہ اس ٹیکرے تک پہنچ سکتی تھی۔ جہاں ایک قدیم مقبرہ تھا اور دور تک سرکنڈوں کا جنگل پھیلا ہوا تھا۔

کچے راستے کے دونوں جانب اونچے اونچے ٹیلے بیریوں کے جھنڈ سے ڈھکے ہوئے تھے۔

مقبرے تک گاڑی نہیں جا سکتی تھی۔ کیونکہ وہاں تک پہنچنے کا راستہ ناہموار تھا۔ اس نے گاڑی روکی انجن بند کیا اور نیچے اتر کر خالی خالی آنکھوں سے افق میں دیکھتی رہی جہاں سورج آسمان کو چھوتی ہوئی درختوں کی قطار کے پیچھے جھک چکا تھا۔

پھر وہ چونکی اور مقبرے کی طرف چل پڑی۔

ابھی دھندلکا نہیں پھیلا تھا.... دریا کی سطح پر ڈھلتی ہوئی روشنی کے رنگین لہریئے مچل رہے تھے.... وہ ٹیکرے کے سرے کی جانب بڑھتی چلی گئی۔

مگر کیا یہ حماقت ہی نہیں تھی.... اس نے سوچا آخر وہ یہاں کیوں آئی ہے۔!

ٹیکرے کے نیچے پانی پر ایک موٹر بوٹ نظر آئی جس میں کوئی نظر نہیں آرہا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ کچھ لوگ اس کے چھوٹے سے کیبن میں رہے ہوں۔

اچانک موٹر بوٹ سے ایک فائر ہوا۔ پانی پر ایک جگہ بلبلے اٹھے تھے اور گولی بھی ٹھیک اسی جگہ پڑی تھی۔

کیبن کی کھڑکی سے رائفل کی نال پھر اندر چلی گئی اور اس کے بعد ایک آدمی سر نکال کر پانی کی سطح پر دیکھنے لگا جہاں ایک بڑی سی مردہ مچھلی ابھر آئی تھی۔

پھر کیبن کی دوسری کھڑکی سے ایک سیاہ رنگ کا بڑا سا کتا پانی میں کودا اور تیرتا ہوا مچھلی تک جا پہنچا.... اس کی دم منہ میں دبا کر پھر موٹر بوٹ کی طرف مڑا تھا۔

دوسری بار جب موٹر بوٹ میں بیٹھے ہوئے آدمی نے اپنے دونوں ہاتھ کھڑکی سے نکال کر مچھلی کو سنبھالا اس وقت جولیا نے اسے صاف پہچان لیا۔ وہ سر سوکھے تھا۔

اس نے مچھلی اندر کھینچ لی اور کتا بھی کھڑکی سے کیبن میں چلا گیا۔

تو وہ مچھلیوں کا شکار کھیل رہا تھا۔ جولیا ٹیکرے سے پرے کھسک آئی۔ اس نے سوچا اچھا ہی ہوا سر سوکھے کی نظر اس پر نہیں پڑی ورنہ خواہ مخواہ تھوڑی دیر تک رسمی قسم کی گفتگو کرنی پڑتی۔ مگر اب وہ یہاں کیوں ٹھہرے۔ آئی ہی کیوں تھی۔ یہاں کیا ملتا۔ اگر عمران مارا بھی گیا تو.... اوہ.... وہ یک بیک چونک پڑی۔ اگر وہ یہاں مارا گیا ہوگا تو ایک آدھ بار لاش سطح پر ضرور ابھری ہوگی۔ مگر اس سے کیا؟ ضروری نہیں ہے کہ کسی نے اسے دیکھا بھی ہو۔

پھر وہ کیا کرے.... کیا کرے....!

غیر ارادی طور پر وہ سرکنڈوں کی جھاڑیوں میں گھس پڑی۔ یہ ایک پتلی سی پگڈنڈی تھی۔ جو سرکنڈوں کی جھاڑیوں سے گذر کر کسی نامعلوم مقام تک جاتی تھی۔

کچھ دور اسے ریوالور کے چند خالی کارتوس پڑے ملے اور صفدر کے بیان کی تصدیق ہوگئی۔

ویسے وہ تو اس پر یوں بھی اعتماد کرتی تھی۔

مگر سوال یہ تھا کہ اب جولیا کیا کرے.... یہ بات تو خود صفدر کو بھی نہیں معلوم تھی کہ عمران نے اس آدمی کو کہاں سے کھود نکالا تھا جس کے تعاقب میں وہ دونوں یہاں آئے تھے اور یہ حادثہ پیش آیا تھا۔

اچانک کوئی چیز اس کی پشت سے ٹکرائی اور وہ اچھل پڑی۔ بس غنیمت یہی تھا اس کے حلق سے کسی قسم کی آواز نہیں نکلی تھی۔ ورنہ وہ چیخ ہی ہوتی۔

اس نے جھک کر اس کاغذ کو اٹھایا جو شاید کسی وزنی چیز پر لپیٹ کر پھینکا گیا تھا۔

کاغذ کی تہوں کے درمیان ایک چھوٹی سی کنکری تھی۔

کاغذ پر تحریر تھا۔

”جولیا.... دفع ہو جاؤ یہاں سے.... کھیل مت بگاڑو....!“

ایک بے ساختہ قسم کی مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر پھیل گئی۔ دل پر سے بوجھ سا ہٹ گیا اور تیزی سے واپسی کے لئے مڑ گئی۔ طرز تحریر عمران ہی کا سا تھا۔

واپسی بڑے سکون کے ساتھ ہوئی۔ جولیا کا دل چاہ رہا تھا کہ قہقہے لگائے۔ ہنستی ہی رہے۔ لیکن وہ صرف ذہنی مسرت ہی پر قناعت کئے ہوئے کار ڈرائیو کرتی رہی۔

گھر پہنچ کر اس نے ٹھنڈی پھواروں سے غسل کیا اور ڈریسنگ گاؤن پہنے ہوئے خواب گاہ میں چلی گئی۔ آج کی تھکن اس وقت اسے بڑی لذت انگیز محسوس ہو رہی تھی۔

اس نے ہیٹر پر چائے کے لئے پانی رکھتے ہوئے سوچا۔ اگر اس وقت آجائے عمران؟ اچھی طرح خبر لوں اس کی۔

دفعتاً فون کی گھنٹی بجی۔

جولیا نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھا لیا!

”ہیلو....!“

”ایکس ٹو....!“ دوسری طرف سے آواز آئی۔

”یس سر....!“

”تم ندی کی طرف کیوں گئی تھیں....!“

”اوہ.... جناب.... وہ عمران....!“

”ہاں مجھے علم ہے.... مگر تم کیوں گئی تھیں....!“

”صص.... صفدر....!“

”تمہارے علاوہ.... اور کوئی کیوں نہیں گیا....!“

”پتہ نہیں جناب....!“ جولیا جھنجھلا گئی۔

”وہ جانتے ہیں کہ انہیں اتنا ہی کرنا ہے جتنا کہا جائے....!“

”یعنی میں.... اس کی موت کی خبر سنتی.... اور....!“

”تجہیز و تکفین کی فکر نہ کرتی....!“ ایکس ٹو نے طنزیہ لہجے میں جملہ پورا کر دیا۔

"تم کون ہوتی ہو اس کی فکر کرنے والی۔ اپنی حدود سے باہر قدم نہ نکالا کرو۔"

"بہت بہتر جناب.....!" جولیا کسی سلگتی ہوئی لکڑی کی طرح چیخی۔

"تمہارا لہجہ..... تم ہوش میں ہو یا نہیں.....!" ایکس ٹو اپنے مخصوص خونخوار لہجے میں غرایا۔

"میں معافی چاہتی ہوں جناب.....!" جولیا یک بیک سہم گئی۔

"میرا محکمہ عشقیہ ڈراموں کی ریہرسل کے لئے نہیں ہے..... سمجھیں!"

"جج..... جی..... ہاں.....!" جولیا بوکھلا گئی۔

وہ ریسیور رکھ کر آرام کرسی سے ٹک گئی اس کی آنکھیں پھیلی ہوئی تھیں اور دل بہت شدت سے دھڑک رہا تھا۔

پھر آہستہ آہستہ سکون ہوتا گیا اور اسے ایکس ٹو پر اس زور سے غصہ آیا کہ ذہنی طور پر ناچ کر رہ گئی۔ اسے کیا حق حاصل ہے۔ وہ کون ہوتا ہے میرے نجی معاملات میں دخل دینے والا ظالم، سنگدل، کمینہ، ذلیل..... فون کی گھنٹی پھر بجی۔

اس نے بُرا سا منہ بنا کر ریسیور اٹھالیا اور "ہیلو" کہتے وقت بھی اس کا لہجہ زہریلا ہی رہا۔

"مس فٹنر واٹر پلیز.....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"ہاں.....!" جولیا نے بھرائی ہوئی آواز میں جواب دیا۔ وہ بولنے والے کی آواز نہیں پہچان سکی تھی۔

"میں سوکھے رام بول رہا ہوں.....!"

"اوہ..... فرمایئے..... جناب.....!"

"میں اس وقت اپنے آفس میں تنہا ہوں۔ کیا آپ تکلیف کریں گی۔!"

"اس وقت.....!" جولیا نے حیرت سے کہا اور پھر کسی سوچ میں پڑ گئی۔

"آپ نہیں سمجھ سکتیں مس فٹنر واٹر..... میں دراصل آپ کو اپنے اعتماد میں لینا چاہتا ہوں۔ میری بدنصیبی کی داستان طویل ہے۔!"

"میں بالکل نہیں سمجھی..... سر سوکھے..... پلیز.....!"

"فون پر کچھ نہیں کہہ سکتا۔!"

"اچھا سر سوکھے میں آرہی ہوں۔ مگر آپ کو میرے گھر کا نمبر کیسے ملا۔!"

"بس اتفاق ہی سے میں مچھلیوں کا شکار کھیل کر واپس آرہا تھا کہ آپ کے دفتر کے ایک صاحب نظر آگئے۔ انہوں نے اپنا نام بتایا تھا لیکن صرف صورت آشنائی کی حد تک میری یادداشت

قابل رشک ہے۔ نام وغیرہ البتہ یاد نہیں رہتے۔ بہر حال میں نے ان سے آپ کے متعلق پوچھا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ آپ اس وقت گھر ہی پر ملیں گی۔ انہوں نے فون نمبر بھی بتایا۔!"

"خیر..... میں آرہی ہوں.....!" جولیا نے کہا اور سلسلہ منقطع کر کے خاور کے نمبر ڈائیل کیے۔ وہ گھر ہی پر موجود تھا۔

"سر سوکھے مجھے اس وقت اپنے آفس میں طلب کر رہا ہے۔!" جولیا نے کہا۔

"ضرور جاؤ..... ذرہ برابر بھی ہچکچاہٹ نہ ہونی چاہئے۔ تمہاری حفاظت کا انتظام بھی کر دیا جائے گا۔!"

"مگر میں نہیں سمجھ سکتی.....!"

"ٹھہرو.....!" خاور نے جملہ پورا نہیں ہونے دیا۔ "ایکس ٹو کی ہدایت ہے کہ اگر آج کل کوئی نیا گاہک بنے تو اسے ہر ممکن رعایت دی جائے۔ میں سر سوکھے کا معاملہ اس کے علم میں لا چکا ہوں۔"

"اور اگر میں جانے سے انکار کردوں تو.....!"

"میں اسے محض مذاق سمجھوں گا..... کیونکہ تم ناسمجھ نہیں ہو۔!"

جولیا نے اپنی اور سر سوکھے کی گفتگو دہراتے ہوئے کہا۔ "وہ آدمی اب تک میری سمجھ میں نہیں آیا۔!"

"پرواہ مت کرو..... ایکس ٹو اس کے معاملہ میں بہت زیادہ دلچسپی لے رہا ہے۔!" جولیا نے پھر بُرا سا منہ بنایا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

تھوڑی دیر بعد پھر اس کی ٹوسیٹر شہر کے بارونق بازاروں میں دوڑ رہی تھی۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد اس نے عمارت کے سامنے مشین بند کی جس کی دوسری منزل پر سر سوکھے انٹر پرائزرس کا دفتر تھا۔ کھڑکیوں میں اسے روشنی نظر آئی۔ چوتھی یا پانچویں منزل کی بات ہوتی تو وہ لفٹ ہی استعمال کرتی۔ لیکن دوسری منزل کے لئے تو زینے ہی مناسب تھے۔

سر سوکھے نے بڑی گرم جوشی سے اس کا استقبال کیا۔ لیکن جولیا محسوس کر رہی تھی کہ وہ کچھ خائف سا نظر آرہا ہے۔

"بیٹھئے بیٹھئے مس فٹنر واٹر..... میں بے حد مسرور ہوں کہ آپ میری درخواست پر تشریف لائیں۔!" وہ ہانپتا ہوا بولا۔ جولیا ایک کرسی کھسکا کر بیٹھ گئی۔

"میں آپ کا زیادہ وقت نہیں برباد کروں گا۔ مس فٹنر واٹر.....!" سوکھے رام پھر بولا۔ "ا۔

ٹھہریئے.... آپ کیا پئیں گی۔ اس وقت تو میں ہی آپ کو سرو کروں گا۔ کیونکہ اس وقت یہاں ہم دونوں کے علاوہ اور کوئی بھی نہیں ہے۔!"

"اوہ.... شکریہ.... میں کسی چیز کی بھی حاجت نہیں محسوس کر رہی اور پھر میں تو ویسے بھی شراب نہیں پیتی۔!"

"گڈ....!" سرسوکھے کی آنکھیں بچکانے انداز میں چمک اٹھیں۔ وہ اسے تحسین آمیز نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔ "اگر آپ شراب نہیں پیتیں تو میں یہی کہوں گا کہ آپ کو پراعتماد کہا جاسکتا ہے۔ بڑی پختہ قوت ارادی رکھتی ہیں وہ لڑکیاں جو شراب نہیں پیتیں۔!"

"شکریہ.... جی ہاں میں بھی سمجھتی ہوں۔ خیر ہاں تو آپ کیا کہنے والے تھے۔!"

جواب میں سرسوکھے نے پہلے تو ایک ٹھنڈی سانس لی اور پھر بولا۔ "میں نے اپنا فارورڈنگ اور کلیرنگ کا شعبہ بلاوجہ نہیں ختم کیا۔ میں مجبور تھا۔ نہ کرتا تو بہت بڑی مصیبت میں پڑ جاتا۔ لیکن ٹھہریئے۔ میں آپ پر یہ بھی واضح کرتا چلوں مس فٹنر واٹر کہ آپ کو یہ سب باتیں کیوں بتا رہا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ عورتیں طبعاً رحم دل اور ہمدرد ہوتی ہیں۔!"

وہ خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگا اور جولیا سوچنے لگی کہ اس گفتگو کا ماحصل کیا ہوگا۔ جس کے سر پیر کا ابھی تک تو پتہ نہیں چل سکا۔

"اوہ.... میں خاموش کیوں ہو گیا۔!" سرسوکھے چونک کر بولا۔ پھر خفیف سی مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر نظر آئی اور اس نے کہا۔ "میری باتیں اکثر بے ربط ہو جاتی ہیں۔ مس فٹنر واٹر.... مگر ٹھہریئے میں ایک نقطے کی وضاحت کرنے کی کوشش کروں گا۔ میرے فارورڈنگ اینڈ کلیرنگ سیکشن میں کوئی بہت ہی بدمعاش آدمی آگھسا تھا اور ایسے انداز میں اسمگلنگ کر رہا تھا کہ آئی گئی میرے ہی سر جاتی۔ لکڑی کی پیٹیوں میں باہر سے مال پیک ہو کر آتا تھا۔ لیکن اس کے بعد پتہ نہیں چلتا تھا کہ خالی پیٹیاں کہاں غائب ہو جاتی تھیں۔!"

"میں نہیں سمجھی۔!"

"خالی پیٹیاں.... غائب ہو جاتی تھیں۔!"

"تو اس کا یہ مطلب ہے کہ آپ کی فرم ریٹیل بھی کرتی ہے۔!" جولیا نے حیرت سے کہا۔ "پیٹیوں کا کھول ڈالا جانا تو یہی ظاہر کرتا ہے۔"

"گڈ.... آپ واقعی ذہین ہیں۔ مجھ سے اندازے کی غلطی نہیں ہوئی۔!" سرسوکھے خوش ہو کر بولا۔ "میں پیٹیوں کی بات نہیں کر رہا تھا۔ بلکہ میری مراد صرف ان بڑی پیٹیوں سے تھی

ن میں مشینوں کے پرزے پیک ہو کر آتے ہیں۔ وہ پیٹیاں تو لامحالہ کھولی جاتی تھیں کیونکہ ان شینوں کی تیاری فرم ہی کراتی ہے۔ یعنی وہ یہیں اسمبل ہوتی ہیں۔!"

"خیر... اچھا!" جولیا سر ہلا کر بولی۔ "لیکن آپ خالی پیٹیوں کے متعلق کچھ کہہ رہے تھے۔!"

"وہ پیٹیاں غائب ہو جاتی تھیں۔!"

"اچھا چلئے....!" جولیا مسکرا کر بولی۔ "اگر وہ پیٹیاں غائب ہو جاتی ہیں تو اس میں پریشانی کی کیا ات ہے۔ کوئی غریب آدمی انہیں بیچ کر اپنا بھلا کر لیتا ہوگا۔!"

"اوہ.... یہی تو آپ نہیں سمجھتیں مس فٹنر واٹر.... بات دراصل یہ ہے کہ وہ پیٹیاں فائیو لائی وڈ کی ہوتی ہیں۔ مطلب سمجھتی ہیں نا آپ۔ خیر میں شروع سے بتاتا ہوں۔ مجھے کبھی ان یٹیوں کا خیال بھی نہ آتا۔ بھلا مجھے اتنی فرصت کہاں کہ کاروبار کی ذرا ذرا سی تفصیل ذہن میں کھتا پھروں۔ بات دراصل یہ ہوئی کہ اس دوران میں کوٹھی پر لکڑی کا کام ہو رہا تھا۔ ایک جگہ کڑی کا پارٹیشن ہونا تھا۔ خیال یہ تھا کہ دیوار کے فریم میں ہارڈ بورڈ لگا دیا جائے۔ لیکن کسی نے فائیو لائی وڈ کی ان پیٹیوں کا خیال دلا دیا۔ میں نے سوچا کہ ہارڈ بورڈ سے بہتر وہی رہے گی۔ پلائی وڈ.... ہذا میں اتفاق سے خود ہی گوڈاؤن کی طرف جا نکلا۔ وہاں اسی دن کچھ پیٹیاں کھولی گئی تھیں۔ چوکیدار تنہا تھا اور وہ خود ہی پیٹیاں کھول کر ان میں سے پرزے نکال رہا تھا۔ مجھے بڑی حیرت ہوئی یونکہ یہ کام تو کسی ذمہ دار آدمی کے سامنے ہونا چاہئے تھا اور پھر یہ چوکیدار کی ڈیوٹی نہیں تھی۔ میں نے اس سے اس کے متعلق استفسار کیا اور اس نے بوکھلا کر جواب دیا کہ گوڈاؤن انچارج نے اسے یہی ہدایت دی تھی۔ میں نے سوچا کہ انچارج سے جواب طلب کروں گا اور چوکیدار سے کہا کہ وہ ایک ٹھیلا لائے اور جتنی بھی پیٹیاں خالی ہو گئی ہیں انہیں کوٹھی میں بھجوا دے۔ وہ ٹھیلا لینے کے لئے دوڑا گیا۔ لیکن پھر اس کی واپسی نہ ہوئی۔ وہ خوب یاد آیا مس فٹنر واٹر.... لکی تو ٹھیک ہے نا۔ وہ ایک فرمانبردار کتا ہے۔ آپ کو یقیناً اس سے کوئی شکایت نہیں ہوگی۔!"

"بہترین ہے....!" جولیا نے کہا۔

"میرے پاس کئی قسم کے بہترین کتے ہیں۔ بہتیری کمیاب نسلیں بھی ہیں۔ کسی دن کوٹھی آیئے آپ انہیں دیکھ کر بہت خوش ہوں گی۔!"

"آپ یہ فرما رہے تھے کہ چوکیدار غائب ہو گیا۔!"

"اوہ.... دیکھئے بس اسی طرح ذہن بہک جاتا ہے۔ ہاں تو وہ مردود بھاگ گیا۔ میں نے ایک دوسرے گوڈاؤن کے چوکیدار سے ٹھیلا منگوایا۔ اس دوران میں میں نے ایک پیٹی کا ڈھکن اٹھایا اور

اندازہ کرنے لگا کہ وہ ہارڈ بورڈ سے بہتر ثابت بھی ہو گا یا نہیں۔ اچانک اس کے ایک گوشے پر نظر رک گئی اور میری آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ جانتی ہیں میں نے کیا دیکھا۔ لکڑیوں کی پرت میں ایک پرت سونے کی بھی تھی۔ سونے کا پتر.... اسے بڑی خوبصورتی سے لکڑی کے پرتوں کے درمیان جمایا گیا تھا۔ شاید پیٹی کی کیلیں نکالتے وقت ایک گوشے کی لکڑی ادھڑ گئی تھی اور پرت ظاہر ہو گئی تھی۔ میں نے فوراً ہی گودام میں تالا ڈال دیا اور کوٹھی پر فون کر کے چار معتبر اور مسلح چوکیدار وہاں طلب کئے اور انہیں ہدایت کر دی کہ کسی کو گودام کے قریب بھی نہ آنے دیں۔ میں آپ سے کیا بتاؤں مس فٹنر واٹر.... ان تختوں سے تقریباً اٹھائیس سیر سونا برآمد ہوا تھا۔ لیکن میں نے کسی کو بھی اس کی خبر نہ ہونے دی۔ آپ خود ہی سوچئے اگر یہ بات کھل جاتی تو کون یقین کرتا کہ سر سوکھے کے ہاتھ صاف ہیں۔ کون یقین کرتا۔ گوڈاؤن انچارج سے پوچھ گچھ کی تو معلوم ہوا کہ ہمیشہ یہی ہوتا ہے۔ چوکیدار کسی بڑے آفیسر کا حوالہ دے کر اسے مطمئن کر دیتا تھا۔ چونکہ اس سلسلے میں کبھی کوئی پوچھ گچھ نہیں ہوئی تھی اس لئے اس نے بھی اس پر دھیان نہیں دیا۔ اس طرح وہ ایک درد سری سے بچا رہتا تھا۔ ورنہ اسے بھی کھولی جانے والی پیٹیوں کا باقاعدہ طور پر ریکارڈ رکھنا پڑتا۔ میں نے اس سے پہلے کی خالی پیٹیوں کے بارے میں پوچھا تو اس نے جنرل منیجر کی درجنوں چٹھیاں دکھائیں جن میں وقتاً فوقتاً خالی پیٹیاں طلب کی گئی تھیں۔ اس نے بتایا کہ کچھ کباڑی قسم کے لوگ آتے تھے اور پیٹیاں وصول کر کے رسیدیں دے جاتے تھے۔ اس نے رسیدیں بھی دکھائیں۔ میں نے جنرل منیجر سے انکوائری کی مگر اس نے چٹھیوں کے دستخط اپنے نہیں تسلیم کئے۔ اس پر میں نے ایک ایکسپرٹ کی خدمات حاصل کیں جس نے منیجر کے بیان کی تصدیق کر دی۔ یعنی وہ دستخط سچ مچ جعلی تھے۔ بس یہیں سے انکوائری کا خاتمہ ہو گیا۔ میں اب کس کے گریبان میں ہاتھ ڈالتا۔!"

"آپ نے پولیس کو اطلاع دی ہوتی۔!" جولیا نے کہا۔

"شاید آپ میری دشواریوں کو ابھی تک نہیں سمجھیں۔ یقین کیجئے کہ میں قانونی معاملات میں بے حد ڈرپوک قسم کا آدمی ہوں۔ اگر کہیں پولیس نے الٹا مجھ پر ہی نمدہ کس دیا تو کیا ہو گا۔ میں تو کسی کو منہ دکھانے کے قابل بھی نہ رہوں گا۔ اوہ.... مس فٹنر واٹر بہر حال مجھے اپنے فارورڈنگ اینڈ کلیرنگ کے عملہ پر شبہ تھا۔ اس لئے میں نے وہ سیکشن ہی توڑ دیا اور اس کے پورے عملے کو برطرف کر دیا۔"

"چوکیدار کا کیا ہوا تھا....!" جولیا نے پوچھا۔

"اوہ.... اس کا آج تک پتہ نہیں لگ سکا۔ وہ مل جاتا تو اتنی درد سری ہی کیوں مول لی جاتی۔ ے تو سب کچھ معلوم ہو سکتا تھا۔ اب میری مدد کیجئے۔!"

"مگر میں اس سلسلے میں کیا کر سکتی ہوں۔!"

سر سوکھے کی ٹھنڈی سانس کمرے میں گونجی اور وہ تھوڑی دیر بعد مسکرا کر بولا۔

"اب مجھے پوری بات شروع سے بتانی پڑے گی۔ بات دراصل یہ ہے مس واٹر میرے یہاں ب اینگلو برمیز ٹائپسٹ تھی مس روشی۔ وہ آج کل رنگون گئی ہوئی ہے۔ اس نے ایک بار کسی مسٹر ران کا تذکرہ کیا تھا جو پرائیویٹ سراغرساں ہیں۔ اتفاق سے ایک دن مجھے اس نے دور سے مسٹر ران کی زیارت بھی کرائی تھی اور مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ آپ ان کے ساتھ تھیں۔!"

"میں....!"

"جی ہاں آپ.... دیکھئے مجھے شکلیں ہمیشہ یاد رہتی ہیں یہ اور بات ہے کبھی کبھی نام بھول جاتا وں۔ مگر یہ بھی کم ہی ہوتا ہے۔ اس دوران میں جب یہ واقعہ پیش آیا۔ مجھے مسٹر عمران کا خیال یا تھا۔ مگر افسوس کہ مجھے اس کا پتہ نہیں معلوم تھا۔ اچانک ایک دن آپ نظر آ گئیں۔ آپ اس قت آفس میں داخل ہو رہی تھیں۔ میں نہیں جانتا تھا کہ آپ وہیں کام کرتی ہیں۔ میں نے پوچھ ھ کی تو معلوم ہوا کہ آپ وہیں کام کرتی ہیں۔ میں نے سوچا واہ سوکھے تم بہت خوش نصیب ہو۔ ہارا فارورڈنگ اور کلیرنگ کا کام بھی ہوتا رہے گا اور عمران صاحب تک پہنچ بھی ہو جائے گی۔ اہ.... اور آج کل میرے ستارے بھی اچھے ہیں مس فٹنر واٹر.... اگر میں آپ کو صرف واٹر ہوں تو آپ کو کوئی اعتراض تو نہ ہو گا۔ فٹنر واٹر کہنے میں میری زبان لڑکھڑاتی ہے۔!"

"آپ مجھے صرف جولیا کہہ سکتے ہیں۔!" جولیا بڑے دلآویز انداز میں مسکرائی۔

"اوہ.... بہت بہت شکریہ....!" وہ خوش ہو کر بولا۔ "میں آپ کا بے حد ممنون ہوں اس قت میرے دل سے ایک بہت بڑا بوجھ ہٹ گیا ہے۔ صرف آپ ہی سے میں یہ بات کہہ سکا وں۔ اوہ! مس فٹنر واٹر میں کتنا خوش نصیب ہوں دراصل اسی گفتگو کے لئے میں نے آپ کو کلیف دی تھی۔ ورنہ حسابات تو سب جگہ کے یکساں ہوتے ہیں۔!"

"پھر آپ کیا چاہتے ہیں۔!"

"مجھے عمران صاحب سے ملایئے.... ان سے سفارش کیجئے۔ انہیں مجبور کیجئے کہ اس معاملہ کا پتہ لگائیں۔ حالانکہ میں نے فارورڈنگ کے عملے کو الگ کر دیا ہے مگر کون جانے اصل چور اب بھی ہیں موجود ہو اور کبھی اس کی ذات سے مجھے کوئی بڑا نقصان پہنچ جائے۔ میں نجی طور پر اس کی

تحقیقات چاہتا ہوں۔ پولیس کو کانوں کان خبر نہ ہونی چاہئے۔!"

"دیکھئے میں کوشش کروں گی۔ ویسے بہت دنوں سے عمران سے ملاقات نہیں ہوئی۔!"

"کوشش نہیں.... بلکہ یہ کام ضرور کیجئے مس جولیانا.... اخراجات کی پرواہ مجھے نہ ہو گی۔!"

"آج آپ مقبرے کے نیچے مچھلیوں کا شکار کھیل رہے تھے۔!" جولیا مسکرا کر بولی "اور آپ کا اسپینیل شکار کی ہوئی مچھلیاں گھسیٹ رہا تھا۔!"

"شکار تو میں یقیناً کھیل رہا تھا۔!" اس نے حیرت سے کہا۔ "مگر آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ مقبرے کے نیچے کھیل رہا تھا۔!"

"میں نے آپ کو دیکھا تھا....!"

"کمال ہے.... آپ وہاں کہاں....!"

"میں بھی اوپر جھاڑیوں میں تیتر تلاش کر رہی تھی۔ کچھ فائر بھی کئے تھے۔ کیا آپ نے میرے فائروں کی آوازیں نہیں سنی تھیں۔!"

"قطعی نہیں یا پھر ہو سکتا ہے میں نے دھیان نہ دیا ہو۔ اوہ تو کیا آپ بندوق چلاتی ہیں۔!"

"مجھے بندوق سے عشق ہے۔!"

"شاندار....!" سر سوکھے بچکانہ انداز میں چیخا۔ اس کی آنکھوں کی چمک میں بھی بچپن ہی جھلک رہا تھا۔ "آپ بندوق چلاتی ہیں۔ شاندار.... آپ واقعی خوب ہیں۔ مگر آپ نے مجھے آواز کیوں نہیں دی تھی۔ آہا کبھی میرے ساتھ شکار پر چلئے۔!"

"فرصت کہاں ملتی ہے مجھے....!" جولیا مسکرائی۔

"اوہ.... تو آپ کو بہت کام کرنا پڑتا ہے۔!"

"بہت زیادہ....!"

"بدتمیزی ضرور ہے مگر کیا پوچھ سکتا ہوں کہ آپ کو تنخواہ کتنی ملتی ہے۔!"

"مجھے فی الحال وہاں ساڑھے چار سو مل رہے ہیں۔!"

"بس.... یہ تو کچھ بھی نہیں ہے۔ آپ پر اتنی ذمہ داریاں اور تنخواہ.... آپ جانتی ہیں روشی کو یہاں کتنا ملتا تھا۔!"

"جولیا نے نفی میں سر ہلا دیا۔

"چھ سو....!"

"اوہ....!" جولیا نے خواہ مخواہ حیرت ظاہر کی۔ وہ سر سوکھے کو بد دل نہیں کرنا چاہتی تھی

کیونکہ "چھ سو" کہتے وقت اس کا لہجہ فخریہ تھا۔

"اور آپ کی خدمات کا معاوضہ تو ایک ہزار سے کسی طرح بھی کم نہ ہونا چاہئے۔!"

جولیا صرف مسکرا کر رہ گئی۔ انداز خاکسارانہ تھا۔

"میں اسے بیہودگی تصور کرتا ہوں کہ آپ کو آفر دوں۔ بہر حال جب بھی آپ وہاں سے بد دل ہوں سوکھے انٹر پرائزرس کے دروازے اپنے لئے کھلے پائیں گی۔!"

"بہت بہت شکریہ جناب....!"

دفعتاً سر سوکھے نے انگلی اٹھا کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور اس کے چہرے پر ایسے آثار نظر آئے جیسے کسی کی آہٹ لے رہا ہو۔ جولیا بھی ساکت ہو گئی اس نے بھی کسی قسم کی آواز سنی تھی۔

اچانک سر سوکھے خوف زدہ انداز میں دہاڑا۔ "کون ہے۔!"

"کسی کمرے میں کوئی وزنی چیز گری اور بھاگتے ہوئے قدموں کی آواز آئی ایسا لگا جیسے کوئی دوڑتا ہوا زینے طے کر رہا ہو۔!"

سر سوکھے نے جیب سے پستول نکال لیا۔ لیکن جولیا اسکے چہرے پر خوف کے آثار دیکھ رہی تھی۔

"ٹھہرئیے....!" جولیا اٹھتی ہوئی بولی۔ "میں دیکھتی ہوں۔!"

"اوہ.... نہیں.... پتہ نہیں کون تھا۔ بہر حال آپ نے دیکھ لیا تھا!" اس نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھا۔ جولیا بھی اس کے پیچھے بڑھی۔ انہوں نے سارے کمرے دیکھ ڈالے۔ برابر والے کمرے میں دیوار کے قریب ایک چھوٹی سی میز گری ہوئی نظر آئی۔

"یہ دیکھئے....!" سر سوکھے نے کہا۔ "کوئی اس میز پر کھڑا ہو کر روشن دان سے ہماری گفتگو سن رہا تھا۔!"

جولیا نے میز کی سطح پر ربر سول جوتے کے نشانات دیکھے۔

"آپ اس میز کو کسی کمرے میں مقفل کرا دیجئے۔ یہ نشانات عمران کے لئے کار آمد ہو سکتے ہیں۔!" جولیا نے کہا۔

"گڈ....!" وہ خوش ہو کر بولا۔ "اب دیکھئے یہ آپ کی ذہانت ہی تو ہے۔ مجھے اس کا خیال نہیں آیا تھا۔ اوہ مس جولیانا مجھے یقین ہے کہ اب میری پریشانیوں کا دور ختم ہو جائے گا۔ مجھے یقین ہے۔!"

"آپ بالکل فکر نہ کریں۔!" جولیا نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "آپکے پاس بلڈ ہاؤنڈ بھی ہیں۔!"

"نہیں.... کیوں....!"

"اگر کوئی ہوتا تو اسے اس آدمی کی راہ پر بہ آسانی لگایا جا سکتا تھا۔ جو اس وقت ہماری گفتگو سن

رہا تھا۔!"

سرسوکھے کی آنکھیں حیرت سے پھٹی رہ گئیں۔

"اوہ.... مس جولیانا آپ کی ذہانت کی کہاں تک تعریف کی جائے۔ آپ تو بہت گریٹ ہیں۔ **عمران صاحب کی صحبت نے آپ کو بھی اچھا خاصا جاسوس بنا دیا ہے۔ کاش آپ ہمارے ساتھ** ہوتیں۔ میں چین کی نیند لے سکتا۔ ساری تشویش ختم ہو جاتی۔!"

سرسوکھے نے خاموش ہو کر ٹھنڈی سانس لی۔

اندھیری رات تھی سڑک پر ویرانیاں رقص کر رہی تھیں.... اور ان کا رقص دراصل جوزف کے وزنی جوتوں کی تال پر ہو رہا تھا۔ وہ اونٹ کی طرح سر اٹھائے چلا جا رہا تھا۔ گو اس وقت وہ فوجی لباس میں نہیں تھا اور اس کے دونوں ریوالور بھی ہولسٹروں کی بجائے جیب میں تھے۔!

اس سڑک پر الیکٹرک پول اتنے فاصلے پر تھے کہ دو روشنیوں کے درمیان میں ایک جگہ ایسی ضرور ملتی تھی جہاں اندھیرا ہی رہتا تھا۔ درمیان میں دو پول چھوڑ کر بلب لگائے گئے تھے۔ یہ شہر سے باہر کا حصہ تھا۔ اگر ان اطراف میں دو چار فیکٹریاں نہ ہوتیں تو یہ سڑک بالکل ہی تاریک ہوتی۔

جوزف اس وقت کتھئی سوٹ اور سفید قمیض میں تھا۔ ٹائی تو وہ کبھی استعمال ہی نہیں کرتا تھا۔ آج کل وہ بالکل ہی دیو معلوم ہوتا تھا۔ عمران کی ڈنڈ بیٹھکوں نے اس کا جسم اور زیادہ نمایاں کر دیا تھا۔

وہ یکساں رفتار سے چلتا رہا اور اس کے وزنی جوتوں کی آوازیں دور دور تک گونجتی رہیں۔ فیکٹریوں کے قریب پہنچ کر وہ بائیں جانب مڑ گیا۔ یہ فیکٹریوں کی مخالف سمت تھی۔ ادھر دور تک ویرانہ ہی تھا۔ ناہموار اور جھاڑیوں سے ڈھکی ہوئی زمین میلوں تک پھیلی ہوئی تھی۔

اچانک جوزف رک گیا۔ وہ اندھیرے میں آنکھیں پھاڑ رہا تھا۔ تقریباً سو گز کے فاصلے پر مشرق کی طرف اسے کوئی ننھی سی چیز دکھائی دی اور وہ دوسرے ہی لمحے میں زمین پر تھا۔ اب وہ گھٹنوں اور ہتھیلیوں کے بل بالکل اسی طرح آہستہ آہستہ چل رہا تھا جیسے کوئی تیندوا شکار کی گھات میں ہو۔ رخ اسی جانب تھا جہاں وہ ننھی سی چمکدار چیز نظر آئی تھی۔

"جوزف....!" اس نے ہلکی سی سرگوشی سنی اور وہ کسی وفادار کتے کی طرح اچھل کر ادھر ہی پہنچ گیا۔

"شش....!"

جوزف جھاڑیوں میں دبک گیا پھر کوئی اسکے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر بولا۔ "چند منٹ یہیں رکو۔!"

جوزف جس پوزیشن میں تھا اسی میں رہ گیا۔ یہ اس کی عجیب و غریب عادت تھی۔ جب بھی اسے مخاطب کیا جاتا تو وہ اس طرح ساکت ہو جاتا کہ اٹھا ہوا ہاتھ اٹھا ہی رہ جاتا۔ جماہی آ رہی ہوتی تو منہ پھیلا ہی رہ جاتا اور تاوقتیکہ کوئی بات نہ کہہ دی جاتی پھیلا ہی رہتا۔!

تھوڑی دیر بعد کہا گیا۔

"جوزف کیا تم اس وقت بہت خوش ہو۔!"

"ہاں.... باس بہت زیادہ.... کیونکہ میں نے آج ایک نئی چیز دریافت کی ہے۔!"

"اچھا....!"

"ہاں.... باس.... اگر اسپرٹ اور پانی میں تھوڑا سا جنجر ایسنس میں ملایا جائے تو بس.... مزہ ہی آ جاتا ہے۔!"

"تم نے پھر اسپرٹ شروع کر دی ہے۔!"

"ہاں.... باس....!"

"ایک ہزار ڈنڈ....!"

"نن.... نہیں.... باس....!" جوزف بوکھلا کر بولا۔ "نشہ اتر جائے گا۔ کھوپڑی بالکل خالی ہو جائے گی اور میں کیچوا بن کر رہ جاؤں گا۔!"

"چلو اٹھو....!" عمران نے اسے ٹہوکا دیا۔

"ہم کہاں چلیں گے باس....!"

"کالا گھاٹ.... تم نے دیکھا ہے نا....!"

"ہاں.... باس....!"

"وہاں ایک شراب خانہ ہے۔!"

"میں جانتا ہوں باس....!" جوزف خوش ہو کر بولا۔ "وہاں تاڑی بھی ملتی ہے۔!"

"ہوم.... اس شراب خانے کے پاس سے ندی کی سمت جو ڈھلان شروع ہوتی ہے تمہیں وہاں رکنا ہوگا۔!"

"ڈھلان پر رک کر کیا کروں گا باس....!" جوزف نے مایوسی سے کہا۔ "مطلب یہ کہ شراب خانہ....!"

"ہاں.... میں شراب خانے میں جاؤں گا....!" جواب ملا۔

"یہ تو اچھا نہیں معلوم ہوگا باس... کہ آپ شراب خانے میں جائیں اور میں ڈھلان پر کھڑا رہوں۔!"

"چلتے رہو....!"

وہ اندھیرے ہی میں ناہموار راستے طے کرتے رہے۔ کبھی کبھی محدود روشنی والی چھوٹی سی ٹارچ روشن کرلی جاتی۔

جوزف کچھ بڑبڑا رہا تھا۔

"خاموشی سے چلتے رہو....!" کہا گیا۔

"آدھے گھنٹے بعد وہ ایک ڈھلوان راستے پر چل رہے تھے جہاں سے ندی کے کنارے والے چراغوں کے سلسلے صاف نظر آنے لگے تھے۔!

"ایک بار پھر سنو جوزف....!" اس سے کہا گیا۔ "تم شراب خانے کی پشت پر ندی والی ڈھلان پر ٹھہرو گے۔!"

"اچھا باس....!" جوزف نے بے حد اداس لہجے میں کہا۔

"مگر تم وہاں کیوں ٹھہرو گے۔!"

"جمائیاں لینے اور آنسو بہانے کے لئے۔!" جوزف کی آواز دردناک تھی۔

عمران ہنس پڑا۔

"مگر باس.... تم اپنے محل میں کیوں نہیں آتے۔!" جوزف نے کہا۔

"یہ ایک درد بھری کہانی ہے۔ جوزف....!" عمران غم ناک لہجے میں بولا۔ "میری آخری بیوی کے رشتے دار مجھے قتل کردینا چاہتے ہیں۔!"

"اف فوہ....!" جوزف چلتے چلتے رک گیا۔ اسے وہ پھرتیلا بوڑھا یاد آگیا تھا جس نے دو تین دن پہلے رانا پیلس میں اپنی چلت پھرت کا مظاہرہ کیا تھا۔

بلیک زیرو کو علم ہی نہیں تھا کہ عمران کہاں ہوگا اس لئے یہ کہانی عمران تک نہیں پہنچ سکی تھی۔ اتفاق سے آج صبح جوزف ہوا خوری کو نکلا تھا۔ راستے میں ایک لڑکے نے اسے ایک خط دیا۔ جو عمران کی طرف سے ٹائپ کیا گیا تھا اور جس میں جوزف کے لئے ہدایت تھی کہ وہ رات کو فلاں وقت فلاں مقام پر پہنچ جائے۔

جوزف اس معاملہ میں اتنا محتاط ثابت ہوا کہ اس نے اس کا تذکرہ بلیک زیرو (طاہر صاحب) سے بھی نہیں کیا تھا۔ حالانکہ وہ خود بھی دھوکا کھا سکتا تھا کیونکہ وہ خط ٹائپ کیا ہوا تھا اس کے نیچے بھی عمران کے دستخط نہیں تھے بلکہ نام ہی ٹائپ کردیا گیا تھا۔ لیکن اس نے کسی وفادار کتے کی طرح

اس میں عمران کی بو محسوس کی تھی اور نتیجے کے طور پر وہ اس وقت یہاں موجود تھا۔

"کیوں رک گئے....!" عمران نے ٹوکا۔

اس پر اس نے جڑی بوٹیاں فروخت کرنے والے بوڑھے کی داستان دہرائی اور بتایا کہ کس طرح اس نے اس کی جیب سے پستول نکال لیا تھا۔

عمران سوچ میں پڑگیا اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اس پر عمران ہونے کی بناء پر حملے ہورہے تھے یا اس لئے کوئی اس کے پیچھے پڑگیا تھا کہ رانا تہور علی صندوقی کا راز معلوم کرسکے۔ یا پھر حملہ آوروں کی نظروں میں بھی تہور علی اور عمران ایک ہی شخصیت کے دو مختلف روپ تھے۔

"بس اسی سے اندازہ کرلو.... جوزف کہ آج کل میں کتنی الجھنوں میں گھرا ہوا ہوں۔!"

"مجھے ان کا پتہ بتاؤ باس... ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑوں گا۔!" جوزف بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"چلتے رہو....!" عمران بولا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اب وہ اپنے ماتحتوں کو اپنے قریب بھی نہیں آنے دے گا۔ ورنہ اس کا امکان بھی ہے کہ اسی سلسلے میں ڈھمپ اینڈ کو کا راز ہی فاش ہوجائے۔

"ہاں تو باس.... مجھے اس ڈھلان پر کیا کرنا ہوگا۔!"

"اگر میری عدم موجودگی میں وہاں کوئی سبز رنگ کی موٹر بوٹ آئے تو تم فوراً ہی ایک ہوائی فائر کردینا۔!"

"بس صرف ہوائی فائر کردوں گا۔!" جوزف نے پھر مایوسانہ انداز میں پوچھا۔

"تم پر خون کیوں سوار رہتا ہے جوزف....!"

"نہیں تو باس.... وہ دراصل میں سوچتا ہوں کہ مجھے پھانسی کیوں نہ ہوجائے میں نے سنا ہے کہ اب اسپرٹ بھی لائسنس کے بغیر نہیں ملا کرے گی۔ مجھے کون لائسنس دے گا۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ میں کسی کو قتل کرکے جیل چلا جاؤں۔!"

"اور اگر میں ہی تمہیں قتل کردوں تو۔!"

"نہیں.... اس کی بجائے میری بوتلوں میں اضافہ کردو.... باس....!" جوزف گھگھیایا۔

"اب روزانہ پانچ ہزار ڈنڈ....!"

"مم.... مرا.... نہیں.... نہیں باس میرے پھیپھڑے پھٹ جائیں گے۔!"

"خاموش رہو.... ہم شراب خانے کے قریب ہیں۔ تم یہیں سے اسی پگڈنڈی پر مڑ جاؤ۔ آگے چل کر یہ دو مختلف سمتوں میں تقسیم ہوگئی ہے مگر تم بائیں جانب مڑ جانا پگڈنڈی نہ چھوٹنے پائے۔ اس طرح تم ٹھیک اسی جگہ پہنچو گے جہاں ٹھہر کر تمہیں میرا انتظار کرنا ہے۔!"

"اچھا باس....!" جوزف کسی بہت ہی ستم رسیدہ آدمی کی طرح ٹھنڈی سانس لے کر پگڈنڈی پر مڑ گیا۔

عمران جواب روشنی میں آچکا تھا۔ یقینی طور جوزف کے لئے ایک مسئلہ بن کر رہ جاتا۔ اسی لئے ابھی اس نے اسے اندھیرے ہی میں رخصت کر دیا تھا۔ وہ دراصل ایک بوڑھے بھکاری کے روپ میں تھا اور اس کے جسم پر چیتھڑے جھول رہے تھے۔

جوزف چلتا رہا... اس مقام کو پہچاننے میں بھی اسے کوئی دشواری نہیں پیش آئی جہاں پگڈنڈی دو شاخوں میں بٹ کر مخالف سمتوں میں مڑ گئی تھی اور عمران کی بتائی ہوئی سمت میں چلنے لگا۔

ہوٹل کی پشت پر پہنچ کر اس نے چاروں طرف نظریں دوڑائیں۔ گہرا اندھیرا فضا پر مسلط تھا۔ کہیں کہیں روشنی کے نقطے سے نظر آرہے تھے۔

جوزف لاکھ ڈفر سہی لیکن خطرات کے معاملہ میں وہ جانوروں کی سی حس رکھتا تھا۔ اس نے سوچا کہ فائر کرنے کے بعد وہ کیا کرے گا۔ اگر کچھ لوگ آگئے اور وہ پکڑ لیا گیا تو.... کیا باس اسے پسند کرے گا۔

اب وہ کوئی ایسا درخت تلاش کرنے لگا جسے فائر کرنیکے بعد اپنے بچاؤ کے لئے استعمال کر سکے۔

اچانک ایک موٹر بوٹ گھاٹ سے آلگی۔

جوزف نے تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈالا لیکن پھر آنکھیں پھاڑ کر رہ گیا۔ بھلا اندھیرے میں موٹر بوٹ کا رنگ کیسے نظر آتا۔ ہیڈ لیمپ کی روشنی بھی اسے نہ ظاہر کر سکتی تھی۔

"او... باس....!" جوزف دانت پیس کر بڑبڑایا۔ "تم نشے میں تھے یا مجھے ہی ہوش نہیں تھا۔ سبز رنگ.... ہائے سبز رنگ.... زرد نکلے تو کیا ہوگا۔ نیلا اودا... کتھئی.... زعفرانی.... اب میں کیا کروں.... او باس....!"

وہ کھڑا دانت پیستا رہا پھر اپنے سر پر مکے مارنے لگا۔

بہر حال اب اس کے لئے ضروری ہو گیا تھا کہ وہ عمران کو تلاش کر کے پوچھتا کہ اندھیرے میں موٹر بوٹ کا رنگ کیسے دیکھا جائے۔

وہ شراب خانے کے صدر دروازے کی طرف چل پڑا۔ اسے یقین تھا کہ عمران شراب خانے ہی میں ملے گا۔ شاید اس نے کہا بھی تھا۔

شراب خانہ پوری طرح آباد ملا۔ اس کی چھت زیادہ اونچی نہیں تھی۔ دیواریں اور چھت سفید آئل پینٹ سے رنگی گئی تھیں۔ بس ایسا ہی معلوم ہوتا تھا جیسے وہ کسی بہت بڑے بحری جہاز کا

شراب خانہ ہو۔ لیکن یہاں اتنی صفائی اور خوش سلیقگی کو دخل نہیں تھا۔

لوگ میلی کچیلی میزوں پر بیٹھے تاڑی یا دیسی شراب پی رہے تھے۔ ویسے بھی یہاں قیمتی شرابیں شاذ و نادر ہی ملتی تھیں۔

یہاں پہنچ کر جوزف کی پیاس بُری طرح جاگ اٹھی۔ وہ ہونٹوں پر زبان پھیرتا اور چندھیائی آنکھوں سے چاروں طرف دیکھتا رہا۔ لیکن یہاں کہیں اسے عمران نہ دکھائی دیا۔

وہ جو ابھی زیادہ نشے میں نہیں تھے اسے گھورنے لگے تھے۔

دفعتاً ایک بوڑھا آدمی جھومتا ہوا اپنی میز سے اٹھا اور جوزف کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کے ہاتھ میں گلاس تھا۔

اس کی ہیئت کذائی پر جوزف کو ہنسی آگئی۔ یہ ایک پست دبلا پتلا آدمی تھا۔ چہرے پر اگر ڈاڑھی نہ ہوتی تو بالکل گلہری معلوم ہوتا۔ آنکھیں دھندلی تھیں۔

جوزف کے قریب پہنچ کر وہ رک گیا اور اس طرح سر اٹھا کر اس کی شکل دیکھنے لگا جیسے کسی منارہ کی چوٹی کا جائزہ لے رہا ہو۔

"کیا ہے....!" جوزف نے کھسیانے انداز میں ہنس کر پوچھا۔

"مجھے ڈر ہے کہ کہیں تمہارے کانوں تک اپنی آواز پہنچانے کے لئے مجھے لاؤڈ سپیکر نہ استعمال کرنا پڑے۔!"

"ہام....!" جوزف اسے پکڑنے کے لئے جھکا اور وہ اچھل کر پیچھے ہٹ گیا۔

"خفا ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں بہت غم زدہ آدمی ہوں۔!" بوڑھے نے رونی آواز میں کہا۔ وہ انگریزی ہی میں گفتگو کر رہا تھا۔

"کیا ہوا ہے.... تمہیں....!" جوزف غرایا۔

"ادھر چلو.... میں تمہیں پلاؤں گا.... تمہیں اپنی دکھ بھری داستان سناؤں گا۔ مجھے یقین ہے کہ تم میری مدد کرو گے۔ بہت زیادہ لمبے آدمی عموماً مجھ پر رحم کرتے ہیں۔!"

"میں نہیں پیوں گا....!" جوزف نے احمقانہ انداز میں کہا اور پھر چاروں طرف دیکھنے لگا۔

"کیا تمہیں کسی کی تلاش ہے...!" بوڑھے نے پوچھا۔

"نہیں....!"

"تو پھر آؤ.... نا.... غم غلط کریں۔ تم مجھے کوئی بہت شریف آدمی معلوم ہوتے ہو۔!"

"ہاں....!" جوزف نے سر ہلا کر پلکیں جھپکائیں۔

"آؤ.... دوست آؤ.... تمہارا دل بہت نورانی ہے۔!"

"جوزف سچ مچ خوش ہو گیا۔ اپنی صفائے دل کے متعلق کسی سے کچھ سن کر وہ بہت نہال ہو جاتا تھا۔ ایسے مواقع پر اسے فادر جوشوا یاد آ جاتے جنہوں نے اسے عیسائی بنایا تھا اور جو اکثر کہا کرتے تھے کہ تم سفید فاموں سے افضل ہو کیونکہ تم کالوں کے دل بڑے نورانی ہوتے ہیں۔!"

بوڑھا اُسے اپنی میز پر لے آیا۔

"کیا پیؤ گے.... !" اس نے جھومتے ہوئے پوچھا۔

"اوہ.... شکریہ.... میں گھر سے باہر کبھی کچھ نہیں پیتا۔!" جوزف نے کہا۔

"یہ بہت بُری عادت ہے دوست.... گھر پر پینے سے کیا فائدہ.... کیا دیواروں سے دل بہلاتے ہو۔!"

"عادت ہے۔!" جوزف نے خواہ مخواہ دانت نکال دیئے۔

"نہیں میری خاطر پیؤ.... میں بہت غمزدہ آدمی ہوں۔ میری بات نہ ٹالو.... ورنہ میرے غموں میں ایک کا اور اضافہ ہو جائے گا۔!"

"تمہیں کیا غم ہے۔!"

"ایک دو.... نہیں ہزاروں ہیں.... بس تم پیؤ پیارے۔ یہی میرے غم کا علاج ہے۔ تم بہت نیک آدمی ہو ضرور پیؤ گے.... مجھے یقین ہے۔!"

"کیا میرے پینے سے تمہارے غم دور ہو جائیں گے۔!" جوزف نے بڑی معصومیت سے پوچھا۔

"قطعی دور ہو جائیں گے۔!"

"اچھا تو پھر میں پیؤں گا.... خدا تمہاری مشکل آسان کرے۔!" جوزف نے انگلیوں سے کراس بنایا۔

"کیا پیؤ گے.... !"

"تاڑی.... سالہا سال گذرے کہ میں نے تاڑی نہیں پی۔!"

"مذاق مت کرو پیارے.... !" بوڑھے نے کہا۔

"میں مذاق نہیں کر رہا.... !" جوزف کو غصہ آ گیا۔

"اچھا.... اچھا.... تاڑی ہی سہی۔!" بوڑھے نے کہا اور اٹھ کر کاؤنٹر کی طرف چلا گیا۔ واپسی پر اس کے ہاتھوں میں تاڑی کی بوتل اور گلاس تھے۔

جوزف نے حلق تر کرنا شروع کیا۔ جب کھوپڑی کچھ گرم ہوئی تو میز پر گھونسہ مار کر بولا۔ "بتاؤ

ں کی وجہ سے تمہیں اتنے دکھ پہنچے ہیں۔!"

"ابھی بتاؤں گا.... سب سے پہلے آج کا غم دہراؤں گا۔!"

تھوڑی دیر تک خاموشی رہی پھر بوڑھے نے کہا۔ "ہزاروں روپے کی شراب برباد ہو جائے گی ریں نے دو گھنٹے کے اندر ہی اندر کوئی قدم نہ اٹھایا۔!"

"شراب برباد ہو جائے گی۔!" جوزف نے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں۔

"ہاں پانچ بیرل یہاں سے تقریباً ایک میل کے فاصلے پر جنگل میں پڑے ہوئے ہیں۔ میں نے ں انہیں وہاں چھپایا تھا۔ اب اطلاع ملی ہے کہ پولیس کو شبہ ہو گیا ہے۔ اس لئے وہ عنقریب وہاں یر اڈا لنے والی ہے۔ کاش میرے بازوؤں میں اتنی قوت ہوتی کہ میں ان بیرلوں کو قریب ہی کے یک کھڈ میں لڑھکا سکتا۔!"

"یہ کون سی بڑی بات ہے۔!" جوزف اکڑ کر بولا۔ "میں چل کر لڑھکا دوں گا۔!"

"اوہ.... اگر تم ایسا کر سکو تو ایک بیرل تمہارا انعام.... !"

"لاؤ.... ہاتھ.... !" جوزف میز پر ہاتھ مار کر بولا۔ "بات پکی ہو گئی.... میں لڑھکاؤں گا اور تم اس کے عوض مجھے ایک بیرل دو گے۔!"

پھر تاڑی کی مزید دو بوتلیں ختم ہونے تک بات بالکل ہی پکی ہو گئی اور جوزف لڑکھڑاتا ہوا ٹھا۔ بوڑھا آدمی کسی ننھے سے بچے کی طرح اس کی انگلی پکڑے چل رہا تھا۔

یہ جوڑا دیکھ کر لوگ بے تحاشا ہنسنے لگے تھے اور جوزف تو اب اسے قطعی فراموش کر چکا تھا کہ یہاں کیوں آیا تھا۔!

ایکس ٹو نے اپنے ماتحتوں کو باقاعدہ طور پر ہدایت کر دی تھی کہ وہ عمران کے متعلق کسی چکر میں نہ پڑیں۔ نہ تو اس کے فلیٹ کے فون نمبر رنگ کئے جائیں اور نہ کوئی ادھر جائے۔ جولیا کو اس قسم کی ہدایت دیتے وقت اس کا لہجہ بے حد سخت تھا۔

جولیا اس پر بُری طرح جھلا گئی تھی۔ لیکن کرتی بھی کیا۔ ایکس ٹو بہر حال اپنے ماتحتوں کے اعصاب پر سوار تھا۔ وہ اس سے اسی طرح خائف رہتے تھے جیسے ضعیف الاعتقاد لوگ بدارواح کے نام پر لرزہ براندام ہو جاتے ہیں۔

مگر جولیا الجھن میں مبتلا تھی۔ آج کل ایک ناقابل فہم سی خلش ہر وقت ذہن میں موجود رہتی اور اس کا دل چاہتا تھا کہ وہ شہر کی گلیوں میں بھٹکتی پھرے۔ چھتوں اور دیواروں کے درمیان گھٹن

سی محسوس ہوتی تھی۔

آج صبح اس نے فون پر بڑے جھلائے ہوئے انداز میں ایکس ٹو سے گفتگو کی تھی۔ اسے بتایا تھا کہ سوکھے کی بھاگ دوڑ کا اصل مقصد کیا ہے۔ پھر وہ اس کے لئے عمران کو تلاش کرے یا نہ کرے۔

"بس اسی حد تک جولیانا.... کہ وہ مطمئن ہو جائے۔!" ایکس ٹو نے جواب دیا تھا۔ "اسے یہ شبہ نہ ہونا چاہئے کہ تم اسے ٹال رہی ہو۔ بلکہ عمران کی گمشدگی پر پریشانی بھی ظاہر کرو۔!"

جولیا بُرا سا منہ بنا کر رہ گئی تھی۔

سرسوکھے کی فرمائش کے مطابق آج اسے عمران کی تلاش میں اس کا ساتھ دینا تھا۔ سب سے پہلے وہ عمران کے فلیٹ میں پہنچے لیکن سلیمان سے یہی معلوم ہوا کہ عمران پچھلے پندرہ دنوں سے غائب ہے۔ پھر جولیا نے ٹپ ٹاپ نائٹ کلب کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ عمران وہاں کا مستقل ممبر ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہاں سے اس کے متعلق کچھ معلومات حاصل ہو سکیں۔

وہ ٹپ ٹاپ کلب پہنچے۔ یہاں بھی کوئی امید افزا صورت نہ نکل سکی۔ آخر سرسوکھے نے تھکے ہوئے لہجے میں کہا۔ "اب کہاں جائیں.... میں واقعی بڑا بدنصیب ہوں مس جولیانا۔ آیئے کچھ دیر یہیں بیٹھیں۔!"

جولیا کو اس پہاڑ نما آدمی سے بڑی الجھن ہوتی تھی۔ اس کے ساتھ کہیں نکلتے ہوئے اس کے ذہن میں صرف یہی ایک خیال ہوتا تھا کہ وہ بڑی مضحکہ خیز لگ رہی ہوگی۔ آس پاس کے سارے لوگ انہیں گھور رہے ہوں گے۔

مگر اس کم بخت ایکس ٹو کو کیا کہے جس کا حکم موت کی طرح اٹل تھا۔

وہ سرسوکھے کے ساتھ بیٹھی اور بور ہوتی رہی۔ لیکن پھر اس نے ریکریئشن ہال میں چلنے کی تجویز پیش کی۔

مقصد یہ تھا کہ وہاں کوئی نہ کوئی اس سے رقص کی درخواست ضرور کرے گا اور سرسوکھے سے پیچھا چھوٹ جائے گا۔ سرسوکھے اس تجویز پر خوش ہوا تھا۔

وہ ریکریئشن ہال میں آئے۔ یہاں ابھی آرکسٹرا جاز بجا رہا تھا اور چند باوردی منتظمین چوبی فرش پر پاؤڈر چھڑکتے پھر رہے تھے۔

وہ گیلری میں جا بیٹھے۔ تھوڑی دیر بعد رقص کے لئے موسیقی شروع ہوئی۔

"کیا میں آپ سے رقص کی درخواست کر سکتا ہوں۔!" سرسوکھے نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"آپ....!" جولیا نے متحیرانہ لہجے میں سوال کیا۔ اس کا سر چکرا گیا تھا۔

"اوہ.... دفعتاً سرسوکھے بے حد مغموم نظر آنے لگا۔ کرسی کی پشت سے ٹکے ہوئے اس نے ہت پر نظریں جمادیں اور جولیا کو اپنے رویہ پر افسوس ہونے لگا۔ کیونکہ سرسوکھے کی آنکھوں ں آنسو تیر رہے تھے۔ جولیا نے محسوس کیا کہ اس کا وہ "آپ" گویا ایک تھپڑ تھا جو سرسوکھے کے ل پر پڑا تھا۔ کیونکہ "آپ" کہتے وقت جولیا کے لہجے میں تحیر سے زیادہ تضحیک تھی۔

"اوہو.... تو پھر آپ اٹھئے نا....!" جولیا نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

وہ ہنسنے لگا۔ بے تکی سی ہنسی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے خود اسے بھی احساس ہو کہ وہ یونہی حمقانہ انداز میں ہنس پڑا ہے۔ پھر وہ آنکھیں ملنے لگا۔

"نہیں....!" وہ کچھ دیر بعد بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "میں اپنی اس بے تکی درخواست پر شرمندہ ہوں۔ میں آپ کو بھی مضحکہ خیز نہیں بنانا چاہتا۔!"

وہ پھر ہنسا مگر جولیا کو اس کی ہنسی دردناک معلوم ہوئی تھی۔ ایسا لگا تھا جیسے متعدد کراہوں نے ہنسی کی شکل اختیار کر لی ہو۔

"مس فٹنر واٹر....!" اس نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "ہڈیوں اور گوشت کا یہ بنجر پہاڑ ہمیشہ تنہا کھڑا رہے گا۔ میں نے نہ جانے کس رو میں آپ سے درخواست کر دی تھی۔ اداس اور تنہا آدمی بچوں کی سی ذہنیت رکھتے ہیں۔ گوشت اور ہڈیوں کے اس بے ہنگم سے ڈھیر میں چھپا ہوا سوکھے رام بچہ ہی تو ہے۔ جو بڑی لاپروائی سے اس بدنما ڈھیر کو اٹھائے پھرتا ہے۔ اگر باشعور ہوتا تو....!"

"اوہ دیکھئے.... آپ بالکل غلط سمجھے.... سرسوکھے! میرا یہ مطلب ہرگز نہیں تھا۔ دراصل مجھے اس پر حیرت تھی کہ....!"

"نہیں.... مس جولیانا.... میں خود بھی تماشا بننا پسند نہیں کروں گا۔!" وہ ہاتھ اٹھا کر دردناک آواز میں بولا۔

جولیا خاموش ہو گئی۔ رقص شروع ہو چکا تھا۔ سرسوکھے رقاصوں کو کسی بچے ہی کے سے انداز میں دیکھتا رہا۔ نہ جانے کیوں جولیا سچ مچ اس کے لئے مغموم ہو گئی تھی۔

جوزف بس چلتا ہی رہا۔ اسے احساس نہیں تھا کہ وہ کتنا چل چکا ہے اور کب تک چلتا رہے گا۔ اس کے ساتھ ہی اس کی زبان بھی چل رہی تھی۔ نوجوانی کے قصے چھیڑ رکھے تھے۔ نوجوانی کے قصے بھی جوزف کی ایک کمزوری تھی۔ وہ مزے لے لے کر اپنے کارنامے بیان کرتا تھا اور ان کہانیوں کے درمیان قبیلے کی ان لڑکیوں کا تذکرہ ضرور آتا تھا جو اس پر مرتی تھیں۔

اس مرحلہ پر جوزف کے ہونٹ سکڑ جاتے اور آواز میں سختی پیدا ہو جاتی۔ ایسا لگتا جیسے حقیقتاً اسے کبھی ان کی پرواہ نہ ہوئی ہو۔ اس وقت وہ بوڑھے سے کہہ رہا تھا۔ "بھلا بتاؤ مجھے ان باتوں کی فرصت کہاں ملتی تھی۔ میں تو زیادہ تر رائفلوں اور نیزوں کے کھیل میں الجھا رہتا تھا۔ جب بھی سفید فام شکاری میرے علاقہ میں داخل ہوتے تو انہیں تینندوے کی تلاش ضرور ہوتی تھی۔ میں ہی ان کی رہنمائی کرتا تھا۔ ان کی زندگیاں میری مٹھی میں ہوتی تھیں۔ اب بتاؤ تم ہی بتاؤ.... میں کیا کرتا۔ نگانہ جو قبیلے کی سب سے حسین لڑکی تھی۔ اس نے مجھے بددعائیں دی تھیں۔ آہ.... آج میں اسی لئے بھٹکتا پھر رہا ہوں۔ مگر بتاؤ.... میں کیا کرتا۔ اس کیلئے کہاں سے وقت نکالتا۔!"

"ٹھیک ہے.... پیارے.... تم بہت مشغول آدمی ہو۔!" بوڑھے نے کہا اور جوزف کی انگلی پکڑے ہوئے چلتا رہا۔

جوزف نے پھر بکواس شروع کر دی۔ "تاڑی کی تین بوتلیں ہٹلر بھی بن سکتی ہیں اور علم الکلام کی ماہر بھی۔"

اچانک بوڑھا چلتے چلتے رک گیا اور خوش ہو کر بولا۔ "واہ.... اب تو وہ بیرل یہاں سے لے جائے بھی جاسکتے ہیں۔ میرے آدمی ٹرک لے آئے ہیں۔ لیکن پولیس کا کہیں پتہ نہیں ہے۔!"

"ہائیں....!" جوزف منہ پھاڑ کر رہ گیا۔ پھر بولا۔ "اب میرے انعام کا کیا ہوگا۔!"

"ایک بیرل تمہارا ہے دوست....!" بوڑھے نے اس کی کمر تھپتھپا کر کہا۔ "تم اب انہیں ٹرک پر چڑھانے میں مدد دو گے۔"

ٹرک قریب ہی موجود تھا۔ اس کا پچھلا ڈھکنا زمین پر لٹکا ہوا تھا۔ جوزف نے چندھیائی ہوئی آنکھوں سے چاروں طرف دیکھا۔ یہ ایک ویرانہ تھا۔ گھنیرے درخت اور جھاڑ جھنکاڑ قرب وجوار میں کچھ اور اضافہ کرتے ہوئے سے معلوم ہو رہے تھے۔

"چلو... اندازہ کرلو کہ تم بیرل اوپر چڑھا سکو گے یا نہیں۔!" بوڑھے نے کہا اور ٹرک پر چڑھ گیا۔

جوزف کی رفتار سست تھی لیکن وہ بھی اوپر پہنچ ہی گیا۔ ٹرک تین طرف سے بند تھا اور اس کی چھت کافی اونچی تھی لیکن جوزف جیسے لمبے تڑنگے آدمی کو تو جھکنا ہی پڑا تھا۔

"چڑھا سکو گے نا....!" بوڑھے نے پوچھا۔

"بل.... بل.... بلکول....!" جوزف لڑکھڑایا اور آندھی سے اکھڑے ہوئے کسی تناور درخت کی طرح ڈھیر ہو گیا اسے اس پر بھی غور کرنے کا موقع نہیں مل سکا تھا کہ کھوپڑی پر ہونے والے تین بھرپور وار زیادہ نشہ آور ہوتے ہیں.... یا تاڑی کی تین بوتلیں۔!

اس کا ذہن تاریکی کی دلدل میں ڈوبتا چلا گیا۔ ٹرک سے دو آدمی کودے پچھلا ڈھکن اٹھا کر ٹ کر دیا گیا۔ پھر دونوں ٹرک کے اگلے حصے میں چلے گئے۔

تھوڑی دیر بعد ٹرک چل پڑا۔

صفدر نے اس دن کے بعد سے اب تک ڈھمپ اینڈ کو کے دفتر کی شکل نہیں دیکھی تھی جب ں عمران کی موت کی اطلاع لے کر گیا تھا۔ ایکس ٹو کی طرف سے اسے یہی ہدایت ملی تھی۔

لیکن وہ عمران کے متعلق الجھن میں تھا۔ کبھی یقین کرنے پر مجبور ہو تا کہ اب عمران اس دنیا ں نہیں اور کبھی پھر کئی طرح کے شبہات سر اٹھاتے۔ مگر یہ تو اس کی آنکھوں کے سامنے کی ت تھی کہ عمران چیخ مار کر ندی میں جا پڑا تھا۔ کچھ بھی ہو.... دل نہیں چاہتا تھا کہ عمران کی ت پر یقین کرے۔

جولیا نے کسی کو بھی نہیں بتایا تھا کہ عمران زندہ ہے اور اسے اس واقعہ کے بعد اس کی کوئی ر ملی تھی۔ رہا ایکس ٹو تو اسے یقینی طور پر صحیح حالات کا علم تھا ورنہ وہ جولیا کو فون پر سرزنش ں کرتا۔ یہی سوچ کر جولیا نے اس سے بھی اس مسئلہ پر کسی قسم کی گفتگو نہیں کی تھی۔

بہر حال صفدر آج کل زیادہ تر گھر ہی میں پڑا رہتا تھا۔ اس وقت بھی وہ آرام کرسی میں پڑا اونگھ ا تھا۔ اچانک فون کی گھنٹی بجی جو ان دنوں شاذ و نادر ہی بجتی تھی۔

وہ اچھل پڑا۔

"ہیلو....!" اس نے ماؤتھ پیس میں کہا۔

"ہائیں....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "کیا تم زندہ ہو۔!"

"ارے....!" صفدر پر مسرت لہجے میں چیخا۔ "آپ....!"

اس نے عمران کی آواز صاف پہچان لی تھی۔

"اتنی زور سے نہ چیخو کہ تمہاری لائن کو شادیٔ مرگ ہو جائے۔ ویسے میں عالم بالا سے بول رہا وں۔!"

"عمران صاحب.... خدا کے لئے بتائیے کہ وہ سب کیا تھا....!"

"یار بس کیا بتاؤں....!" دوسری طرف سے مغموم لہجے میں کہا گیا۔ "میں تو یہی سمجھ کر مرا ھا کہ گولی لگ چکی ہے۔ مگر فرشتوں نے پھر دھکا دے دیا۔ کہنے لگے کہ کھسکو یہاں سے۔ یہاں چار سو بیس نہیں چلے گی۔ گولی وولی نہیں لگی۔ آئندہ اچھی طرح مرے بغیر ادھر کا رخ بھی نہ کرنا۔

نہیں تو اب کی دم لگا کر واپس کئے جاؤ گے۔!"

صفدر ہنسنے لگا۔ وہ بے حد خوش تھا۔ اس کی ایک بہت بڑی الجھن رفع ہو گئی تھی۔

"جولیا بے حد پریشان تھی۔!" صفدر نے کہا۔

"پچھلے سال میں نے اس سے ساڑھے پانچ ہزار روپے ادھار لئے تھے نا.... آج تک واپس نہیں کر سکا۔!"

"عمران صاحب خدا آپ کو جمالیاتی حس بھی عطا کر دے۔ تو کتنا اچھا ہو۔!"

"تب پھر لوگ مجھے جمال احمد کہیں گے!" عمران خوش ہو کر بولا۔ "اور میں جمالی تخلص کرنے لگوں گا۔ خیر اس پر کبھی سوچیں گے۔ اس وقت تمہیں ایک ایسے آدمی کا تعاقب کرنا ہے جو ٹپ ٹاپ نائٹ کلب کے بلیئرڈ روم نمبر ۳ میں بلیئرڈ کھیل رہا ہے۔ اس کے جسم پر سرمئی آئرین کا سوٹ ہے اور گلے میں نیلی دھاریوں والی زرد ٹائی۔ اگر وہ تمہارے پہنچنے تک وہاں سے جا چکا ہو تو پھر وہیں ٹھہرنا....!" دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہو گیا۔

صفدر کو ٹپ ٹاپ کلب پہنچنے میں بیس منٹ سے زیادہ نہیں لگے تھے۔ وہ آدمی اب بھی بلیئرڈ روم میں موجود تھا۔ جس کے متعلق عمران نے بیس منٹ پہلے اس سے فون پر گفتگو کی تھی۔ یہ ایک لمـ تڑنگا اور صحت مند نوجوان تھا۔ جبڑوں کی بناوٹ اس کی سخت دلی کا اعلان کر رہی تھی۔ البتہ آنکھیں کاہلوں اور شرابیوں کی سی تھیں۔ آنکھوں کی بناوٹ اور جسم کے پھرتیلے پن میں بڑا تضاد تھا۔

صفدر اس طرح ایک خالی کرسی پر جا بیٹھا جیسے وہ بھی کھیلنے کا ارادہ رکھتا ہو۔ یہاں چار بلیئرڈ روم تھے اور ہر کمرے میں دو دو میزیں تھیں۔ اس کمرے کی دونوں میزوں پر کھیل ہو رہا تھا۔

بھاری جبڑے والے کا ساتھی تھوڑی دیر بعد ہٹ گیا اور بھاری جبڑے والے نے صفدر سے پوچھا۔

"کیا آپ کھیلیں گے۔!"

"جی ہاں....!" صفدر اٹھ گیا۔

دونوں کھیلنے لگے۔ کچھ دیر بعد صفدر نے محسوس کیا کہ اس کی باتیں بڑی دلچسپ ہوتی ہیں۔ پتہ نہیں کیسے وہ عورتوں اور آرائشی مصنوعات کا تذکرہ نکال بیٹھا تھا۔ "کیا خیال ہے کہ آپ کا عورتیں سال میں کتنی لپ اسٹک کھا جاتی ہوں گی۔!" اس نے پوچھا۔

"ابھی تک میں عورتوں کے معاملات سمجھنے کے قابل نہیں ہوا۔!" صفدر نے جوب دیا۔

"اوہو.... تو کیا ابھی تک سنگل ہی ہو یار....!"

"بالکل سنگل....!"

"یہ تو بہت بُری بات ہے کہ تمہاری آمدنی کا بہت بڑا حصہ لغویات پر نہیں صرف ہوتا۔!"

"تم شائد بہت زیادہ زیر بار ہو جاتے ہو۔!" صفدر مسکرایا۔

"دو بیویاں ہیں.... لیکن ایک کو دوسری کی خبر نہیں۔!"

"یہ کیسے ممکن ہے۔!"

"دن ایک کے یہاں گزرتا ہے رات دوسری کے یہاں۔! ایک سمجھتی ہے کہ میں فلموں کے لئے کہانیاں لکھتا ہوں وہی جس کے یہاں رات بسر ہوتی ہے اور دوسری سمجھتی ہے کہ میں یک مل میں اسسٹنٹ ویونگ ماسٹر ہوں اور ہمیشہ رات کی ڈیوٹی پر رہتا ہوں۔!"

"تو تم حقیقتاً کیا کرتے ہو....!"

"فلموں کے لئے کہانیاں لکھتا ہوں۔!" اس نے جواب دیا۔ "اور یہ کہانیاں کہیں بھی بیٹھ کر لکھی جا سکتی ہیں۔ اگر کبھی ناوقت سیٹ پر جانا پڑا تو اس وقت والی بیوی سمجھتی ہے کہ اوور ٹائم کر رہا ہوں۔ یا شوٹنگ طویل ہو گئی ہے۔!"

"کمال کے آدمی ہو۔!"

"بیویوں کو دھوکا دینا میری تفریح ہے۔ اب تیسری کے امکانات پر غور کر رہا ہوں۔ لیکن وقت کیسے نکالوں گا۔!"

"واہ.... تیسری بھی کرو گے۔!"

"کرنی ہی پڑے گی۔ دیکھو یار قصہ دراصل یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ شادیاں کرنے سے سالیوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا ہے اور سالیاں....ہا....اگر سالیاں نہ ہوں تو دنیا ویران ہو جائے۔!"

"مجھے تو اس نام ہی سے گھن آتی ہے۔!" صفدر نے کہا۔

"آہا.... تو تم انہیں سالیوں کی بجائے بتاشیاں یا جلیبیاں کہہ لیا کرو۔ کیا فرق پڑتا ہے۔!"

صفدر ہنسنے لگا اور تھوڑی دیر بعد یہ بھول ہی گیا کہ وہ یہاں کس لئے آیا تھا۔

کھیل ختم ہو جانے کے بعد وہ ڈائننگ روم میں آ بیٹھے۔ بھاری جبڑے والا ایک لاپرواہ اور فضول خرچ آدمی معلوم ہوتا تھا۔

کافی پیتے وقت اس نے صفدر سے کہا۔ "یار مجھ پر ایک احسان کرو۔!"

"کیا....؟" صفدر چونک پڑا۔

اس نے کلائی کی گھڑی دیکھتے ہوئے کہا۔ "چھ بج رہے ہیں لیکن میں رات والی بیوی سے آج پیچھا چھڑانا چاہتا ہوں۔ میں اس سے کہوں گا کہ تم اسسٹنٹ ڈائریکٹر ہو۔ آج رات پھر شوٹنگ

ہو گی۔ اس لئے ڈائریکٹر نے تمہیں ساتھ کر دیا ہے۔ تا کہ تم مجھے اپنے ساتھ ہی لے جاؤ.... ساڑھے سات بجے ہم گھر ہی پر رات کا کھانا کھائیں گے۔ تم برابر کہتے رہنا.... بھئی جلدی چلو اور بس ہم آٹھ بجے تک گھر سے نکل آئیں گے۔ کیوں؟ پھر ہم دونوں دوست ہو جائیں گے اور تم آئندہ بھی ایسے مواقع پر میرے کام آیا کرنا....!"

صفدر ہنسنے لگا۔ مگر بھاری جبڑے والے کی سنجیدگی میں ذرہ برابر بھی فرق نہ آیا۔

"میں سنجیدہ ہوں دوست....!" اس نے کہا۔ "اگر تم یہ کام نہ کر سکو تو صاف جواب دو تا کہ میں کسی دوسرے کو پھانسوں.... بس کسی اور کے ساتھ کچھ دیر کھیلنا پڑے گا۔ سارے ہی آدمی تمہاری طرح ٹھس تھوڑا ہی ہوں گے۔ ایڈونچر کا شوق کسے نہیں ہوتا۔ بہتیرے پھنسیں گے۔!"

صفدر نے سوچا چلو دیکھا جائے گا کہ یہ آدمی کس حد تک بکواس کر رہا ہے اور پھر اسے بہر حال اس کے متعلق معلومات فراہم کرنی تھیں۔ پہلے چوری چھپے یہ کام سر انجام دینا پڑتا۔ مگر اب تو اسے کھلی ہوئی کتاب کی طرح پڑھ سکے گا!

اس نے حامی بھر لی۔

باہر نکل کر بھاری جبڑے والے نے کہا۔ "یہ تو اور اچھی بات ہے کہ تمہاری کار بھی موجود ہے اب وہ شبہ بھی نہ کر سکے گی کہ میں اسے الو بنا رہا ہوں۔ وہ تمہارے اسسٹنٹ ڈائریکٹر ہونے پر ایمان لے آئے گی۔"

"قطعی....!" صفدر یونہی بولنے کے لئے بولا۔

وہ صفدر کی رہنمائی کرتا رہا اور پھر ماڈل کالونی کی ایک دور افتادہ عمارت کے سامنے کار روکنے کو کہا۔ عمارت خوبصورت تو نہ تھی مگر کافی بڑی تھی۔ پائیں باغ ابتر حالت میں تھا جس سے مالک مکان کی لاپروائی یا مفلوک الحالی ظاہر ہو رہی تھی۔

اس نے اسے نشست کے کمرے میں بٹھایا اور خود اندر چلا گیا۔ صفدر سوچ رہا تھا کہ اسے فلموں یا فلموں کی شوٹنگ کے متعلق بالکل کچھ نہیں معلوم۔ اگر اس کی بیوی اس سلسلے میں اس سے کچھ پوچھ بیٹھی تو کیا ہو گا۔

لیکن اس کے کچھ پوچھنے سے پہلے ہی تین چار آدمی صفدر پر ٹوٹ پڑے۔ حملہ پشت سے ہوا تھا۔ اس لئے اسے سنبھلنے کا موقع نہ مل سکا۔

ایک نے اس کا منہ دبا لیا تھا اور دو بُری طرح جکڑے ہوئے دروازے کی طرف کھینچ رہے تھے۔ لیکن جب وہ اس طرح اس کمرے سے باہر نہ لے جا سکے تو تین مزید آدمی ان کی امداد کے

وہاں آ پہنچے اور صفدر کشاں کشاں ایک تہہ خانے میں پہنچا دیا گیا۔ تہہ خانے کا علم تو اسے اس ن ہوا جب اس کی آنکھوں پر سے پٹی کھولی گئی۔ بعد میں آنے والے تین آدمیوں میں سے ایک اس کی آنکھوں پر رومال باندھ دیا تھا۔ کسی نے دونوں ہاتھ پشت پر جکڑ دیئے تھے۔

لیکن جب آنکھوں پر سے رومال کھولا گیا تو اس کے سامنے صرف ایک ہی آدمی تھا اور یہ تھا بھاری جبڑے والا جو اسے ٹپ ٹاپ نائٹ کلب سے یہاں تک لایا تھا۔

"مجھے افسوس ہے دوست....!" اس نے سر ہلا کر مغموم لہجے میں کہا۔ "اس وقت دونوں اں یہاں موجود ہیں۔ اس لئے یہ ابتری پھیلی ہے۔ سالیوں کی بجائے دونوں طرف کے سالے ے ہو گئے ہیں اور انہیں شبہ ہے کہ تم ہی مجھے بہکایا کرتے ہو۔"

صفدر نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے ہوئے اسے گھورتا رہا۔

وہ کوشش کر رہا تھا کہ پشت پر بندھے ہوئے ہاتھ آزاد ہو جائیں۔ لیکن کامیابی کی امید کم تھی کسی طرح وہ اپنے ہاتھ استعمال کرنے کے قابل ہو سکتا تو اس بھاری جبڑے کے زاویوں میں نہ کچھ تبدیلیاں ضرور نظر آتیں کیونکہ وہ ایک بے جگر فائٹر تھا۔

دفعتاً بائیں جانب دیوار سے ایک دروازہ نما خلاء نمودار ہوئی اور جوزف جھکا ہوا اندر داخل ہوا۔ ی کے سر پر پٹی چڑھی ہوئی تھی اور اس کے دونوں ہاتھ بھی پشت پر بندھے ہوئے تھے۔ سر ند زخمی تھا۔ شاید یہ صفدر کی چھٹی حس ہی تھی جس نے اس کے چہرے پر حیرت کے آثار نہ ا ہونے دیئے اور جوزف تو پہلے ہی سے سر جھکائے کھڑا ہوا تھا۔ اس لئے کسی طرف دیکھا بھی یں تھا۔ اس کے چہرے پر نظر آنے والے آثار اکھڑے ہوئے نشے سے پیدا ہونے والی بوریت غمازی کر رہے تھے زیادہ دیر تک شراب نہ ملنے پر اس کی پلکیں ایسی ہی بوجھل ہو جاتی تھیں کہ کسی کی طرف دیکھنے میں بھی کاہلی محسوس کرتا تھا۔

اچانک بھاری جبڑے والے نے صفدر سے پوچھا۔ "یہ کون ہے۔!"

"میں کیا جانوں....؟" صفدر غرایا۔ "کہیں تمہارا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا۔!"

بھاری جبڑے والے کا قہقہہ کافی طویل تھا۔ لیکن جوزف اب بھی سر جھکائے کسی بت کی رح کھڑا رہا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے یہ آوازیں اس کے کانوں تک پہنچی ہی نہ ہوں۔ جو آدمی سے یہاں لایا تھا اس کی رائفل کی نال اب بھی اس کی کمر سے لگی ہوئی تھی۔

"تم بکواس کر کے کامیاب نہیں ہو سکتے دوست...!" بھاری جبڑے والے نے کہا۔ "تم عمران کے آدمی ہو اور اس وقت بھی اس کے ساتھ تھے جب وہ ندی پر مقبرہ کے قریب گھیرا گیا تھا۔!"

"مجھے اس سے کب انکار ہے... مگر میں اس آدمی کو نہیں جانتا۔!" صفدر نے لاپروائی سے کہا۔

"یہ عمران کا ملازم نہیں ہے....؟" بھاری جبڑے والے نے غرا کر کہا۔

"میں نے تو کبھی عمران کے ساتھ نہیں دیکھا۔!" صفدر نے جواب دیا۔ وہ جانتا تھا کہ جوزف اب عمران کے ساتھ اس کے فلیٹ میں نہیں رہتا۔ بلکہ مستقل طور پر رانا پیلس ہی میں اس کا قیام ہے۔ اس لئے وہ اس کے معاملے میں محتاط ہو کر زبان کھول رہا تھا۔

"رانا تہور علی کو جانتے ہو۔!"

"یہ نام میرے لئے بالکل نیا ہے۔!" صفدر نے متحیرانہ لہجے میں کہا۔

"او.... حبشی....!" دفعتاً وہ جوزف کی طرف مڑ کر گرجا۔ "اب تم اپنی زبان کھولو۔ ورنہ تمہارے جسم کا ایک ایک ریشہ الگ کر دیا جائے گا۔!"

"جاؤ....!" جوزف سر اٹھائے بغیر بھرائی سی آواز میں بولا۔ "پہلے میری پیاس بجھاؤ.... پھر میں بات کروں گا۔ تم لوگ بہت کمینے ہو۔ تمہیں شائد نہیں معلوم کہ شراب ہی میری زبان کھلوا سکے گی۔!"

"شراب نہیں مل سکے گی۔!"

"تب پھر مجھے کسی کی بھی پرواہ نہیں.... جو تمہارا دل چاہے کرو۔!"

"ادھر دیکھو.... کیا تم اس آدمی کو پہچانتے ہو۔!" اشارہ صفدر کی طرف تھا۔

"کیوں دیکھوں.... کیسے دیکھوں.... میری آنکھوں کے سامنے غبار اڑ رہا ہے۔ مجھے اپنے پیر بھی صاف نہیں دکھائی دیتے۔ شراب لاؤ۔ یا مجھے گولی مار دو۔!"

"پلاؤ.... اسے پلاؤ....!" دفعتاً بھاری جبڑے والا دونوں ہاتھ ہلا کر غرایا۔ "اتنی پلاؤ کہ اس کا پیٹ پھٹ جائے۔!"

رائفل والا جوزف کے پاس سے ہٹ کر پچھلے دروازے سے نکل گیا۔

"عمران کہاں ہے۔!" وہ پھر صفدر کی طرف متوجہ ہوا۔

"اگر تم یہ جانتے ہو کہ میں اس دن عمران کے ساتھ تھا جب ہم پر چاروں طرف گولیاں برس رہی تھیں تو یہ بھی جانتے ہو گے کہ عمران کام آگیا تھا اور میں بچ کر نکل گیا تھا۔!"

"ہمیں تو اس پر یقین تھا کہ تم بھی نہ بچے ہو گے۔ لیکن آج تم یہاں میرے سامنے موجود ہو۔ تم اتنی چالاکی سے نکل گئے تھے کہ ہمیں پتہ ہی نہ چل سکا تھا۔!"

"عمران گولی کھا کر دریا میں گر گیا تھا۔!" صفدر نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ لیکن وہ ڈر رہا تھا

کہ کہیں جوزف یہ جملے سن کر چونک نہ پڑے۔ وہ اس وقت کی گفتگو سے اچھی طرح اندازہ کر چکا تھا کہ وہ رانا تہور علی اور عمران کی الجھن میں پڑ گئے ہیں۔

لیکن صفدر کے اندیشے بے بنیاد ثابت ہوئے کیونکہ جوزف کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگی تھی۔ اس نے نہ تو سر اٹھایا اور نہ کسی طرف دیکھا۔

تھوڑی دیر بعد قدموں کی آہٹ سنائی دی اور رائفل والا دیسی شراب کی دو بوتلیں لئے ہوئے دروازے سے اندر داخل ہوا۔

"ایک بوتل کھول کر اس کے منہ سے لگا دو۔!" بھاری جبڑے والے نے کہا۔ تعمیل کی گئی۔

جوزف کے موٹے موٹے ہونٹ بوتل کے منہ سے چپک کر رہ گئے۔ بڑا مضحکہ خیز منظر تھا۔ ایسا ہی لگ رہا تھا جیسے کسی بھوکے شیر خوار بچے نے دودھ کی بوتل سے منہ لگا کر چسر چسر شروع کر دی ہو۔

آدھی بوتل غٹاغٹ پی جانے کے بعد اس نے بوتل کا منہ چھوڑ کر دو تین لمبی لمبی سانسیں لیں اور مسکرا کر بولا۔

"تم بڑے اچھے ہو.... بڑے پیارے آدمی ہو.... تم پر آسمان سے برکتیں نازل ہوتی رہیں اور آسمانی باپ تمہیں اچھے کاموں کی توفیق دے۔!"

بھاری جبڑے والا کینہ توز نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے سالہا سال سے اسے مار ڈالنے کی خواہش پال رہا ہو۔ جوزف نے بقیہ آدھی بوتل بھی ختم کر دی۔

اب وہ کسی جاگتے ہوئے آدمی کی سی حالت میں آگیا تھا۔ آنکھیں سرخ ہو گئیں تھیں اور چہرے کی سیاہی چمکنے لگی تھی۔

"ارے.... یہ آدمی....!" دفعتاً اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "ہاں.... مجھے یاد پڑتا ہے کہ میں نے اسے ایک آدھ بار مسٹر عمران کے ساتھ دیکھا تھا۔!"

"لیکن میں نے تو تمہیں کبھی نہیں دیکھا....!" صفدر نے غصیلی آواز میں کہا۔

"یہ بھی ممکن ہے.... مسٹر کہ تمہاری نظر مجھ پر کبھی نہ پڑی ہو۔!"

"عمران کہاں ملے گا۔!" بھاری جبڑے والا غرایا۔

"میں کیا بتا سکتا ہوں مسٹر....!" جوزف نے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں۔

"بہت دنوں کی بات ہے جب میں مسٹر عمران کے ساتھ تھا لیکن وہ میرے پینے پلانے کا بار سنبھالنے کی حیثیت نہیں رکھتے تھے۔ اس لئے انہوں نے خود ہی میرا پیچھا چھوڑ دیا۔ اس طرح میں نے اطمینان کا سانس لیا۔ ورنہ مجھے تو اس کا غلام رہنا ہی پڑتا ہے۔ جو مجھے زیر کرلے اور پھر ابھی تو

ڈاکٹر طارق والا مقدمہ بھی چل رہا ہے۔!"

اس پر جوزف نے ڈاکٹر طارق کی کہانی دہراتے ہوئے کہا۔"ماسٹر عمران نے مجھے بہت پیٹا تھا۔ وہ شائد پولیس کے لئے کام کرتے ہیں۔!"

بھاری جبڑے والا تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔"رانا کون ہے۔!"

"باس ہے.... میرا....!" جوزف نے فخر سے سینہ تان کر کہا۔

"وہ کہاں ملے گا۔!"

"میں نہیں جانتا.... ان سے تو بس کبھی کبھی ملاقات ہوتی ہے۔!"

"عمران سے اس کا کیا تعلق ہے۔!"

"میں کیا بتا سکتا ہوں مسٹر.... میں کیا جانوں.... میں نے کبھی ان کے ساتھ مسٹر عمران کو نہیں دیکھا۔!"

"تم رانا کے پاس کیسے پہنچے تھے۔!"

"بس یونہی.... میں ایک دن سڑک پر جا رہا تھا کہ ایک کار میرے پاس رکی۔ اس پر سے رانا صاحب اترے اور کہنے لگے:.... میں نے پچھلے سال شائد تمہیں نیٹال میں دیکھا تھا۔ میں نے کہا کہ میں تو دس سال سے اس ملک میں ہوں۔ انہوں نے کہا ہو سکتا ہے ان کے ذہن میں اور کوئی ہو۔ پھر وہ مجھ سے میرے متعلق پوچھ گچھ کرنے لگے۔ یہ دوسری بوتل بھی مسٹر.... خدا تمہیں ہمیشہ خوش رکھے اور عورت کے سائے سے بچائے۔ تم بہت نیک ہو۔!"

بھاری جبڑے والے کے اشارے پر دوسری بوتل بھی کھولی گئی اور جوزف چوتھائی پینے کے بعد بولا۔"ہاں تو تم کیا پوچھ رہے تھے۔ برادر....!"

"تم رانا کے پاس کیسے پہنچے تھے۔!"

"ہاں.... ہاں شائد میں یہی بتا رہا تھا کہ وہ مجھ سے میرے بارے میں پوچھ گچھ کرنے لگے۔!"

"چلو کہتے رہو.... رکو مت....!" بھاری جبڑے والا بولا۔

"میں نے انہیں بتایا کہ مجھے نوکری کی تلاش ہے۔ انہوں نے پوچھا باڈی گارڈ کے فرائض انجام دے سکو گے۔ اوہ.... بڑی آسانی سے.... میں نے انہیں بتایا اور یہ بھی کہا کہ میرا نشانہ بڑا عمدہ ہے اور میں کبھی ہیوی ویٹ چیمپئن بھی رہ چکا ہوں۔ وہ بہت خوش ہوئے اور مجھے نوکر رکھ لیا۔ میں ان کے پسینے کی جگہ خون بھی بہا سکتا ہوں۔ لارڈ آدمی ہیں کبھی نہیں پوچھتے کہ میں دن بھر میں کتنی بوتلیں صاف کر دیتا ہوں۔"

بھاری جبڑے والا پھر کسی سوچ میں پڑ گیا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ اس کے بیان پر تذبذب میں پڑ گیا ہو۔

دوسری طرف صفدر پر جوزف کے جوہر پہلی بار کھلے تھے۔ وہ اب تک اسے پرلے سرے کا ایڈیٹ ہی تصور کرتا رہا تھا۔ لیکن اس وقت تو عمران ہی کا یہ قول کرسی نشین ہوا تھا کہ جوزف ایک نادر الوجود شکاری کتا ہے۔ سادہ لوحی اور چیز ہے لیکن بے ضرر نظر آنے والے کتے بھی شکار کے وقت اپنی تمام تر صلاحیتوں سے کام لیتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ شکاری ہوں۔ جوزف پر صحیح معنوں میں یہ مثال صادق آئی تھی۔

"دیکھو میں تمہاری ہڈیاں چور کر دوں گا۔ ورنہ مجھ سے اڑنے کی کوشش نہ کرو۔!"

"بس یہ بوتل ختم کر لینے دو.... اس کے بعد جو دل چاہے کرنا۔!" جوزف نے ہونٹ چاٹتے ہوئے کہا۔

"صرف ایک دن کی مہلت اور....!" بھاری جبڑے والا ہاتھ اٹھا کر بولا۔"دی جاتی ہے تم عمران کا پتہ بتاؤ اور تم رانا تہور علی کا....!"

وہ رائفل والے کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتا ہوا دروازے سے نکل گیا اور پھر وہ دروازہ بھی غائب ہو گیا۔ دیوار برابر ہو گئی تھی۔

جوزف دوسری بوتل کی طرف ندیدوں کی طرح دیکھنے لگا۔ جس میں ابھی تین چوتھائی شراب باقی تھی۔ اس پر کاک بھی نہیں تھا۔

وہ تھوڑی دیر تک کھڑا حسرت بھری نظروں سے اسے دیکھتا رہا پھر پشت پر بندھے ہوئے ہاتھوں کے بل فرش پر نیم دراز ہو گیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے بوتل دونوں پیروں میں دبائی اور پیر سر کی طرف اٹھنے لگے اور بوتل کا منہ اس کے ہونٹوں سے جا لگا۔

صفدر کھڑا پلکیں جھپکاتا رہا۔"غٹ غٹ" کی صدائیں تہہ خانے کے سکوت میں گونج رہی تھیں۔ بوتل خالی ہوئے بغیر ہونٹوں سے نہ ہٹ سکی۔

دفعتاً کھٹاکے کی آواز آئی اور بھاری جبڑے والا پھر اندر داخل ہوا اس بار اس کے ہاتھ میں چمڑے کا چابک تھا۔ نہ جانے کیوں جوزف مسکرا پڑا۔ مگر وہ جوزف کی طرف متوجہ نہیں تھا۔

"سر سوکھے رام کو عمران کی تلاش کیوں ہے۔!" اس نے صفدر سے پوچھا۔

"میں نہیں جانتا۔!"

"تم جانتے ہو....!" وہ چابک زمین پر مارتا ہوا دہاڑا۔

"میرے ہاتھ کھول دو.... پھر اس طرح اکڑو تو یقیناً مرد کہلاؤ گے۔!"

اس بار چابک صفدر کے جسم پر پڑا اور وہ تلملا گیا۔

"بتاؤ....!"

صفدر اس کی طرف جھپٹا۔ لیکن اس نے اچھل کر پیچھے ہٹتے ہوئے پھر چابک گھمایا۔ اس طرح صفدر نے کئی چابک کھائے اور پھر یک بیک سست پڑ گیا۔ یہ حماقت ہی تو تھی کہ وہ اس طرح پٹ رہا تھا۔ ادھر جوزف کا یہ حال تھا کہ وہ کوشش کے باوجود بھی فرش سے نہیں اٹھ سکتا تھا۔ پورے چھتیس گھنٹوں کے بعد اسے شراب ملی تھی اور اس نے یہ دو بوتلیں جس طرح ختم کی تھیں اس طرح کوئی دوسرا پانی بھی نہ پی سکتا۔

"بتاؤ سرسوکھے عمران کی تلاش میں کیوں ہے۔!" بھاری جبڑے والا پھر گرجا۔

"میں نہیں جانتا....!"

"ڈھمپ اینڈ کو کا اصل بزنس کیا ہے۔!"

"فارورڈنگ اینڈ کلیرنگ....!"

"تم وہاں کام کرتے ہو....!"

"ہاں....!"

"پھر عمران کا اور تمہارا کیا ساتھ....!"

"مجھے شوق ہے سراغ رسانی کا۔!" صفدر بولا۔ "عمران کی وجہ سے میں بھی اپنا یہ شوق پورا کر سکتا ہوں کیونکہ وہ پولیس کے لئے کام کرتا ہے۔!"

"تمہارے دفتر کی اسٹینو ٹائپسٹ جولیا کا عمران سے کیا تعلق ہے۔!"

"یہ وہی دونوں بتا سکیں گے۔!" صفدر نے ناخوش گوار لہجے میں کہا۔

بھاری جبڑے والا کھڑا دانت پیستا رہا۔ پھر آنکھیں نکال کر آہستہ آہستہ بولا۔ "تم مجھے نہیں جانتے۔ میں تمہارے فرشتوں سے بھی اگلوالوں گا۔ خواہ اس کے لئے تمہارا بند بند بھی کیوں نہ الگ کرنا پڑے۔!"

وہ پیر پٹختا ہوا چلا گیا۔ دیوار کی خلاء اس کے گذرتے ہی پر ہو گئی تھی۔ ایک تختہ سا بائیں جانب سے کھسک کر دوسری جانب کی دیوار سے جا ملتا تھا۔

جیسے ہی جولیا کی نظر سرسوکھے پر پڑی وہ ستون کی اوٹ میں ہو گئی۔ یہاں پام کا بڑا گملا رکھا ہوا

تھا اور پام کے پتے اسے چھپانے کے لئے کافی تھے۔

وہ سرسوکھے سے بھاگنے لگی تھی کیونکہ وہ اسے بے حد بور کرتا تھا۔ وہ پرانی کہانی جس کے سلسلہ میں وہ عمران کا تعاون حاصل کرنا چاہتا تھا بار بار دہرائی جاتی اور پھر اس کے ساتھ سرسوکھے کی اداسی بھی تو تھی۔ اسے غم تھا کہ اس کے آگے پیچھے کوئی نہیں ہے۔ کوئی ایسا نہیں ہے جسے وہ اپنا کہہ سکے۔ جوانی ہی میں موٹاپا شروع ہو گیا تھا اور اسی بناء پر خود اس کی پسند کی لڑکیاں اسے منہ لگانا پسند نہیں کرتی تھیں۔ وہ جولیا سے یہ ساری باتیں کہتا رہتا۔ ٹھنڈی سانسیں بھرتا اور کبھی کبھی اس کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگتے۔ جنہیں چھپانے کے لئے وہ طرح طرح کے منہ بناتا اور ہزاروں قہقہے جولیا کے سینے میں طوفان کی سی کیفیت اختیار کر لیتے پھر اسے کسی بہانے سے اس کے پاس سے اٹھ جانا پڑتا۔ وہ کسی باتھ روم میں گھس کر پیٹ دبا دبا کر ہنستی۔ اکثر سوچتی کہ اسے تو اس سے ہمدردی ہونی چاہئے۔ پھر آخر اسے اس پر تاؤ کیوں آتا ہے۔ وہ غور کرتی تو سرسوکھے کی زندگی اسے بڑی دردناک لگتی۔ لیکن زیادہ سوچنے پر اسے یا تو ہنسی آتی یا غصہ آتا۔ کبھی وہ سوچتی کہ کہیں سرسوکھے اس کام کے بہانے اس سے قریب ہونے کی کوشش تو نہیں کر رہا۔ اس خیال پر غصے کی لہر کچھ اور تیز ہو جاتی۔ مگر پھر کچھ دیر بعد ہی اس شام کا خیال آ جاتا جب وہ اس کے دفتر میں بیٹھی سونے کی اسمگلنگ کی کہانی سن رہی تھی اور دوسرے کمرے میں میز الٹنے کی آواز نے انہیں چونکا دیا تھا اور پھر اس نے میز کی سطح پر پیروں کے نشانات محفوظ کئے تھے۔ وہ سوچتی رہتی اور اس نتیجے پر پہنچتی کہ وہ حقیقتاً پریشانیوں میں مبتلا ہے یہ اور بات ہے کہ ہر قسم کی پریشانیوں کا تذکرہ بیک وقت کر دینے کا عادی ہو۔!

وہ روزانہ شام کو عمران کی تلاش میں نکلتے تھے لیکن آج کے لئے جولیا نے ایک ضروری کام کا بہانہ کر کے اس سے معافی مانگ لی تھی۔ لیکن وہ گھر میں نہ بیٹھ سکی۔ شام ہوتے ہی اس نے سوچا آج تنہا نکلنا چاہئے۔ مقصد عمران کی تلاش کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔ وہ ٹپ ٹاپ کلب کے پورچ میں پہنچی ہی تھی کہ اچانک غیر متوقع طور پر سوکھے نظر آ گیا تھا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی آج وہ بھی وہیں آ مرے گا۔!

جیسے ہی وہ پورچ میں پہنچا جولیا گملے کی آڑ سے نکلی اور جھپٹ کر کلوک روم میں داخل ہو گئی۔ یہاں سے ایک راہداری براہ راست ریکریئشن ہال میں جاتی تھی۔ جہاں آج اسکیٹنگ کا پروگرام تھا۔ وہ بڑی بدحواسی کے عالم میں یہاں پہنچی۔

"اف خدا....!" وہ بڑبڑائی اور اس کا سر چکرا گیا۔ کیونکہ سرسوکھے دوسرے دروازے سے

ریکریئیشن ہال میں داخل ہوا تھا ویسے اس کی توجہ جولیانا کی طرف نہیں تھی۔ جولیانا کو کلوک روم والی راہداری ایک گیلری میں لائی تھی۔ اس نے ذہنی انتشار کے دوران فیصلہ کیا کہ سر سوکھے سے تو کھوپڑی نہیں چٹوائے گی خواہ کچھ ہو جائے پھر....؟

وہ جھپٹ کر ایک میز پر جا بیٹھی جہاں ایک اداس آنکھوں والا نوجوان پہلے ہی موجود تھا۔

"معاف کیجئے گا....!" جولیانے کہا۔ "ذرا سر چکرا گیا ہے۔ ابھی اٹھ جاؤں گی۔!"

"کوئی بات نہیں محترمہ....!" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

جولیانے آنکھوں پر رومال رکھ کر سر جھکا لیا اور چڑھتی ہوئی سانسوں پر قابو پانے کی کوشش کرنے لگی۔

"کیسی طبیعت ہے آپ کی....!" تھوڑی دیر بعد نوجوان نے پوچھا۔

"اوہ.... جی ہاں.... بس ٹھیک ہی ہے.... اب....!"

"برانڈی منگواؤں....!"

"جی نہیں شکریہ.... میں اب بالکل ٹھیک ہوں۔!" وہ سر اٹھا کر بولی۔

"آج کل موسم بڑا خراب جا رہا ہے۔!" نوجوان بولا۔

"جی ہاں.... جی ہاں.... یہی بات ہے۔!"

یہ دبلے چہرے والا مگر وجیہہ نوجوان تھا۔ اس کی آنکھوں کی غم آلود نرماہٹ نے اسے کافی دلکش بنا دیا تھا۔ پیشانی کی بناوٹ بھی نرم دلی اور ایمانداری کا اعلان کر رہی تھی۔

"میں اس شہر میں نووارد ہوں۔!" جولیانے کہا۔ "مجھے نہیں معلوم تھا کہ یہاں اسکیٹنگ بھی ہوتی ہے مجھے بے حد شوق ہے اس کا....!"

"جی ہاں....!" اس نے تھکی ہوئی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔ "دلچسپ کھیل ہے۔!"

"آپ کو پسند ہے۔!"

"بہت زیادہ....!" نوجوان کا لہجہ بے حد غم انگیز تھا۔

ٹھیک اسی وقت سر سوکھے ان کے قریب پہنچا۔ جولیا کی نظر غیر ارادی طور پر اس کی طرف اٹھ گئی تھی اور وہ بطور اعتراف شناسائی سر کو خفیف سی جنبش دے کر آگے بڑھ گیا تھا۔ جولیا بھی بادلِ ناخواستہ مسکرائی تھی۔

بہر حال اس کے اس طرح آگے بڑھ جانے پر اس کی جان میں جان آئی تھی۔ وہ اس پر یہ بھی نہیں ظاہر کرنا چاہتی تھی کہ اس سے بچنے کی کوشش کر رہی تھی۔ سر سوکھے آگے بڑھ کر

یک میز پر جا بیٹھا تھا۔ جولیا سوچ رہی تھی کہ اگر وہ اس میز سے اٹھی اور سوکھے کو شبہ بھی ہو گیا کہ ہ تنہا ہے تو وہ تیر کی طرح اس کی طرف آئے گا۔

اتنے میں اسکیٹنگ کے لئے موسیقی شروع ہو گئی اور جولیانے اس انداز میں نوجوان کی طرف یکھا جیسے مطالبہ کر رہی ہو کہ مجھ سے درخواست کرو۔ مگر نوجوان خالی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھتا رہا۔

جولیانے سوچا بدھو ہے لہٰذا اس نے خود ہی کہا "اگر آپ کو اسکیٹنگ سے دلچسپی ہے... تو آیئے۔!"

"میں....!" نوجوان کے لہجے میں تحیر تھا۔ پھر اس کی آنکھوں کی اداسی اور گہری ہو گئی۔ اس نے چبھتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔ "آپ میرا مذاق کیوں اڑا رہی ہیں محترمہ....!"

"میں نہیں سمجھی....!" جولیا بوکھلا گئی۔

"کیا آپ یہ بے ساکھی نہیں دیکھ رہی ہیں۔!" اس نے ایک کرسی سے ٹکی ہوئی بیساکھی کی طرف اشارہ کیا۔

جولیا کی نظر اگر پہلے اس پر پڑی بھی ہو گی تو اس نے دھیان نہ دیا ہو گا۔ بہر حال اب وہ کٹ کر رہ گئی۔

"اوہ.... معاف کیجئے گا....!" اس نے لجاجت سے کہا۔ "میں نے خیال نہیں کیا تھا میں بے حد شرمندہ ہوں جناب.... کیا آپ مجھے معاف نہیں کریں گے۔"

"کوئی بات نہیں....!" وہ ہنس پڑا۔

اس کا بایاں پیر شائد کسی حادثے کی نذر ہو کر گھٹنے کے پاس سے کاٹ دیا گیا تھا اور اب لکڑی کا ایک ڈھانچہ پنڈلی کا کام دے رہا تھا۔

"یہ کیسے ہوا تھا....!" جولیانے پوچھا۔ وہ سچ مچ اس کے لئے غمگین ہو گئی تھی۔

"فوجیوں کی زندگی میں ایسے حادثات کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔!" اس نے کہا اور بتایا کہ وہ "پچھلی جنگ عظیم میں اطالویوں کے خلاف لڑا تھا اور مورچے پر ہی اس کی بائیں ٹانگ ایک حادثہ کا شکار ہو گئی تھی وہ سیکنڈ لیفٹیننٹ تھا۔"

بات لمبی ہوتی گئی اور وہ جنگ کے تجربات بیان کرتا رہا۔ تھوڑی ہی دیر بعد جولیانے محسوس کیا کہ اب اس میز سے اٹھنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہو سکتا۔ اس کے بعد بھی وہ تھوڑی دیر تک ادھر اُدھر کی گفتگو کرتے رہے پھر پہلا دور ختم ہو گیا۔ نوجوان نے کافی منگوائی اور جولیا کو انکار کے باوجود بھی پینی ہی پڑی۔ ویسے بھی وہ اس مغموم نوجوان کی درخواست رد نہیں کرنا چاہتی تھی۔

کچھ دیر بعد دوسرے دور کے لئے موسیقی شروع ہو گئی۔

دفعتاً کسی جانب سے ایک خوبصورت اور صحت مند نوجوان ان کی طرف آیا اور جولیا سے ساتھی بننے کی درخواست کی۔ جولیا اس کی آواز سن کر چونک پڑی۔

"اگر کوئی حرج نہ ہو تو....!" وہ کہہ رہا تھا۔

"ضرور....ضرور....!" جولیا مسکراتی ہوئی اٹھ گئی تھی۔ ساتھ ہی اس نے لنگڑے نوجوان کی طرف دیکھ کر سر بھی ہلایا اور یہ بھی محسوس کیا تھا کہ وہ کھسیا سا گیا ہے۔ لیکن یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ اس آدمی کی درخواست رد کر دیتی جس کے لئے خود اتنے دنوں سے بھٹکتی پھر رہی تھی۔ صورت سے تو وہ اسے ہرگز نہ پہچان سکتی کیونکہ وہ میک اپ میں تھا لیکن جب اپنی اصل آواز میں بولا تھا تو جولیا اسے کیوں نہ پہچان لیتی وہ عمران کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔

وہ اس جگہ آئے جہاں اسکیٹس ملتے تھے۔ جلدی جلدی انہیں جوتوں سے باندھا اور چوبی فرش پر پھسل آئے۔ عمران اس کے دونوں ہاتھ پکڑے ہوئے تھا۔

"تم کہاں تھے درندے....!" جولیا نے پوچھا۔

"شکار پر!" عمران نے جواب دیا۔ پھر بولا۔ "تم اس شام ندی پر کیوں دوڑی آئی تھیں....!"

"یہ اطلاع دینے کیلئے کہ تمہاری موت پر کرائے کے رونے والے بھی نہ مل سکیں گے گھاؤں!"

"لیکن میں تمہیں اس وقت یہ اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ تمہارا پورا دفتر ان لوگوں کی نظروں میں آ گیا ہے....!"

"پھر کیا کرنا چاہئے....!"

"پرواہ مت کرو.... لیکن فی الحال یہ بھول جاؤ کہ تمہارے ساتھ کبھی کوئی عمران بھی تھا۔ میں نے انہیں شبہے میں مبتلا کر دیا ہے۔ کبھی انہیں میری موت پر یقین سا آنے لگتا ہے اور کبھی وہ پھر میری تلاش شروع کر دیتے ہیں....!"

"ایک آدمی اور بھی تمہاری تلاش میں ہے....!" جولیا نے کہا اور سر سوکھے کا واقعہ بتایا۔

"فی الحال میں اس کے لئے کچھ نہیں کر سکتا....!"

"ایکس ٹو تو اس کے کیس میں دلچسپی لے رہا ہے اور میں بڑی شدت سے بور ہو رہی ہوں....!"

"ہو سکتا ہے وہ اس لئے دلچسپی لے رہا ہو کہ تم میری تلاش جاری رکھو۔ خوب بہت اچھے یہ ایکسٹو یقیناً بھوت ہے وہ شائد مجرموں پر یہی ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ عمران کے ساتھیوں کو بھی اس کی موت پر یقین نہیں آیا۔ اچھا جولیا تم دن میں تین چار بار میرے فون نمبر پر رنگ کر کے سلیمان سے میرے متعلق پوچھتی رہو۔ میرا خیال ہے کہ وہ لوگ میرا فون بھی ٹیپ کر رہے ہیں۔

ر سوکھے کے ساتھ مل کر میری تلاش بھی جاری رکھو....!"

"اس کی رام کہانیاں مجھے بور کر کے مار ڈالیں گی....!"

"اگر تم اتنی آسانی سے مر سکو تو کیا کہنے ہیں....!" عمران نے کہا اور جولیا نے اسے لاکھوں لواتیں٭ سنا ڈالیں۔

وہ کچھ دیر خاموشی سے اسکیٹنگ کرتے رہے پھر جولیا نے کہا۔

"سر سوکھے یہیں موجود ہے....!"

"کہاں....!"

جولیا نے بتایا عمران کنکھیوں سے موٹے آدمی کی طرف دیکھتا ہوا بولا۔ "یہ تو صحیح معنوں میں اڑ ہی معلوم ہوتا ہے کیا تم اس کے ساتھ اسکیٹنگ نہیں کرو گی....!"

جولیا نے اسے بتایا کہ کس طرح اس سے پیچھا چھڑانے کے لئے وہ ایک لنگڑے آدمی کے پاس ا بیٹھی تھی۔

"بہت بری بات ہے۔ موٹاپا اپنے بس کی بات نہیں....!" عمران نے مغموم لہجے میں کہا۔ تمہیں اس سے شادی کر لینی چاہئے....!"

"میں تمہارا گلا گھونٹ دوں گی....!" جولیا جھلا گئی۔

"آج کل تو سب ہی مجھے مار ڈالنے کی تاک میں ہیں۔ ایک تم بھی سہی....!"

جولیا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے اسکیٹنگ کرتی رہی۔ اس غیر متوقع ملاقات سے پہلے اس کے ذہن میں عمران کے متعلق ہزاروں باتیں تھیں جنہیں اس وقت قدرتی طور پر اس کی زبان پر انا چاہئے تھا لیکن وہ محسوس کر رہی تھی کہ اب اس کے پاس جھنجھلاہٹ کے علاوہ اور کچھ نہیں رہ لیا۔ ویسے یہ اور بات ہے کہ اس جھنجھلاہٹ کو بھی اظہار کے لئے الفاظ نہ ملتے۔

تو گویا یہ عمران اس کے لئے سوہان روح بن کر رہ گیا تھا۔ اس کی عدم موجودگی اس کے لئے بے چینی اور اضطراب کا باعث بنتی تھی لیکن جہاں شکل نظر آئی تاؤ آ گیا۔ وہ تاؤ دلانے والی باتیں ی کرتا تھا۔

جولیا کا ذہن بہک گیا تھا اور وہ کسی ننھی سی بچی کی طرح سوچ رہی تھی۔ یہ بھول گئی تھی کہ وہ لون ہے اور کن ذہنی بلندیوں پر رہتی ہے۔

"غالباً.... تم میرے فیصلے پر نظر ثانی کر رہی ہو....!" عمران نے کچھ دیر بعد مسکرا کر کہا۔

"کیا مطلب....!"

"یہی کہ تمہیں سر سوکھے سے شادی کر ہی لینی چاہئے....!" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ "ہو سکتا

٭ میں سلواتیں ہی لکھتا ہوں! اگر کسی کتاب میں 'ص' سے نظر آئے تو اسے کاتب کی قابلیت پر محمول کیجئے۔

ہے اس کے بعد ہی وہ صحیح معنوں میں سرسوکھے کہلانے کا مستحق ہو سکے۔!"

جولیانے جھٹکا دے کر اپنے ہاتھ اس سے چھڑالئے اور تھوڑا سا کترا کر تنہا پھسلتی چلی گئی۔

گیارہ بجے وہ گھر پہنچی۔ سرسوکھے سے اس کی گفتگو نہیں ہوئی تھی کیونکہ وہ ٹپ ٹاپ کلب میں زیادہ دیر تک نہیں بیٹھا تھا۔ جولیا تنہا اسکیٹنگ کرتی رہی تھی۔ لیکن جب اس نے تقریباً دس منٹ بعد دوبارہ عمران کی تلاش شروع کی تو معلوم ہوا کہ وہ بھی ہال میں موجود نہیں ہے۔ پھر اب وہ وہاں ٹھہر کر کیا کرتی۔

گھر پہنچی تو قفل کھولتے وقت کاغذ کی کھڑکھڑاہٹ محسوس ہوئی اور قفل کے آنکڑے سے ایک رول کیا ہوا کاغذ کا ٹکڑا پھنسا ہوا ملا۔

۔جولیانے اسے کھینچ کر ٹارچ کی روشنی میں دیکھا۔

اس پر پنسل کی تحریر نظر آئی۔

"جولیا.... جب بھی واپس آؤ.... فوراً مجھے رنگ کرو۔!

صفدر....!"

"کیا مصیبت ہے۔!" وہ تھکے تھکے سے انداز میں بڑبڑائی تھی۔

دروازہ کھول کر وہ خواب گاہ میں آئی یہیں فون تھا۔ اس پر صفدر کے نمبر رنگ کیے۔

"ہیلو.... کون.... جولیا....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "اوہ بس.... میں تو صرف یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ تم کب گھر پہنچی ہو۔!"

"کیوں....؟"

"چند بہت ہی اہم باتیں ہیں۔ میں وہیں آرہا ہوں پہنچنے میں زیادہ سے زیادہ پندرہ منٹ لگیں گے۔!"

جولیانے بُرا سا منہ بنا کر سلسلہ منقطع کر دیا۔ وہ اب صرف سونا چاہتی تھی۔ لیکن صفدر اتنی رات گئے اس سے کیوں ملنا چاہتا ہے۔

وہ اسکا انتظار کرنے لگی۔ پھر صفدر وعدہ کے مطابق پندرہ منٹ کے اندر ہی اندر وہاں پہنچ گیا تھا۔

"کیوں.... اتنی رات گئے۔!" جولیانے متحیرانہ انداز میں پوچھا۔

"صرف ایک بات معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ سرسوکھے رام کون ہے اور عمران کو کیوں تلاش کر رہا ہے۔!"

"کیوں معلوم کرنا چاہتے ہو۔!" یہ سوال غیر ارادی طور پر ہوا تھا۔

"کیونکہ کچھ لوگ مجھ سے معلوم کرنا چاہتے ہیں۔!"

"میں نہیں سمجھی۔!"

صفدر نے اپنی کہانی چھیڑ دی۔

"مگر پھر تم یہاں کیسے نظر آرہے ہو۔!" جولیانے اس کے خاموش ہو جانے پر پوچھا۔

"یہ جوزف جیسے گدھے کا کارنامہ ہے۔ واقعی عمران کا انتخاب بھی لاجواب ہوتا ہے۔!"

"مگر میں نے سنا ہے وہ اب عمران کے ساتھ نہیں رہتا۔!"

"اسی پر تو حیرت ہے۔!" صفدر نے کہا۔ "حالانکہ اسے ذرہ برابر بھی حیرت نہیں تھی کیونکہ وہ جوزف کی جائے قیام سے اچھی طرح واقف تھا۔ لیکن ایکس ٹو کی ہدایت کے مطابق اسے پراسرار رانا پیلس کو راز ہی رکھنا تھا۔"

"خیر تو پھر تم لوگ رہا کیسے ہوئے۔!" جولیانے پوچھا۔

"جوزف نے ایک خالی بوتل پیروں میں دبا کر دیوار پر کھینچ ماری تھی اور پھر اس کا ایک ٹکڑا دانتوں میں دبائے ہوئے میرے پاس واپس آیا تھا ہم دونوں ہی کے ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے۔ اس نے اسی شیشے کے ٹکڑے سے میرے ہاتھوں کی ڈوری کاٹنی شروع کر دی۔ وہ شیشے کا ٹکڑا منہ میں دبائے کسی نہ تھکنے والے جانور کی طرح اپنے کام میں مشغول رہا۔ آخر کار اسے کامیابی ہی ہوئی۔ رسی کٹتے ہی میرے ہاتھ آزاد ہو گئے۔ پھر میں نے جوزف کے ہاتھ بھی کھول دیئے لیکن اس خدشے کی بناء پر کچھ دیر پریشان بھی ہونا پڑا کہ کہیں کوئی آنہ جائے۔ اب ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہنا بھی ہمیں کھل رہا تھا۔ اس لئے تہہ خانے سے باہر نکلنے کے سلسلے میں ہم نے اپنی جدوجہد تیز کر دی۔ ہمیں وہاں کسی ایسی چیز کی تلاش تھی جس سے دیوار میں دروازہ نما خلاء پیدا کی جا سکتی۔!"

جولیا کچھ نہ بولی۔ صفدر نے ایک سگریٹ سلگایا اور دو تین ہلکے ہلکے کش لئے۔ لیکن نہ جانے کیوں وہ سوالیہ انداز میں جولیا کی طرف دیکھ رہا تھا۔

کچھ دیر بعد اس نے کہا۔ "یہ ناممکن ہے کہ عمران تم سے نہ ملا ہو۔!"

"ابھی تمہاری پچھلی بات پوری نہیں ہوئی۔!" جولیا ناخوشگوار لہجے میں بولی۔

"پھر کوئی بات ہی نہیں رہ گئی تھی۔ ہم جلد ہی اس دروازے کے میکنزم کا پتہ لگانے میں کامیاب ہو گئے۔ تہہ خانے کے اوپر.... عمارت سنسان پڑی تھی۔ کسی جگہ بھی روشنی نہ دکھائی دی۔ وہ لوگ موجود نہیں تھے۔ ایک کھڑکی سے میں نے کمپاؤنڈ میں جھانکا۔ باہر ایک آدمی موجود تھا اور برآمدے کا بلب روشن تھا۔ اس آدمی نے چوکیدار کی سی وردی پہن رکھی تھی۔ جوزف کسی بلی کی طرح برآمدے میں رینگ گیا۔ کمال کا پھرتیلا آدمی ہے۔ بالکل کسی تیندوے کی طرح اور

تیزی سے جھپٹنے والا۔ چوکیدار کے حلق سے ہلکی سی آواز بھی نہیں نکل سکی تھی۔ پھر جلد ہی وہ اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھا تھا۔ اس طرح ہم وہاں سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے تھے۔!"

"پھر کیا کیا تم نے....؟"

"کچھ بھی نہیں.... میں اپنی ذمہ داری پر کوئی قدم نہیں اٹھا سکتا۔!"

جولیا نے کچھ کہے بغیر ایکس ٹو کے نمبر ڈائیل کیئے۔

اور دوسری طرف سے آواز آئی۔ "دانش منزل پلیز....!"

عمران نے حال ہی میں ایکس ٹو کے پرائیویٹ فون سے ایک ٹیپ ریکارڈ اٹیچ کر دیا تھا اور اس کا سسٹم کچھ اس قسم کا تھا کہ رنگ کرنے والے کو ادھر سے ریسیور اٹھے بغیر ہی جواب مل جاتا تھا۔ اس میں مختلف قسم کے احکامات تھے۔ آج کل کے ٹیپ پر "دانش منزل پلیز" ہی چل رہا تھا۔ کیونکہ عمران فلیٹ میں ہوتا ہی نہیں تھا۔ ظاہر ہے کہ ایسے کسی زمانے میں اس کی پناہ گاہ دانش منزل ہی ہو سکتی تھی جب کچھ نامعلوم لوگ اسے مار ڈالنے کے درپے ہوں۔

جولیا نے سلسلہ منقطع کر کے دانش منزل کے لئے ٹرانس میٹر نکالا اور بولی۔

"ہیلو... ہیلو... ایکس ٹو پلیز.... ایکس ٹو ہلو.... ہلو.... ہلو.... ایکس ٹو....: ایکس ٹو۔!"

"ہیلو....!" آواز آئی اور یہ ایکس ٹو ہی کی آواز تھی۔

"یہاں صفدر موجود ہے۔!"

"تو پھر....!"

"وہ کچھ کہنا چاہتا ہے۔ کیا فون استعمال کیا جائے۔!"

"میں جانتا ہوں وہ جو کچھ کہنا چاہتا ہے۔ اس سے کہو کہ دو دن کی تھکن بڑی اچھی نیند لاتی ہے۔!"

"بہتر ہے۔!"

"غالباً تم سوچ رہی ہو گی کہ اس عمارت پر چھاپہ کیوں نہ مارا جائے۔!"

"جی ہاں قدرتی بات ہے۔!"

"لیکن تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ مجھے سرغنہ کی تلاش ہے۔ وہ اس عمارت میں نہیں تھا اور اب تو وہاں تمہیں ایک پرندہ بھی نہیں ملے گا۔!"

"میرے لئے کیا حکم ہے۔!"

"وقت آنے پر مطلع کیا جائے گا اور کچھ....!"

"جی نہیں....!"

"اوور.... اینڈ آل....!"

جولیا نے سوئچ آف کر دیا اور صفدر کی طرف مڑی جو بہت زیادہ متحیر نظر آ رہا تھا۔

"یہ سب کچھ جانتا تھا۔!" صفدر نے آہستہ سے کہہ کر جلدی جلدی پلکیں جھپکائیں اور ختم ہوتے ئے سگریٹ سے دوسرا سگریٹ سلگانے لگا۔ پھر دو تین گہرے کش لے کر بولا۔ "وہ جانتا تھا مگر انے مطلق پرواہ نہ کی کہ مجھ پر کیا گذرے گی۔!"

"مگر تمہیں تو عمران نے اس آدمی کا تعاقب کرنے کے لئے کہا تھا۔!"

"عمران.... نتائج کا ذمہ دار تو نہیں ہے۔!" صفدر نے کہا۔ "ایکس ٹو کو علم تھا آخر اس نے ری مدد کیوں نہیں کی۔!"

"صفدر صاحب آپ کو تعاقب کے لئے کہا گیا تھا اس سے دور رہ کر اسکی نظروں سے بچ کر ران نے یہ تو نہ کہا ہوگا کہ اس کے ساتھ بلیئرڈ کھیلنا شروع کر دیں۔"

"ہاں مجھ سے ہی غلطی ہوئی تھی۔!"

"ہو سکتا ہے اسی غلطی کی پاداش میں یہ تمہاری سزا ہی ہو کہ ایکس ٹو نے حالات سے واقف نے کے باوجود بھی تمہاری کوئی مدد نہ کی۔!"

صفدر کچھ نہ بولا۔ اس کی بھنویں سمٹ گئی تھیں اور پیشانی پر کئی سلوٹیں ابھر آئی تھیں۔

کچھ دیر بعد جولیا نے جوزف کا تذکرہ چھیڑ دیا۔

"وہ عمران ہی کی طرح عجیب ہے۔ بظاہر ڈیوٹ.... لیکن بہر حال اُس نے مجھے کسی طرح بھی نہیں بتایا کہ وہاں کیسے پہنچا تھا۔!"

"مگر اب وہ رہتا کہاں ہے۔!"

"خدا جانے....!"

"عمران کے فلیٹ میں تو بہت دنوں سے نہیں دیکھا گیا۔!"

"ہوں.... یہ بتاؤ.... سر سوکھے کا کیا قصہ ہے۔ یہ کون ہے وہ عمران کو کیوں تلاش کر رہا ہے۔ وہ لوگ یہ بھی جاننا چاہتے تھے کہ سر سوکھے عمران کی تلاش میں کیوں ہے اور اس نے رے دفتر سے کیوں رابطہ قائم کیا ہے۔!"

"سر سوکھے یہاں کا ایک دولت مند آدمی ہے۔ وہ اس لئے ہماری فرم سے رجوع ہوا ہے کہ س کی فرم کے لئے فارورڈنگ اور کلیئرنگ کریں۔ لیکن میں یہ نہیں جانتی کہ اسے عمران کی تلاش ں ہے۔ یہ تو بہت بُرا ہوا کہ آفس بھی ان کی نظروں میں آ گیا ہے۔!"

"میرا تو خیال ہے کہ وہ ہمارے چیف ایکس ٹو کے متعلق بھی کچھ نہ کچھ ضرور جانتے ہیں۔!"

"اور عمران کے قول کے مطابق یہ لوگ وہی ہیں جن سے آتش دان کے بت والے کیس

میں مڈ بھیڑ ہوئی تھی وہ قصہ وہیں ختم نہیں ہو گیا تھا۔۔!" جولیا نے کہا اور کسی سوچ میں پڑ گئی۔

دفعتاً فون کی گھنٹی بجی اور جولیا نے ریسیور اٹھا لیا۔

"ہیلو۔۔۔۔!"

"میں ہوں۔۔۔۔!" ایکس ٹو کی آواز آئی۔ "سر سوکھے کا کیس ایک بار پھر دہراؤ تفصیل سے۔!"

جولیا نے شروع سے اب تک کے واقعات دہرانے شروع کر دیئے۔ لیکن پھر یک بیک اسے خیال آیا کہ اس نے اصلیت صفدر کو نہیں بتائی اور وہ اب بھی یہیں موجود ہے۔ لہٰذا اس نے سونے کی اسمگلنگ کی طرف آنے سے پہلے کہا۔ "صفدر یہیں موجود ہے۔!"

"پرواہ نہیں۔۔۔۔!" ایکس ٹو کی آواز آئی۔ "صفدر سے اس سلسلے میں کچھ بھی نہ چھپاؤ۔۔۔۔ وہ ان لوگوں میں سے ہے جن پر میں بہت زیادہ اعتماد کرتا ہوں۔!"

پھر جیسے ہی جولیا نے سونے کی اسمگلنگ کی کہانی چھیڑی صفدر اُسے گھورنے لگا۔

آخر میں جولیا نے پوچھا۔ "کیا آپ کو علم ہے کہ جن لوگوں نے صفدر کو پکڑا تھا وہ سر سوکھے میں بھی دلچسپی لے رہے ہیں۔!"

"نہیں میں نہیں جانتا۔۔۔۔!"

"انہوں نے صفدر سے یہ معلوم کرنے کے لئے سختی برتی تھی۔۔۔۔!"

"کیا معلوم کرنے کے لئے۔ جملے ادھورے نہ چھوڑا کرو۔!" ایکس ٹو غرایا۔

"معافی چاہتی ہوں جناب۔۔۔۔ وہ یہ معلوم کرنا چاہتے تھے کہ سر سوکھے عمران کی تلاش میں کیوں ہے۔ یہ معلوم کرنے کے لئے انہوں نے صفدر پر چابک برسائے۔" "ڈھمپ اینڈ کو اور عمران کا تعلق بھی ان کے لئے الجھن کا باعث بنا ہوا ہے۔"

"اوہ۔۔۔۔ اچھا تو۔۔۔۔ اب سر سوکھے کو عمران سے ملا دو۔۔۔۔!" ایکس ٹو نے کہا۔

"مگر میں اسے کہاں ڈھونڈوں۔۔۔۔!"

"کل صبح سر سوکھے کو گرینڈ ہوٹل میں مدعو کرو۔۔۔۔ عمران پہنچ جائے گا۔!"

"بہت بہتر جناب۔۔۔۔!"

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہو گیا۔

دوسری صبح تقریباً نو بجے جولیا گرینڈ ہوٹل میں سر سوکھے کا انتظار کر رہی تھی اور اسے یقین تھا کہ اب سر سوکھے سے نجات مل جائے گی۔ ظاہر ہے کہ اب تک وہ عمران ہی کے سلسلے میں اس

ے ساتھ رہی تھی۔ لیکن اب عمران خود ہی اس سے ملنے والا ہے۔

پھر کیا؟ اب بھی اس کی گلو خلاصی نہ ہو گی؟ جولیا کے پاس اس وقت بھی اس سوال کا کوئی صحیح جواب نہیں تھا۔

ٹھیک نو بج کر دس منٹ پر سر سوکھے ڈائننگ ہال میں داخل ہوا۔ اس کا چہرہ اترا ہوا تھا اور نکھیں غمگین تھیں۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ اپنے کسی عزیز کے کریا کرم سے واپس آیا ہو۔

جولیا نے خوش اخلاقی سے اس کا استقبال کیا۔

"عمران صاحب کہاں ہیں۔!" اس نے بھرائی ہوئی سی آواز میں پوچھا۔

"بس آ جائیں گے تھوڑی دیر میں۔۔۔۔!"

اس نے غور سے جولیا کی طرف دیکھا ایک ٹھنڈی سانس لی اور دوسری طرف دیکھنے لگا۔ ایسا رتے وقت وہ بے حد مضحکہ خیز لگا تھا۔ جولیا نے نہ جانے کیسے اپنی ہنسی ضبط کی تھی۔

"پچھلی شام آپ مجھ سے ایک منٹ کے لئے بھی نہیں ملی تھیں۔!" دفعتاً اس نے سر جھکا کر ہستہ سے کہا۔

"میرے چند دوست۔۔۔۔!"

"ٹھیک ہے۔۔۔۔!" وہ جلدی سے بولا۔ "دیکھئے مجھے غلط نہ سمجھئے گا۔ آخر مجھے کیا حق حاصل ہے ہ آپ سے ایسی گفتگو کروں۔ میرے خدا۔!"

اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ چھپا لیا۔۔۔۔ اور جولیا کا دل چاہا کہ ایک کرسی اٹھا کر اسی پر وڑ دے۔ گدھا کہیں کا۔۔۔۔ آخر خود کو سمجھتا کیا ہے۔

"وہ دیکھئے۔۔۔!" سر سوکھے نے تھوڑی دیر بعد کہا۔ "میں کیا بتاؤں بعض اوقات مجھ سے بچکانہ رکتیں سرزد ہو جاتی ہیں۔ بھلا بتایئے یہ بھی کوئی کہنے کی بات تھی۔ مگر زبان سے نکل ہی گئی۔ سے یوں سمجھئے۔ دیکھئے۔ بالکل بچوں کی طرح۔۔۔۔ اوہ ٹھہریئے۔۔۔۔ مجھے ایک واقعہ یاد آ رہا ہے۔ یکھئے شائد آپ اسی سے میرے احساسات کا اندازہ کر سکیں۔ میری ایک بھابی تھیں میں انہیں بہت پسند کرتا تھا۔۔۔۔ اور وہ بھی مجھے بے حد چاہتی تھیں۔ ایک دن ان کا ایک کزن آ گیا جو میرا ہی ہم سن تھا۔ کچھ دنوں بعد میں نے محسوس کیا کہ اب وہ مجھ پر اتنی مہربان نہیں رہیں جتنی پہلے تھیں۔ بس رو پڑا۔ الگ جا کر۔۔۔۔ کوٹھری میں کھڑا رو رہا تھا کہ بھابی آ گئیں۔ میں خاموش ہو گیا۔ وہ رونے کی وجہ پوچھتی رہیں لیکن میں کیا بتاتا۔ بہر حال مجھے جھوٹ بولنا پڑا۔ میں نے انہیں بتایا کہ میرے پیر میں موچ آ گئی ہے۔ مجھ سے اٹھا نہیں جاتا۔ انہوں نے مجھے اٹھایا۔ باہر لائیں۔ میرے پیر میں مالش کی۔۔۔۔ لیکن میں روتا ہی رہا۔ اب دیکھئے۔۔۔۔ میں ان سے کیسے کہتا۔ کیسے کہتا

کہ وہ اپنے کزن کو مجھ سے زیادہ کیوں چاہتی ہیں۔ اسی طرح کل میں کتنا دکھی تھا۔ بالکل اسی طرح۔ میرا دل چاہ رہا تھا کہ دھاڑیں مار مار کر رونا شروع کر دوں۔ یعنی آپ نے میری طرف آنا بھی گوارہ نہیں کیا.... اوہ....!"

وہ یک بیک چونک کر خاموش ہو گیا۔ اس کی آنکھوں سے ندامت کے آثار ظاہر ہو رہے تھے۔ پھر وہ دوبارہ چونک کر بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "مس جولیانا.... میں آپ سے معافی چاہتا ہوں۔ ایک بالکل گدھا اور بے عقل آدمی سمجھ کر معاف کر دیجئے۔ میں آخر یہ ساری بکواس کیوں کر رہا ہوں.... بوائے۔!"

اس نے بڑے غیر مہذب انداز میں بیرے کو پکارا تھا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ اپنی کہی ہوئی باتیں جولیا کے ذہن سے نکال پھینکنے کی کوشش کر رہا ہو۔!

"کافی.... اور ایک بڑا پگ وہسکی....!" اس نے بیرے سے کہا اور جولیا کی طرف متوجہ ہوا ہی تھا کہ جولیا بولی۔

"پچھلی رات میں نے صرف عمران کے ساتھ اسکیٹنگ کی تھی۔!"

"نہیں تو.... میں وہاں موجود تھا.... میں نے دیکھا تھا پہلے آپ کے ساتھ کوئی اور تھا۔!"

"پہلا اور آخری آدمی....!" جولیا مسکرائی۔

"میں نہیں سمجھا....!"

"وہ عمران ہی تھا....!"

"نہیں.... مگر مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ نہیں وہ نہیں ہو سکتے۔ تم مذاق کر رہی ہو۔!"

"یقین کیجئے.... وہ میک اپ میں تھا۔ آج کل وہ کسی چکر میں ہے اور کچھ لوگ اس کے دشمن ہو گئے ہیں اس لئے وہ زیادہ تر خود کو چھپائے رکھتا ہے۔!"

"اوہ.... بھئی کمال کا آدمی ہے۔!" سر سوکھے نے بچوں کے سے متحیرانہ لہجے میں کہا۔ "کیا شاندار میک اپ تھا گھنٹوں دیکھتے رہنے کے بعد بھی نہ پہچانا جا سکے۔!"

"میں نے بھی اسے صرف آواز سے پہچانا تھا۔!"

"اوہ....!" وہ مضطربانہ انداز میں بولا۔ جس میں دبی ہوئی سی خوشی بھی شامل تھی۔ "تب تو مجھے یقین ہے.... بالکل یقین ہے کہ میری مشکلات رفع ہو جائیں گی۔!"

تھوڑی دیر بعد ایک آدمی تیر کی طرح ان کی طرف آیا اور کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔

جولیا سٹپٹا گئی۔ کیونکہ یہ عمران نہیں ہو سکتا تھا اور اگر تھا بھی تو پچھلی رات والے میک اپ میں نہیں تھا۔

"فرمائیے جناب....!" سر سوکھے غصیلے لہجے میں بولا۔

"میرے پیٹ میں درد ہو رہا ہے۔!" آنے والے نے مسمسی صورت بنا کر کہا۔

"کیا مطلب....!"

"درد یعنی کہ پین.... پتہ نہیں فرانسیسی اور جرمن میں اسے کیا کہتے ہیں۔!"

"میں پوچھتا ہوں کہ تم اس میز پر کیوں آئے ہو۔!" سر سوکھے میز پر ہاتھ مار کر غرایا۔

"انہیں دیکھ کر....!" اجنبی نے جولیا کی طرف اشارہ کیا۔

"کیا مطلب....!"

"دیکھنے کا مطلب کیسے سمجھاؤں....!"

"تمہارا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا۔!"

"اگر کچھ دیر تک آپ اسی قسم کی گفتگو کرتے رہے تو یقیناً خراب ہو جائے گا۔ بھلا کوئی تک ہے آخر آپ درد کا مطلب نہیں سمجھتے۔ دیکھنے کا مطلب نہیں سمجھتے۔ پھر کیا میں درد کو شکر قند اور دیکھنے کو فلفلانا کہوں۔ واہ بھلا آپ مجھے غصے سے کیوں فلفلا رہے ہیں۔ میرے پیٹ میں تو شکر قند ہو رہا ہے۔!"

"تمہاری ایسی کی تیسی....!" سر سوکھے کرسی کھسکا کر کھڑا ہو گیا اور لگا آستین سمیٹنے۔!

"ارے.... تم نے میری مٹی پلید کر دی جولیا۔!" اجنبی نے جولیا سے کہا۔ "تم نے تو کہا تھا کہ تم کسی سر سوکھے کے ساتھ ملواؤ گی۔ یہ تو سر ہاتھی نہیں بلکہ سر پہاڑ ہیں۔ پہلوان بھی معلوم ہوتے ہیں۔ اگر انہوں نے ایک آدھ ہاتھ رکھ ہی دیا تو میں کہاں ہوں گا۔ خدا تمہیں غارت کرے۔!"

جولیا پیٹ دبائے ہوئے بے تحاشہ ہنس رہی تھی۔

"ارے سر سوکھے.... یہ عمران ہے۔!" اس نے بدقت کہا۔

"کیا.... اف فوہ.... ہاہا.... ہاہا.... ہاہا....!" سر سوکھے نے بھی منہ پھاڑ دیا۔

پھر وہ بیٹھ گیا۔ لیکن عمران اب بھی ایسی ہی پوزیشن میں بیٹھا ہوا تھا جیسے اب اٹھ کر بھاگا۔

"مائی ڈیئر مسٹر عمران آپ واقعی کمال کے آدمی ہیں۔!" سر سوکھے نے ہانپتے ہوئے کہا۔

وہ اسی طرح ہانپ رہا تھا جیسے دور سے چل کر آیا ہو۔

عمران چونکہ میک اپ میں تھا اس لئے حماقت کا اظہار صرف آنکھوں ہی سے ہو سکتا تھا۔ لیکن اس وقت تو آنکھیں سر سوکھے کا جائزہ لینے میں مصروف تھیں۔

"اسمگلنگ کی کہانی میں سن چکا ہوں۔!" عمران نے کہا۔

"مس جولیا نے آپ کو سب کچھ بتایا ہو گا۔!"

"جی ہاں سب کچھ.... آپ کو اپنے آدمیوں میں سے کس پر شبہ ہے۔!"

"دیکھئے.... مجھے تو جس اسٹاف پر شبہ تھا اسے پہلے ہی الگ کر دیا تھا۔ فارورڈنگ اور کلیرنگ کا سیکشن ہی توڑ دیا۔ لیکن میں یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ موجودہ اسٹاف بے داغ ہے بھلا کیسے کہہ سکتا ہوں۔ آپ خود سوچئے۔!"

"ٹھیک ہے ایسے حالات میں یقینی طور پر کچھ نہیں کہا جاسکتا۔!" عمران سر ہلا کر بولا۔

"پھر آپ میرے لئے کیا کریں گے۔!"

"پکوڑے تلوں گا۔!" عمران نے سنجیدگی سے کہا اور سر سوکھے بے ساختہ ہنس پڑا۔

"خیر.... خیر....!" اس نے کہا۔ "میں اب یہ معاملہ آپ پر چھوڑتا ہوں۔ جس طرح آپ کا دل چاہے اسے ہینڈل کیجئے۔!"

"آپ کو میرے ساتھ تھوڑی سی دوڑ دھوپ بھی کرنی پڑے گی۔!"

"اس کی فکر نہ کیجئے.... میں موٹا اور بے ہنگم ہی سہی۔ لیکن چلنے کے معاملے میں کسی سے کم بھی نہیں ہوں۔ مطلب یہ کہ اگر پیدل بھی چلنا پڑے۔ جی ہاں۔!"

"سواری کا تو کچومر نکل جائے گا۔ پیدل ہی ٹھیک ہے۔!" عمران سر ہلا کر بولا۔

"میں برا نہیں مانتا۔!" سر سوکھے نے کھسیانی ہنسی کے ساتھ کہا۔

پتہ نہیں کیوں یک بیک جولیا کو عمران پر تاؤ آنے لگا اور سر سوکھے کیلئے ہمدردی محسوس ہونے لگی۔

اس نے کہا۔ "اچھا تو سر سوکھے.... اب ہم اس معاملہ کو دیکھ لیں گے۔ ہو سکتا ہے کہ آپ بہت مشغول ہوں۔!"

"اوہ.... بے حد.... بے حد.... اچھا اب اجازت دیجئے۔!" سر سوکھے اٹھتا ہوا بولا۔ عمران اسے جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔

"تم اس کا مضحکہ کیوں اڑا رہے تھے۔!" جولیا نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔

"پھر کیا کروں.... ؟ اتنے موٹے آدمی کو سر پر بٹھالوں۔!" عمران بھی جھلا کر بولا۔

"مجھے اس سے ہمدردی ہے۔ اتنے بڑے ڈیل ڈول میں ایک ننھا سا بچہ بیچارا....!"

"خدا تمہیں بھی بیچاری بننے کی توفیق عطا فرمائے.... اور آئندہ مجھے کوئی اتنا موٹا بیچارہ نہ دکھائے تو بہتر ہے۔ ورنہ میں تو کہیں کا نہ رہوں گا۔ تم ایسے ہی اوٹ پٹانگ آدمیوں سے ملاتی رہتی ہو اچھا ٹاٹا....!"

پھر جولیا اسے روکتی ہی رہ گئی۔ لیکن وہ چھلاوے ہی کی طرح آیا تھا اور اسی طرح یہ جا وہ جا نظروں سے غائب....!

دوسری شام جولیا آفس سے گھر آکر لیٹ ہی گئی۔ بوریت.... وہ سوچ رہی تھی کہ اس ذہنی اضمحلال سے کیسے چھٹکارا ملے۔ آج وہ دن بھر اداس رہی تھی۔ اسکا کسی کام میں بھی دل نہیں لگا تھا۔ عمران؟ ان ذہنی الجھنوں کی جڑ عمران ہی تھا۔ اسی کے متعلق کسی ذہنی کشمکش میں پڑ کر وہ اپنی ساری زندہ دلی اور مسرور رہنے کی صلاحیت کھو بیٹھتی تھی۔

یہ عمران اس کے لئے ایک بہت بڑی مصیبت تھا۔ اس کی عدم موجودگی میں وہ اس کے لئے بے چین رہتی تھی لیکن جہاں سامنا ہوتا اور وہ اپنے مخصوص لہجے میں گفتگو شروع کرتا تو اس کا یہی جی چاہتا کہ اس وقت جو چیز بھی ہاتھ میں ہو کھینچ مارے۔ ایسا ہی تاؤ اس کی خاموشی پر بھی آتا تھا کیونکہ خاموشی حماقت انگیز ہوتی تھی۔

جولیا نے کراہ کر کروٹ بدلی.... اور آنکھیں بند کی ہی تھیں کہ فون چیخ پڑا۔ وہ اٹھی اور ریسیور اٹھالیا۔ دوسری طرف تنویر تھا۔

"اوہو.... تو گھر ہی پر ہو۔!" اس نے کہا۔ "کیا آج سر سوکھے واقعی سوکھتا ہی رہے گا۔!"

"کیا مطلب....!" جولیا غرائی۔

"سنا ہے آج کل وہ تمہیں بڑی بڑی موٹی رنگینیاں عطا کر رہا ہے۔!"

"خاموش رہو بدتمیز....!" جولیا بھڑ گئی۔

"ارے بس.... تھوکو غصہ.... میں نے محض عمران کے جملے دہرائے ہیں۔ ابھی ابھی اس نے فون پر کہا تھا تم تو خیر پہلے ہی ہاتھ دھو چکے تھے اب میں نے بھی دھولئے ہیں اور اس وقت انہیں تولئے سے خشک کر رہا ہوں۔ میں نے پوچھا کیا بکتے ہو کہنے لگا سوکھ رہا ہوں۔ میں جھنجھلا کر سلسلہ منقطع کرنے ہی والا تھا کہ بولا۔ جولیا آج کل ہمالیائی عشق کا شکار ہوگئی ہے۔ سر سوکھے اسے عشق کے موٹے موٹے نغمے سناتا ہے اور ایک موٹی سی مسکراہٹ جولیا کے ہونٹوں پر رقص کرنے لگتی اور اسے چاند ستارے دریا کے کنارے حتی کہ ساون کے نظارے بھی موٹے نظر آنے لگتے ہیں۔!"

"شٹ اپ....!" جولیا حلق پھاڑ کر چیخی اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

وہ کانپ رہی تھی۔ اُسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے رگوں میں خون کی بجائے چنگاریاں دوڑ رہی ہوں۔

"سور کمینہ.... وحشی.... درندہ....!" وہ دانت پیس کر بولی اور منہ کے بل تکیئے پر گر گئی۔

تھوڑی دیر تک بے حس و حرکت پڑی رہی پھر اٹھی اور سر سوکھے کے نمبر ڈائیل کئے۔ وہ بھی

اتفاق سے مل ہی گیا فون پر۔

"کون ہے۔!"

"فشٹر واٹر....!"

"اوہ کہئے کہئے۔!"

"آپ سے نہیں ملتی تو دل گھبراتا رہتا ہے۔!" جولیا ٹھنک کر بولی اور پھر بُرا سا منہ بنایا۔

"اوہو.... تو میں آجاؤں.... یا آپ آرہی ہیں۔!"

"کسی اچھی جگہ ملئے۔!"

"اچھا.... جاگیر دار کلب کیسا رہے گا۔!"

"اوہ.... بہت شاندار.... پھر آپ کہاں ملیں گے۔!"

"میں آپ کے گھر ہی پر آرہا ہوں۔!" سر سوکھے کا لہجہ بے حد پُر مسرت تھا۔ بالکل ایسا ہی معلوم ہورہا تھا جیسے کسی بچے سے مٹھائی کا وعدہ کیا گیا ہو۔

سلسلہ منقطع کر کے جولیا لباس کا انتخاب کرنے لگی۔ یہ عمران آخر خود کو سمجھتا کیا ہے۔ وہ سوچ رہی تھی بیہودہ کہیں کا۔ دوسروں کے جذبات کا احترام کرنا تو آتا ہی نہیں۔ جانور.... خیر دیکھوں گی تم بھی کیا یاد کرو گے۔ اب سر سوکھے ہی سہی۔

سر سوکھے آدھے گھنٹے کے اندر ہی اندر وہاں پہنچ گیا۔ جولیا بے حد دلکش نظر آرہی تھی۔ اس نے بڑی احتیاط اور توجہ سے میک اپ کیا تھا اور لباس کا تو تذکرہ ہی فضول ہے کیونکہ گھٹیا سے گھٹیا لباس بھی اس کے جسم پر آنے کے بعد شاندار ہوجاتا تھا وہ ایسی ہی جامہ زیب تھی۔

جاگیر دار کلب پہنچنے میں دیر تو نہ لگتی لیکن واقعہ ہی ایسا پیش آیا۔ جو دیر کا سبب تو بن گیا تھا لیکن جولیا کی سمجھ میں نہیں آسکا تھا۔

جاگیر دار کلب پہنچنے کے لئے ایک ایسی سڑک سے گذرنا پڑتا تھا جو زیادہ کشادہ نہیں تھی اور عموماً سر شام ہی اپنی رونق کھو بیٹھتی تھی۔ وہ اس سڑک ہی پر تھے کہ جولیا نے محسوس کیا جیسے ان کا تعاقب کیا جارہا ہو۔ دیر سے ایک کار پیچھے لگی ہوئی تھی۔

"شاید آگے جانا چاہتا ہے۔ ایک طرف ہوجایئے۔!" جولیا نے کہا۔

سر سوکھے نے بھی پلٹ کر دیکھا۔ پچھلی کار اب زیادہ فاصلے پر نہیں تھی۔ اس کے اندر بھی روشنی تھی اور ایک بڑا شاندار آدمی اسٹیرنگ کررہا تھا۔ جولیا کو تو وہ شاندار ہی لگا تھا۔

سر سوکھے کے حلق سے عجیب سی آواز نکلی اور پھر جولیا نے محسوس کیا جیسے اس نے اپنے ہونٹ سختی سے بند کرلئے ہوں۔ اس نے اپنی گاڑی بائیں کنارے کرلی اور پچھلی کار فراٹے بھرتی

ہوئی آگے نکل گئی۔

تھوڑی دیر بعد جولیا نے چونک کر کہا۔ "ارے.... جاگیر دار کلب تو شاید پیچھے ہی رہ گیا۔!"

"جی ہاں.... بس ابھی واپس ہوتے ہیں۔ یہ کام تو اچانک نکل آیا ہے۔!"

"میں نہیں سمجھی۔!"

"ہوسکتا ہے کہ آپ نے اس آدمی کو بار بار دیکھا ہو۔ یہ جو اگلی کار میں ہے۔!"

"جی نہیں.... میں نے تو پہلے کبھی نہیں دیکھا۔!" جولیا بولی۔

"تعجب ہے آپ فارورڈنگ کلیرنگ کا کام کرتی ہیں لیکن اسے نہیں جانتیں۔ میرا خیال تھا کہ یہ بھی آپ کے کاروباری حریفوں میں سے ہوگا۔ اس کا بھی فارورڈنگ کلیرنگ کا بزنس ہے شائد۔!"

"پتہ نہیں.... میں نہیں جانتی۔!"

"کسی زمانے میں میرے یہاں اسسٹنٹ منیجر تھا۔!" سر سوکھے نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"لیکن بے ایمان آدمی ہے۔ اس لئے میں نے اسے الگ کردیا تھا۔!"

"تو کیا آپ اس کا تعاقب کررہے ہیں....!"

"یقیناً کیونکہ میرا خیال ہے کہ وہ میری فرم کے موجودہ جنرل منیجر سے گٹھ جوڑ کئے ہوئے ہے۔ مقصد کیا ہے میں نہیں جانتا۔!"

"گٹھ جوڑ کا شبہ کیسے ہوا آپ کو....!"

"جب یہ میرے یہاں تھا تو دونوں ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے۔!"

"تو آپ کس بات کا شبہ کررہے ہیں۔!"

"وہ ایک پرانا اسمگلر ہے.... یہی معلوم ہوجانے پر میں نے اسے اپنی فرم سے الگ کیا تھا۔!"

"تب تو پھر اتنے گھماؤ پھراؤ کی بات ہی نہیں تھی۔ آپ نے پہلے ہی اس کا نام بتایا ہوتا۔ ہم اسے چیک کرلیتے۔!"

"نام تو درجنوں بتائے جاسکتے ہیں۔ مگر یہ اس وقت میرا تعاقب کیوں کررہا تھا۔ مجھے تو یہ دیکھنا ہے۔!"

"تو اب آپ اس کا تعاقب کریں گے۔!"

"قطعی.... قطعی....!" وہ بوکھلائے ہوئے لہجے میں بولا۔ "اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں۔ میں نہیں جانتا کہ اب وہ مجھ سے کیا چاہتے ہیں۔ کیا اس لئے میرا تعاقب کیا جارہا ہے کہ میں نے تم لوگوں سے مدد طلب کی ہے۔!"

"خیر ایسے لوگوں کے لئے پریشانی کا باعث صرف عمران ہوسکتا ہے۔!" جولیا نے کہا "کیونکہ

بعض بڑے جرائم پیشہ اس کی ساکھ سے واقف ہیں۔!"

"میں یہی کہنا چاہتا تھا مس جولیانا.... آپ کو وہ شام تو یاد ہی ہوگی جب آپ میرے آفس میں میری کہانی سن رہی تھیں۔!"

"جی ہاں... میں نے میز پر پائے جانے والے پیر کے نشان کا چربہ عمران کے حوالے کردیا ہے۔!"

"اوہ.... دیکھئے وہ کار بائیں جانب مڑ رہی ہے۔ کیا میں ہیڈ لائٹس بجھادوں۔!"

"اگر تعاقب جاری رکھنا ہے تو یہی مناسب ہوگا۔!" جولیا نے کہا۔

سر سوکھے نے اگلی روشنی گل کردی اور پھر وہ بھی بائیں جانب مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ پھر شہر کے ایک بھرے پرے حصے میں داخل ہوئے۔

"اوہ.... وہ اپنی گاڑی گرینڈ کی کمپاؤنڈ میں موڑ رہا ہے۔!" سر سوکھے بڑبڑایا۔

اگلی کار گرینڈ ہوٹل کے پھاٹک میں داخل ہورہی تھی۔ سر سوکھے نے اپنی گاڑی کی رفتار رینگنے کی حد تک کم کردی۔ اگلی کار پارک ہوچکی تھی۔ اس سے وہی آدمی اُترا اور بڑے وقار سے چلتا ہوا گرینڈ کے صدر دروازے میں داخل ہوگیا۔

ادھر سر سوکھے نے اپنی گاڑی روک دی تھی۔

"اوہ.... میں کیا کروں۔!" وہ مضطربانہ انداز میں بولا۔ "آپ ہی بتایئے۔!"

"کاش میں یہ معلوم کرسکتی کہ آپ کیا چاہتے ہیں۔!"

"ہمیشہ کے لئے ان بدبختوں کا خاتمہ جن کی وجہ سے نیندیں حرام ہوگئی ہیں مجھ پر۔ اس وقت تو میں صرف اپنی جان بچانا چاہتا ہوں۔ آپ کے لئے کوئی خطرہ نہیں ہے مس جولیا۔!"

"آپ جو کچھ کہیں.... میں کروں....!"

"اوہ دیکھئے.... میں بھی اپنی گاڑی کمپاؤنڈ ہی میں پارک کروں گا اور آپ اسی میں بیٹھ کر میرا انتظار کریں گی۔!"

"کتنی دیر....!"

"ہوسکتا ہے جلد ہی لوٹ آؤں.... ہوسکتا ہے دیر ہوجائے۔!"

"آپ جائیں گے کہاں....؟"

"اندر.... میں دیکھوں گا کہ وہ کس چکر میں ہے۔ آپ خود سوچئے کہ وہ میرا تعاقب کررہا تھا۔ پھر آگے نکل آیا۔ اب یہاں آرکا ہے۔ کیا وہ میرے گرد کسی قسم کا جال پھیلا رہا ہے۔!"

جولیا کچھ نہ بولی۔ سر سوکھے نے گاڑی پھاٹک میں گھمائی اور اسے ایک گوشے میں روکتا ہوا بولا۔

"بس آپ اس کی کار پر نظر رکھئے گا۔!"

سر سوکھے گاڑی سے اترا اور صدر دروازے کی طرف چل پڑا۔ اس کی چال میں معمول سے زیادہ تیزی تھی۔ جولیا کار میں بیٹھی رہی۔ تقریباً پانچ منٹ گذر گئے۔ وہ اس آدمی کے متعلق سوچ رہی تھی جسے کار میں دیکھا تھا۔ یکایک وہ چونک پڑی ایک نیا سوال اس کے ذہن کے تاریک گوشوں سے ابھرا تھا۔ اگر وہ سر سوکھے کا تعاقب ہی کررہا تھا تو گاڑی کے اندر روشنی رکھنے کی کیا ضرورت تھی؟

جولیا اس پر غور کرتی رہی اور اس کا ذہن الجھتا چلا گیا۔ اب تو ایک نہیں درجنوں سوالات تھے؟ کیا سر سوکھے اسے خطرے میں چھوڑ کر خود کھسک گیا تھا؟ خصوصیت سے اس سوال کا اس کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ لہٰذا وہ چپ چاپ سر سوکھے کی گاڑی سے اتر آئی قریب ہی بڑے بڑے گملوں کی ایک قطار دور تک پھیلی ہوئی تھی۔ ان میں گنجان اور قد آور پودے تھے جن کی پشت پر تاریکی ہی تھی۔ جولیا نے سوچا کہ وہ بہ آسانی ان کی آڑ لے سکے گی۔

شائد آدھا گھنٹہ گذر چکا تھا لیکن ابھی تک ان دونوں میں سے کسی کی بھی واپسی نہیں ہوئی تھی۔

جولیا سوچنے لگی کہ وہ خواہ مخواہ اپنے پیر تھکا رہی ہے اور اسے ایک بار پھر عمران پر غصہ آگیا؟ محض عمران کی وجہ سے وہ اس وقت گھر سے نکل آئی تھی ورنہ دل تو یہی چاہا تھا کہ آفس سے واپسی پر گھنٹوں مسہری پر پڑی رہے گی۔ تنویر نے فون پر عمران کی گفتگو دہرا کر اسے تاؤ دلادیا تھا اور وہ سر سوکھے کے ساتھ باہر نکل آئی تھی اور تہیہ کرلیا تھا کہ آئندہ شامیں بھی اسی کے ساتھ گذارے گی۔

لیکن اب اسے اپنی جلد بازی کھل رہی تھی۔ ویسے اس کی ذمہ داری تو عمران ہی پر تھی لہٰذا وہ سلگتی رہی۔

دفعتاً اسے سر سوکھے نظر آیا جو بڑی تیزی سے اسی کار کی طرف جارہا تھا جس پر تعاقب کرنے والا آیا تھا۔ پھر جولیا نے اسے کار کے انجن میں کچھ کرتے دیکھا اور اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ آخر وہ کیا کرتا پھر رہا ہے۔

اس کے بعد وہ وہیں کھڑے کھڑے اپنی کار کی طرف مڑا اور داہنا ہاتھ اٹھا کر اسے دو تین بار جنبش دی۔

غالباً یہ اشارہ جولیا کے لئے تھا کہ وہ ابھی انتظار کرے۔ جولیا نے ایک طویل سانس لی۔

سر سوکھے بڑی تیزی سے پھاٹک کیطرف چلا جارہا تھا پھر وہ اس سے گذر کر سڑک پر نکل گیا۔

جولیا وہیں کھڑی رہی۔ پھر اس نے سوچا کہ وہ خواہ مخواہ اپنی ٹانگیں توڑ رہی ہے۔ جہنم میں گئے سر سوکھے کے معاملات۔ وہ خود ہی نپٹتا رہے گا۔

اسے کیا پڑی ہے کہ خواہ مخواہ اپنا وقت برباد کرے اپنی انرجی ضائع کرے۔ اچانک وہ ایک بار پھر چونک پڑی۔

اب وہ آدمی کار کی طرف جارہا تھا جو سر سوکھے کی موجودہ بھاگ دوڑ کی وجہ بنا تھا۔

پھر جولیا نے دیکھا کہ وہ کار میں بیٹھ کر اسے اسٹارٹ کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ تھوڑی ہی دیر بعد وہ انجن کھولے اس پر جھکا ہوا نظر آیا اور پھر جب وہ سیدھا کھڑا ہوا تو اس کے ہاتھوں کی مایوسانہ جنبش اس کی بے بسی کا اعلان کر رہی تھیں۔

دفعتاً ایک ٹیکسی ڈرائیور اس کی طرف آیا۔ دونوں میں گفتگو ہوتی رہی۔ پھر ٹیکسی ڈرائیور نے بھی انجن دیکھا اور کار اسٹارٹ کرنے کی کوشش کی۔ جولیا محسوس کر رہی تھی کہ وہ آدمی بہت زیادہ پریشان ہے۔

پھر ذرا ہی سی دیر بعد اس نے اسے ٹیکسی میں بیٹھتے دیکھا کہ وہ اپنی کار وہیں چھوڑے جارہا تھا۔

جولیا نے سوچا کہ اب اسے ہر قیمت پر اس کا تعاقب کرنا چاہئے۔ ہو سکتا ہے سر سوکھے نے اسے وہاں کچھ دیر روکے رکھنے ہی کے لئے اس کی کار کے انجن میں کوئی خرابی پیدا کی ہو۔

اس نے تعاقب کا فیصلہ بہت جلدی میں کیا تھا۔ کیونکہ ٹیکسی نکلی جارہی تھی ورنہ وہ کوئی قدم اٹھانے سے پہلے مناسب حد تک غور کرنے کی عادی تھی۔ وہ جھپٹ کر سر سوکھے کی کار میں آبیٹھی اور پھر دس منٹ بعد دونوں کاروں کے درمیان صرف سو گز کا فاصلہ رہ گیا۔ وہ اس فاصلہ کو اس سے بھی زیادہ رکھنا چاہتی تھی لیکن اس بھری پُری سڑک پر اس کے امکانات نہیں تھے۔

جوں توں کر کے اس نے تعاقب جاری رکھا۔ کچھ دیر بعد ٹیکسی شہر کے ایک کم آباد حصے میں داخل ہوئی لیکن یہاں بھی ٹریفک کم نہیں تھا۔

دفعتاً وہ ٹیکسی ایک عمارت کی کمپاؤنڈ میں مڑ گئی۔ پھاٹک کھلا ہی ہوا تھا۔ جولیا نے اپنی کار کی رفتار کم کر کے اسے سڑک کے نیچے اتار دیا۔ دوسری عمارت کی کمپاؤنڈ تاریک پڑی تھی اور چہار دیواری اتنی اونچی تھی کہ اندر کا حال نظر نہیں آسکتا تھا۔

پتہ نہیں اس کے سر میں کیا سمائی کہ وہ بھی کار سے اتر کر کمپاؤنڈ میں داخل ہو گئی۔ چاروں طرف اندھیرا تھا۔ عمارت کی کوئی کھڑکی بھی روشن نہیں تھی۔

وہ مہندی کی باڑھ سے لگی آگے بڑھ رہی تھی کہ اچانک کوئی سخت سی چیز اسکے بائیں شانے سے کچھ نیچے چبھنے لگی اور ایک تیز قسم کی سرگوشی سنائی دی۔ "چپ چاپ چلتی رہو یہ پستول بے آواز ہے۔!"

جولیا کا سر چکرا گیا۔ یہ کس مصیبت میں آ پھنسی لیکن وہ چلتی ہی رہی۔ اسے ہوش نہیں تھا کہ اندھیرے میں اسے کتنے دروازے طے کرنے پڑے تھے۔ پھر جب وہ ایک بڑے کمرے میں پہنچی تو

اس کی آنکھیں چندھیا کر رہ گئیں یہاں متعدد بلب روشن تھے اور ان کی برقی طاقت بھی زیادہ تھی۔

یہاں اسے وہ آدمی جو ٹیکسی میں بیٹھ کر آیا تھا تین نقاب پوشوں میں گھرا ہوا نظر آیا جن کے ہاتھوں میں ریوالور تھے۔

جولیا نے مڑ کر اس کی طرف دیکھا جو اسے یہاں تک لایا تھا۔ دوسرے ہی لمحے میں اس کے حلق سے ایک تحیر زدہ سی چیخ نکلی۔ یہ سر سوکھے تھا۔ اس کے ہونٹوں پر ایک خونخوار سی مسکراہٹ تھی اس نے کہا۔

"میں جانتا تھا کہ تم یہی کرو گی۔!"

"مم.... مگر.... میں نہیں سمجھی....!" جولیا ہکلائی۔

"ابھی سمجھ جاؤ گی۔!" سر سوکھے نے خشک لہجے میں کہا۔ "چپ چاپ یہیں کھڑی رہو۔ وہ.... تمہارے ہینڈ بیگ میں ننھا پستول ضرور ہوگا۔ مجھے یقین ہے۔!" اس نے اس کے ہاتھ سے بیگ چھین لیا۔

جولیا دم بخود کھڑی رہی۔ اب وہ پھر اس آدمی کی طرف متوجہ ہو گئی تھی جس کی وجہ سے ان مشکلات میں پڑی تھی۔ سر سوکھے کا مرکز نگاہ بھی وہی تھا۔

"کیوں.... خفیہ معاہدہ کے کاغذات کہاں ہیں۔!" اس نے گرج کر اس آدمی سے پوچھا۔

"کیسا خفیہ معاہدہ اور کیسے کاغذات۔!" وہ آدمی مسکرا کر بولا۔ "میں نہیں جانتا کہ تم کون ہو۔!"

"اوہ تو کیا تم اسے بھی جھٹلا سکو گے کہ تم رانا تہور علی ہو۔!"

"اسے جھٹلانے کی ضرورت ہی کیا ہے۔!"

"کیا لیفٹیننٹ واجد والے کاغذات تمہارے پاس نہیں ہیں۔!"

"میں جب کسی لیفٹیننٹ واجد کو نہیں جانتا تو کاغذات کے متعلق کیا بتاؤں۔!"

"تب تو عمران بھی تمہارے لئے اجنبی ہی ہوگا۔!" سر سوکھے کی مسکراہٹ زہریلی تھی۔

"یہ کیا چیز ہے۔!"

"خاموش رہو....!" سر سوکھے آنکھیں نکال کر چیخا۔

"چلو اب خاموش ہی رہوں گا۔ یقین نہ ہو تو کچھ پوچھ کر آزمالو۔!"

"رانا....!"

"اب اپنا نام بھی بتا دو....!" وہ آدمی مسکرایا۔ "تاکہ میں بھی تمہیں اتنی ہی بے تکلفی سے ناطب کر سکوں۔!"

"رانا تمہارے جسم کا بند بند الگ کر دیا جائے گا۔!"

"ضرور کوشش کرو.... میں بھی آدمی کی ٹوٹ پھوٹ کا تجربہ کرنا چاہتا ہوں۔ میری نظروں سے آج تک کوئی ایسا آدمی نہیں گذرا جس کا بند بند الگ الگ کر دیا گیا ہو۔!"

"ستون سے باندھ کر کوڑے برساؤ....!" سرسوکھے نے نقاب پوشوں سے کہا۔

نقاب پوشوں نے اپنے ریوالور جیبوں میں ڈال لئے۔ لیکن اس وقت جولیا کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔ جب وہ اس آدمی کی بجائے خود سرسوکھے پر ٹوٹ پڑے۔

"ارے.... ارے.... دماغ تو نہیں خراب ہو گیا۔!" سرسوکھے بوکھلا کر پیچھے ہٹا۔

"ہاں.... دیکھو....!" دفعتاً وہ آدمی بولا۔ "ہم اسے زندہ چاہتے ہیں۔ تاکہ اس پر ہودہ کسوا کر سواری کے کام.... میں لا سکیں۔ رانا تہور علی صندوقی کا ہاتھی بھی عام ہاتھیوں سے الگ تھلگ ہونا چاہئے۔!"

جولیا کو تو ابھی بھانت بھانت کی حیرتوں سے دوچار ہونا تھا۔ سرسوکھے ان تینوں کے لئے لوہے کا چنا ثابت ہوا۔

سارے کمرے میں وہ انہیں نچاتا پھر رہا تھا۔ اتنے بھاری جسم والا اتنا پھرتیلا بھی ہو سکتا ہے۔ حیرت.... حیرت.... جولیا کو تو ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ کسی بھوت خانے میں آ پھنسی ہو۔ سرسوکھے آدمی تو نہیں معلوم ہو رہا تھا۔

بالکل ایسا ہی لگ رہا تھا جیسے کسی ہاتھی نے چیتے کی طرح چھلانگیں لگانی شروع کر دی ہوں۔

سب سے لمبا نقاب پوش حلق سے طرح طرح کی آوازیں نکالتا ہوا اسے پکڑنے کی کوشش کر رہا تھا۔

رانا تہور علی ریوالور سنبھالے دروازوں کی روک بنتا پھر رہا تھا۔ کہ کہیں سرسوکھے کسی دروازے سے نکل کر فرار نہ ہو جائے۔ ویسے اس کی آنکھوں میں کچھ اس قسم کے تاثرات پائے جا رہے تھے جیسے اچھی فیلڈنگ کرنے والے کسی چست و چالاک بچے کی آنکھوں میں پائے جاتے ہیں۔ جولیا کبھی اس کی طرف دیکھنے لگتی تھی اور کبھی سرسوکھے کی طرف۔

"سرسوکھے تم ابھی تھک جاؤ گے۔!" دفعتاً رانا نے کہا۔

"اسی طرح صبح ہو جائے گی۔!" سرسوکھے نے قہقہہ لگایا۔ "تم مجھ پر فائر کیوں نہیں کرتے۔!"

"میں ایک بلیک میلر ہوں سرسوکھے۔!" رانا نے کہا۔ "کیا تم سودا کرو گے۔!"

"میں جانتا تھا۔!" سرسوکھے نے بے تکان قہقہہ لگایا۔ وہ اب بھی ان تینوں کو ڈاج دیتا پھر رہا تھا۔

جولیا دروازے کی طرف کھسک رہی تھی.... رانا نے اسے للکارا۔

"خبردار اگر تم اپنی جگہ سے ہلیں تو تمہاری لاش یہیں پڑے پڑے سڑ جائیگی۔!" جولیا ٹھٹھک گئی۔

"اپنے آدمیوں کو روکو....!" سرسوکھے نے کہا۔

"اوہ.... تم تینوں دفع ہو جاؤ۔!" رانا نے ہاتھ ہلا کر کہا اور تینوں نقاب پوش اسے چھوڑ کر ایک دروازے سے نکل گئے۔

"تم ادھر چلو....!" سرسوکھے نے جولیا سے کہا اور رانا نے ریوالور کی نال کو جنبش دے کر سرسوکھے کی تائید کی۔ جولیا اس کے قریب آ گئی۔

"تم اسے کہاں لئے پھر رہے ہو سرسوکھے.... جانتے ہو یہ کون ہے۔" رانا نے پوچھا۔

"میں سب کچھ جانتا ہوں تم معاملے کی بات کرو۔!"

"ساڑھے تین لاکھ....!"

"بہت ہے.... میں نہیں دے سکتا۔!"

"تب پھر میں دوسروں سے بھی بزنس کر سکتا ہوں.... مگر نہیں.... میں تم سے بات ہی کیوں کروں۔ معاملہ تو تمہارے چیف ہی سے طے ہو سکے گا۔!"

"میرا کوئی چیف نہیں ہے۔!" سرسوکھے غرایا۔ "میں مالک ہوں۔!"

"تب پھر تم ہی معاملہ طے کرو۔!"

"میں ایک لاکھ سے ڈیڑھ لاکھ تک بڑھ سکوں گا۔ لیکن اس کے بعد گنجائش نہیں ہے۔!"

"اس سے بہتر تو یہی ہو گا کہ میں عمران ہی سے ہار مان کر اپنا پیچھا چھڑاؤں۔!"

"تم ایسا نہیں کر سکتے۔!" سرسوکھے گرجا۔ "میں کتوں کے راتب میں اضافہ کرنے کی سکت رکھتا ہوں۔ ساڑھے تین ہی لاکھ سہی۔!"

اچانک رانا نے اچھل کر اس کی توند پر ایک زوردار لات رسید کی۔

اور وہ چیخ کر الٹ گیا۔ اس کے گرنے سے کس قسم کی آواز پیدا ہوئی تھی جولیا اندازہ نہ کر سکی۔ عجیب سی آواز تھی۔ نہ وہ کسی چٹان کے گرنے کی آواز تھی اور نہ؟ وہ اندازہ بھی کیسے کر سکتی تھی کیونکہ اس نے آج تک نہ تو گوشت کا پہاڑ دیکھا ہی تھا اور نہ اس کے گرنے کی آواز سنی تھی۔

"اب تم اٹھ نہ سکو گے۔ سرسوکھے۔!" رانا نے قہقہہ لگایا۔ "بس کسی ایسی بطخ کی طرح پڑے رہو جسے چت لٹا کر سینے پر کنکری رکھ دی گئی ہو۔ مجھے اسی کا انتظار تھا مگر تم تو ویسے بھی ڈفر ہو۔ تم غالباً یہ سمجھتے تھے کہ رانا اتفاقاً ہاتھ آ گیا ہے۔ اسی لئے اس پر بھی غور نہ کر سکے کہ جو شخص کسی سے چھپتا پھر رہا ہو وہ بھلا کار کے اندر روشنی کیوں رکھنے لگا۔ کار کے اندر میں نے اس توقع پر روشنی کی تھی کہ شائد تم پھنس ہی جاؤ۔ وہی ہوا۔ یہاں کچھ دیر پہلے تمہارے آدمی تھے جنہیں میرے آدمیوں نے ٹھکانے لگا کر ان کی جگہ خود لے لی تھی۔ مجھے تمہارے سارے اڈوں کا علم تھا۔ اس

لئے اس وقت ہر اڈے پر میرے ہی آدمی موجود ہوں گے۔ اتنی دردسری تو محض اس لئے مول لی تھی کہ تمہاری زبان سے اعتراف کراسکوں کہ اس کالی تنظیم کے سربراہ تم ہی ہو۔ تم ہی وہ وطن فروش ہو جس نے ملک کو تباہ کر دینے کی سازش کی تھی۔ ہاہا.... تم اٹھ نہیں سکتے۔ بس اسی طرح بے بسی سے ہاتھ پیر مارتے رہو۔ میں یہ بھی جانتا تھا کہ تم لیٹ جانے پر خود سے نہیں اٹھ سکتے تین چار نوکر تمہیں کھینچ کھانچ کر بستر سے اٹھاتے ہیں۔ اسی کام کے لئے تم نے تین چار پہلوان رکھ چھوڑے ہیں۔!"

"مجھے.... اٹھاؤ.... دس لاکھ....!" سرسوکھے چیخا۔

جولیا پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"تم اس فکر میں تھے کہ مجھے اور عمران دونوں کو ٹھکانے لگا دو۔ اس لئے اسمگلنگ کی کہانی لے کر عمران کی بیوی کے پاس پہنچ گئے تھے۔!"

"اے.... تم کیا بکواس کر رہے ہو....!" جولیا بگڑ گئی۔

"تم عمران کی بیوی نہیں ہو۔!" رانا نے بڑی معصومیت سے پوچھا۔

"نہیں....!"

"اوہ.... تو اس نے بکواس کی ہو گی۔ بہر حال تو پھر تم اس سے اتنی ہی قریب ہو سکتی ہو کہ سرسوکھے تمہارا اسہارا لیتا۔!"

"وہ صرف میرا دوست ہے....!"

"شوہر بھی دشمن تو نہیں ہوتا۔!"

"زبان.... بند کرو.... تم کون ہو.... اور تمہارا ان معاملات سے کیا تعلق ہے۔!"

"زبان بند کرلوں گا تو تم سنو گی؟ خیر.... تم خود ہی اپنی زبان بند کرو.... اور مجھے سوکھے رام سے گفتگو کرنے دو.... ہاں سوکھے.... تم ابھی ابھی دس لاکھ کی بات کر رہے تھے۔ دس کروڑ اور دس ارب کی باتیں شروع کرو پھر شاید مجھے سوچنا پڑے کہ مجھے کیا کرنا چاہئے۔!"

"تم کیا چاہتے ہو....!" سرسوکھے نے بے بسی سے پڑے پڑے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"تمہارے ہاتھوں کیلئے اسپیشل ہتھکڑیاں بنوائی ہیں۔ دیکھنا چاہتا ہوں کہ فٹ ہوں گی یا نہیں۔!"

"تم بلیک میلر ہو....!"

"ہاں میں اپنے ملک و قوم کیلئے سب کچھ کر سکتا ہوں۔ بلیک میلنگ تو تفریحاً بھی ہو جاتی ہے۔!"

"تم کون ہو....!" سرسوکھے نے خوفزدہ سی آواز میں پوچھا۔

"جوزف....!" رانا نے جواب دینے کی بجائے آواز دی۔

دوسرے ہی لمحے میں جوزف کمرے میں تھا اور اس کے ہاتھوں میں بڑی بڑی اور وزنی ہتھکڑیاں تھیں۔

"ہتھکڑیاں لگا دو.... لیکن خیال رکھنا کہ کہیں وہ تمہارے سہارے اٹھ نہ آئے ورنہ پھر اس کا پیٹ ہی پھاڑنا پڑے گا۔ میں اس ہاتھی کو زندہ لے جانا چاہتا ہوں۔!"

جوزف اس کا مطلب سمجھ گیا تھا اس لئے وہ کوشش کر رہا تھا کہ قوت صرف کئے بغیر ہی اس کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال دے۔ لیکن اسے کامیابی نہ ہوئی۔ تب رانا نے صفدر کو آواز دی اور جولیا چونک کر اسے گھورنے لگی صفدر بھی اندر آیا۔

"چلو بھئی.... تم بھی مدد کرو.... جوزف کی۔!" رانا نے کہا اور جولیا کھسک کر اس کے قریب آگئی۔ وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اسے دیکھ رہی تھی۔

"فرمائیے محترمہ....!"

"تم کون ہو....!" جولیا نے آہستہ سے پوچھا۔

"ہم.... رانا تہور علی صندوقی ہیں.... ہمارے حضور ابا.... یعنی کہ آنریبل فادر....!"

"تم جھوٹے ہو!" سرسوکھے حلق پھاڑ کر چیخا۔ "تم ان لوگوں سے بھی کوئی فراڈ کرو گے۔ صفدر تو عمران کے ساتھی ہو.... جولیا اس کی باتوں پر یقین نہ کرو.... یہ تمہیں بھی ڈبوئے گا۔!"

"مگر کچھ دیر پہلے تو یہ تمہاری فرم کا ایک نالائق ملازم تھا۔!" جولیا نے زہریلے لہجے میں کہا۔

"کچھ بھی ہو تم اس سے وفا کی امید نہ رکھنا یہ تمہیں اور صفدر کو یہاں سے زندہ واپس نہ جانے دیگا۔!"

"مجھے یقین ہے.... تم بکواس نہ کرو....!" صفدر نے اس کے منہ پر گھونسہ مارتے ہوئے کہا وہ دونوں مل کر اس کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال چکے تھے۔

"پچھتاؤ گے.... تم لوگ پچھتاؤ گے....!" سرسوکھے کراہا۔

"تم ڈفر ہو سرسوکھے۔!" دفعتاً رانا نے کہا۔ "عمران اس وقت بہت زیادہ خطرناک ہو جاتا ہے جب اسے خود اپنی ہی تلاش ہو۔ کیا سمجھے۔!"

"میں نہیں سمجھا.... تم کیا کہہ رہے ہو....!"

"عمران کو عمران کی تلاش تھی اس لئے تم چکر کھا گئے تھے۔ سرسوکھے اگر عمران کو عمران کی تلاش نہ ہوتی تو تم کبھی روشنی میں نہ آتے۔!"

"تم.... تم.... عمران....!"

"ہاں.... میں عمران....!" عمران سینے پر ہاتھ رکھ کر خفیف سا خم ہوا اور پھر سیدھا کھڑا ہوتا ہوا بولا۔ "میں جانتا تھا کہ تم لوگ کیپٹن واجد کی گرفتاری کے بعد سے رانا تہور علی کے پیچھے

پڑجاؤ گے۔ مجھے سرغنہ پر ہاتھ ڈالنا تھا جو اندھیرے میں تھا۔ لہٰذا میں نے کیپٹن واجد کے ان ساتھیوں میں جنہیں میں نے دانستہ نظرانداز کردیا تھا یہ بات پھیلانے کی کوشش کی کہ کیپٹن واجد کے بعض اہم کاغذات رانا تہور علی نے عمران کے ہاتھ لگنے ہی نہیں دیئے اور عمران اب رانا تہور علی کی تلاش میں ہے اور رانا تہور علی کوشش کررہا ہے کہ وہ عمران کو ختم ہی کردے۔ تم نے سوچا کہ کیوں نہ دونوں ہی کو ختم کردیا جائے۔ لہٰذا تم ڈھمپ اینڈ کمپنی جا پہنچے۔ مقصد صرف یہ تھا کہ جولیا کا قرب حاصل کرسکو۔ ہاں مجھے یہ بھی یاد ہے کہ کسی زمانے میں روشی نے بھی تمہاری فرم کی ملازمت کی تھی لیکن یہ قطعی غلط ہے کہ تم نے مجھے اسی کے توسط سے پہچانا تھا۔ سیکرٹ سروس والوں پر تمہاری نظریں پہلے ہی سے تھیں اور تم یہ بھی جانتے تھے کہ میں ان کے لئے کام کرتا ہوں۔ بہر حال تم اس لئے آئے تھے کہ ہم میں گھل مل کر تم بھی رانا تہور علی کی تلاش کرنے والی مہم میں شریک ہوسکو.... اور جب وہ مل جائے تو چپ چاپ اسے اور عمران دونوں کو میٹھی نیند سلادو۔ اس لئے تم نے اپنے آفس کے پراسرار اسمگلروں کی کہانی تراشی تھی۔ تقریب کچھ تو بہر ملاقات چاہیے۔ تمہیں عمران کی تلاش تھی لیکن وہ ہمیشہ بحیثیت عمران تمہاری نظروں میں رہا ہے تم اسے دیکھتے تھے اور نظرانداز کردیتے تھے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو میں تمہیں دھوکا دینے میں کیسے کامیاب ہوتا۔ تم یہ کیسے سمجھتے کہ عمران اور تہور علی میں چھڑ گئی ہے۔ وہ دونوں ایک دوسرے کو رگڑ دینا چاہتے ہیں۔!"

سرسوکھے نے آنکھیں بند کرلیں تھیں۔ ایسا معلوم ہورہا تھا جیسے وہ شروع سے اب تک کے واقعات کو ذہنی طور پر ترتیب دینے کی کوشش کررہا ہو۔

عمران نے کچھ دیر خاموش رہ کر قہقہہ لگا۔ "ہاہا سوکھے رام جب میرے کرایہ کے آدمیوں نے ندی کے کنارے مجھ پر اور صفدر پر حملہ کیا تھا تم یہی سمجھے تھے کہ حملہ رانا تہور علی کی طرف سے ہوا تھا۔ وہ ڈرامہ میں نے اسی کے لئے اسٹیج کیا تھا کہ تم یہی سمجھو۔ موٹی عقل والے آدمی تم اتنا نہیں سوچ سکے تھے کہ کھلے میں ہم پر فائرنگ ہوئی تھی۔ لیکن اس کے باوجود بھی صفدر بچ نکلا تھا۔ میں تو خیر دریا ہی میں کود گیا تھا۔!"

صفدر نے پلکیں جھپکائیں۔ اسے وہ واقعہ بھی یاد تھا لیکن اصلیت اسی وقت معلوم ہوئی تھی اس کے فرشتے بھی اس موقع پر یہ نہ سوچ سکتے کہ جس کا تعاقب کرتے ہوئے وہ ندی تک پہنچے تھے عمران ہی کا آدمی تھا اور وہ فائرنگ بھی مصنوعی ہی تھی۔ ہوسکتا ہے کہ گولیوں والے کارتوس سرے سے استعمال ہی نہ کئے گئے ہوں۔ لیکن بچ نکلنے کے بعد وہ اسے معجزہ ہی سمجھتا تھا کیونکہ فائرنگ جھاڑیوں سے ہوئی تھی اور وہ کھلے میدان میں تھے۔ اوٹ کے لئے کوئی جگہ نہیں مل سکی

تھی۔ ادھر جولیا کو عمران کی تحریر یاد آگئی جو سرکنڈوں کی جھاڑیوں کے درمیان ملی تھی۔

عمران نے پھر قہقہہ لگایا اور بولا۔ "میں نے خود ہی تمہیں موقعہ دیا تھا کہ تم میرے کچھ آدمیوں کو پکڑلو۔ تاکہ مجھے تمہارے مختلف اڈوں کا علم ہوسکے اور تم دوسرے چکر میں تھے۔ تم انہیں پکڑواتے تھے اور پھر ایسے حالات پیدا کرتے تھے کہ وہ نکل جائیں اور مجھ تک یہ بات پہنچے کہ وہ لوگ سرسوکھے میں بھی دلچسپی لے رہے ہیں اور مجھے نہ صرف سرسوکھے کی اسمگلنگ والی کہانی پر یقین آجائے بلکہ میں اس الجھن میں بھی پڑجاؤں کہ آخر ان اسمگلروں کو رانا تہور علی سے کیا سروکار۔ تمہیں یقین تھا کہ اس طرح میں تم پر اعتماد کرکے تمہیں رانا تہور علی والے معاملہ میں بھی شریک کرلوں گا۔ اس طرح تمہیں رانا تک پہنچنے میں آسانی ہوگی۔"

"باس.....!" دفعتاً جوزف ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "تم نے اس رات اندھیرے میں سبز رنگ کی بوٹ دیکھنے کی ہدایت دی۔ مجھے بتاؤ کہ میں اندھیرے میں سبز رنگ کیسے دیکھ سکتا تھا۔!"

"بکواس بند کرو..... یہ میں نے اسی لئے کیا تھا کہ تم یہی پوچھنے کے لئے مجھے تلاش کرتے ہوئے شراب خانے میں آؤ اور حلق تک تاڑی ٹھونس لو۔!"

"میں قسم کھا سکتا ہوں کہ مجھے دس سال پہلے تاڑی نصیب ہوئی تھی۔!" جوزف نے غالباً تاڑی کا ذائقہ یاد کرکے اپنے ہونٹ چاٹے تھے۔

"بکواس بند کرو.....!" عمران نے کہا اور پھر سوکھے کی طرف دیکھنے لگا جو زمین پر پڑا اس طرح ہانپ رہا تھا جیسے کچھ دیر پہلے کی اچھل کود سے پیدا ہونے والی تھکن اب محسوس ہوئی ہو۔ دفعتاً اس نے کھنکار کر کہا۔

"میں بہت برا آدمی ہوں تمہیں پچھتانا پڑے گا۔ اگر تم کسی کو میری کہانی سنانا چاہو گے تو وہ تم پر ہنسے گا۔ تمہیں پاگل سمجھے گا۔!"

"پاگل تو لوگ ویسے بھی سمجھتے ہیں سوکھے رام۔ مجھے بالکل دکھ نہ ہوگا۔ لیکن تم خود ہی عدالت کے لئے اپنے خلاف سارا ثبوت مہیا کرچکے ہو۔ یہاں ایک ٹیپ ریکارڈر بھی موجود ہے جس پر شروع سے اب تک ہماری گفتگو ریکارڈ ہوتی رہی ہے..... اور اب بھی ہورہی ہے۔!"

دفعتاً سرسوکھے پر چنگھاڑنے کا دورہ سا پڑگیا۔ لیکن شاید ٹیپ ریکارڈر ایک بھی صحیح وسالم گالی ریکارڈ نہ کرسکا ہو۔ سرسوکھے کی ذہنی حالت اتنی اچھی نہیں معلوم ہوتی تھی کہ وہ مختلف گالیوں کو مربوط کرکے انہیں قابل فہم بنا سکتا۔

دوسرے دن عمران جولیا کے فلیٹ میں نظر آیا۔ وہ اسے بتا رہا تھا کہ اس نے تنویر کو اسی لئے فون پر بور کیا تھا کہ وہ جولیا کو بور کرے۔ عمران کو یقین تھا کہ جولیا تنویر کی زبانی اس کی بکواس سن کر ضرور تاؤ میں آجائے گی اور نتیجہ یہی ہوگا کہ وہ اسی وقت سرسوکھے کے ساتھ نکل کھڑی ہوگی۔

"سرسوکھے نے تم سے تعاقب کرنیوالے کے متعلق بحث کر کے یہی معلوم کرنا چاہا تھا کہ تم رانا کو پہچانتی ہو یا نہیں۔ تم نہیں پہچانتی تھیں اسلئے اس نے صحیح اندازہ لگایا اور اپنے کام میں لگ گیا۔"

"ایکس ٹو نے مجھے فون پر ہدایت دی ہے کہ میں رانا کے وجود کو راز ہی رکھوں۔!" جولیا نے کہا۔ "اس کا بیان ہے کہ ہم لوگوں میں سے صرف صفدر اور میں رانا کے وجود سے واقف ہیں۔ بقیہ لوگ نہیں جانتے تو کیا تمہارا رانا والا رول ابھی برقرار رہے گا۔!"

"فی الحال وہ مستقل ہے۔!"

"تب پھر یہ سمجھنا چاہئے کہ اس پارٹی میں سب سے زیادہ اہمیت تمہیں ہی حاصل ہے۔!"

"یا پھر میری بیوی کو حاصل ہو سکتی ہے۔!" عمران نے بڑی معصومیت سے کہا۔

جولیا بُرا سا منہ بنا کر دوسری طرف دیکھنے لگی اور عمران اٹھتا ہوا بولا۔ بہر حال مجھے اس غیر ملکی سازش کی جڑوں کی تلاش تھی۔ کتنی موٹی جڑ ہاتھ آئی۔ ہاہا۔ کاش اسے کسی چڑیا گھر کی زینت بنایا جاسکتا۔ اس کے پھرتیلے پن نے تو میرے بھی چھکے چھڑا دیئے تھے۔ لیکن گر جانے کے بعد وہ کس طرح بے بس ہو گیا تھا۔ دنیا کا آٹھواں عجوبہ.....!"

اسکے بعد نہ جولیا نے اسے رسماً ہی روکا اور نہ عمران ہی تفریح کے موڈ میں معلوم ہوتا تھا۔

﴿ختم شد﴾